قُل بِفَضلِ اللّٰہِ وَبِرَحمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلیَفرَحُوا ھُوَ خَیرٌ مِّمَّا یَجمَعُونَ

فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوب خوشی مناؤ یہ ان کے دھن دولت سے بہتر ہے

البرھان القوی

فی

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الحاج علامہ حکیم نذیر احمد قادری کنجاہ

ناشر

مکتبہ فاروقِ اعظم گرلز کالج روڈ بلاک ۱۴ سرگودھا

(گلستان پریس سرگودھا فون: ۶۱/۳۶)

نام کتاب : البرہان القوی
مصنف : حکیم نذیر احمد قادری
ناشر : مکتبہ فاروق اعظم بلاک ۱۴ سرگودھا
قیمت :
مطبع : گلستان پرنٹنگ پریس سرگودھا

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ مصنّف

عرض ہے کہ موجودہ گزرتے زمانہ الحادی دور میں ہر طرح سے بڑھتی ہوئی گمراہی نتِ نئے فتنہ انگیزی کی شر انگیزی بڑھتی ہی چلی رہی ہے۔ اس دور میں جس کا ذہن جیسا چاہتا ہے عقل کے ترازو پر ولی اللہ اور اللہ کے رسولوں کی عظمت و مرتبت کو تولنے لگتا ہے۔ اور دینِ حق کے بارے جیسا بھی کوئی چاہتا ہے کہنے لگتا ہے۔ اپنے تمام تر متقدمین کے قول و عمل کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی مرضی کا تراشیدہ دین بنا بیٹھتا ہے۔ دین کے دیگر کافی مسائل کے علاوہ ہر سال عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر جس کو تمام مسلمان بڑی دھوم دھام سے اور تعظیم و احترام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے مناتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمٰی کا شکریہ ادا کرنے کا طریقہ گردانتے ہیں لیکن منکرین کہ محبتِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور دولتِ ایمان سے جن کے قلوب خالی ہیں، سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے طرح طرح کے بیانات اور واویلا سے بھرپور لٹریچر شائع کرتے ہیں بسیدھے سادے مسلمانوں کو تذبذب میں ڈال کر ان کا ایمان و عقیدہ خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے، کہ میلاد منانا بدعت ہے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ میلاد شریف کی قرآن و حدیث میں کوئی اصل نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے صحابہ نے کیوں میلاد نہ منایا؟ کوئی کہتا ہے کہ ۶ ہجری سے پہلے کسی نے میلاد نہیں منایا۔ کوئی نہ میلاد شریف کے

انعقاد کو جنم کنہیا سے تشبیہ دیتے ہوئے نہیں شرماتا۔ اور کسی نے شرک کا
فتویٰ دے مارا ہے۔ ان سب حالات کے پیش نظر استاذ العلماء مرجع
الفضلاء جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول حضرت قبلہ الحاج علامہ
قاضی مفتی حافظ پیر سید محمد یعقوب شاہ صاحب شیخ الحدیث
دارالعلوم جامعہ غوثیہ عربیہ کنیرانوالہ سیداں ضلع گجرات
نے بندہ کو ارشاد فرمایا کہ اس مسئلہ پر ضرور قلم اٹھاؤ اور حقانیت اجاگر
کرو۔ اور بہت سے دیگر احباب بھی کافی مدت سے اس کا اصرار فرما رہے
تھے۔ لہذا بندہ ناچیز نے باوجود اس کے کہ اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کے
باعث شرمندہ ہوں، محض اللہ تعالیٰ کے فضل، حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم
کے کرم اور مرشدی اولادِ حضرت غوث اعظم جیلانی قبلہ سیدی الحاج پیر
سید محمد انور شاہ صاحب گیلانی آف سدرہ شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل
خان (مرحوم) کی نظرِ عنایت اور استاذ العلماء قبلہ الحاج مفتی
استاذی مولانا محبوب علی خان لکھنوی و استاذ العلماء فقیہ اعظم
علامۂ دہر مفتی عصر شمس المناظرین قمر المقررین امام المحدثین جامع معقول
ومنقول حاوی فروع واصول حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب
نور اللہ مرقدہما کی دعاؤں کے صدقے میں اس سید مسئلہ میلاد النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں چند حوالہ جات تحریر میں لانے کا مستحکم ارادہ کر
کے قلم اٹھایا ہے۔ اس کو دینی خدمت سمجھ کر شروع کرتا ہوں۔ اور
کتاب کا نام ضرورت موجودہ کے مطابق البرہان القوی فی میلاد النبی
تجویز کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادنیٰ سی کوشش کو شرف
قبولیت عطا فرمائے اور بندۂ ناچیز اس ہدیہ کو ختم المرسلین

رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سرورِ کونین سیّد الثقلین، نبی الحرمین امام القبلتین فخرِ موجودات باعثِ تخلیقِ کائنات سیدنا و مولٰنا حضرت احمد مجتبیٰ محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی درگاہِ عالیہ میں ہدیۃً عقیدۃً نذرانۃً پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

آمین ثم آمین

نذیر احمد قادری کنجاہی گجراتی

بروز جمعرات بمطابق ۲ رمضان المکرم سنہ ۱۴۱۰ ہجری

مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۹۰ عیسوی

تقریظ مبارک استاذ العلماء مرجع الفضلاء جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول حضرت علامہ الحاج الحافظ سیّد محمد یعقوب شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث جامعہ عربیہ غوثیہ کیرانوالہ سیداں

میں نے علامہ نذیر احمد صاحب کنجاہی کی کتاب البرہان القوی فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر مقامات کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ کتاب نہایت ہی مدلل اور عمدہ کتاب ہے۔ مولانا موصوف نے غیر مقلدین، دیوبندیوں بریلویوں کی کتب سے استنباط کیا ہے۔ قارئین کے لئے نہایت ہی مفید کتاب ہے۔ مولیٰ کریم مولانا موصوف کی زندگی دراز کرے۔ اور اس کتاب کو مولانا کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

السید محمد یعقوب شاہ

ناظم مدرسہ عربیہ غوثیہ کیرانوالہ سیداں ضلع گجرات

۷۸۶

اللہ تعالیٰ کا احسان

الحمد للہ الذی خلق نبیہٗ و زینہٗ بمکارم الوجود ۝ و فضلہٗ بالشفاعۃ الکبریٰ والمقام المحمود ۝ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ الملک المعبود ۝ واشھد ان سیدنا محمدا عبدہٗ ورسولہٗ اکرم الخلق واحسن المولود ۝ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من میلادہٗ سعید وبقاءہٗ مسعود ۝ وعلیٰ الہ الطیبین الطاھرین واصحابہ المکرمین المعظمین ۝ وعلینا معھم اجمعین الی الیوم الموعود ۝

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیہ ۱۶۴

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا مومنین پر کہ ان ہی میں سے اپنا برگزیدہ رسول مبعوث فرمایا جو اُن پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے۔ اور ان کو پاکیزہ فرماتا ہے۔ اور انہیں کتاب وحکمت کا علم سکھاتا ہے۔ اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

تشریح: اس آیت قرآنیہ کی تلاوت کے بعد یہ بات روز روشن کیطرح ظاہر و باہر ہوتی ہے کہ خالقِ کائنات نے کائنات کی ہر چیز خلق فرمائی لیکن احسان کرنے کے باوجود احسان نہیں جتایا مگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہی ذاتِ گرامی اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے جس احسان کو خود ذات لم یزل نے اپنے کلام مقدس قرآنِ مجید فرقانِ حمید ارشادِ رشید میں اجاگر فرمایا۔

قرآن پاک کا بغور مطالعہ کرتے جائیے۔ ہر نعمت پر ہر عنایت پر شکریے کا اور اس کے تحدث کا ارشاد فرمایا۔ خالق نے اپنا ذکر فرمایا، نبیوں رسولوں کا ذکر فرمایا، فرشتوں کا حوروں کا ذکر فرمایا، آسمان و زمین کا ذکر فرمایا، جنت و دوزخ، لوح و قلم، عرش و کرسی کا ذکر فرمایا، آب مٹی ہوا آگ سب کا ذکر فرمایا، خشکی تری، شجر حجر، نباتات جمادات، چرند پرند حتیٰ کہ ہر شے کا ذکر فرمایا۔ منعم ازلی و ابدی نے ہر نعمت عطا فرمائی کسی نعمت کی عطا پر لفظاً احسان صادر نہیں فرمایا لیکن ایک نعمت عظیمہ وہ جو باعث تخلیق کائنات ہے۔ جس کی تشریف آوری تمام عالموں کے لئے رحمت ہے۔ اور بنی نوع انسانیت کے لئے منبع ہدایت اور ذریعہ نجات ہے۔ تو نعمتِ عظمیٰ ہی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہے۔ ذرا غور کیجیے گا کہ جب رب العلیٰ نے ہر نعمت پر شکریہ کا حکم فرمایا ہے تو اس نعمت عظیمہ کا شکریہ تو سب سے زیادہ ضروری و لازمی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ شکریہ کیسے ادا کیا جائے۔ اس کی ادائیگی کے دو ہی طریقے ہیں۔ اوّل اگر عطا کرنے والا خالق ہے تو اس کی عبادت کی جائے اور اگر عطا بذریعہ مخلوق ہے تو اس کی خدمت کی جائے، عزت و تعظیم کی جائے۔ دوم عطا شدہ نعمت کا ذکر کیا جائے۔ تعریف و چرچا کیا جائے۔ بس اسی شکریہ کے اظہار کی نوعِ تکمیل میلاد شریف کی محفل منعقد کرنا ہے۔ صدقات و خیرات، خوشی منانا، فضائل و خصائل و شمائلِ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم پر مبنی ذکر کرنا، سنانا اور سننا، یہی شکریہ کی ایک دلیل اور طریقہ ہے۔ قرآن پاک اس نعمت کے شکریہ ادا کرنے کیلئے واضح ثبوت فراہم فرماتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب بے مثل و لاریب میں ہر عنایت، ہر عطائے نعمت پر شکریہ ادا کرنے کا، ہر نعمت کا ذکر، چرچا و تعریف کرنے کا پر زور جگہ جگہ ارشاد فرماتا ہے

اب پہلے ہم اس نعمتِ اعلیٰ کے صدقے میں ملنے والی نعمتوں اور اس کے شکریہ کے بارے غور و خوض کریں گے۔

شکریہ کی اہمیت اور اللہ تعالیٰ کا قرآن

۱۔ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ البقرہ۔ پارہ ۱۔ آیہ ۵۲

ترجمہ پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دے دی۔ تاکہ تم میرا شکر ادا کرو۔

تشریح: اس آیہ کریمہ میں خالق و مالک نے معافی عطا فرمائی اور اس معافی حاصل ہونے کی خوشی پر شکریہ کا حکم فرمایا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا

۲۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ پارہ ۱۔ سورہ البقرہ۔ آیہ ۵۶

ترجمہ تم کو مرنے کے بعد پھر ہم نے زندہ کر دیا تاکہ تم شکر بجا لاؤ۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات نے مارنے کے بعد زندہ فرما کر اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا اور شکریہ ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

۳۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ پارہ ۲۔ سورہ البقرہ آیہ ۱۵۲

ترجمہ پس تم میری یاد کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر کرو۔ اور میری ناشکری نہ کرو۔

تشریح: اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر مبارک کرنے کا یہ صلہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذاکر کا ذکر فرماتا ہے۔ اور شکریے کا حکم صادر فرماتا ہے۔ اور ناشکری سے منع فرماتا ہے۔ ایسا ہی آگے ارشاد فرمایا۔

۴۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ پارہ ۲۔ سورہ البقرہ۔ آیہ ۱۷۲

ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں کھاؤ۔ اور اللہ کی بارگاہ میں شکریہ ادا کرو اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔

تشریح: اس آیہ کریمہ میں اللہ کریم نے خاص ایمان والوں کو حکم فرمایا ہے کہ طیب و

طاہر رزق اللہ کی طرف سے ملنے پر اور اس کے کھانے پر اللہ تعالیٰ کے لئے شکریہ ادا کرو اور خاص اسی معبود کی عبادت کرتے رہو۔ آگے ارشاد فرمایا۔

۵۔ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ پارہ ۲ البقرہ آیۃ ۱۸۵

ترجمہ: اور اس لئے کہ تم صحیح گنتی پوری کرلو۔ اور اللہ کی بڑائی یعنی تکبیر بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت بخشی تاکہ تم شکریہ ادا کرو۔

تشریح: اس ارشاد ربانی سے ثابت ہوا کہ جب رمضان شریف کے روزوں کی گنتی مکمل کرلی جائے تو اللہ تعالیٰ کی تکبیر بلند کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خاص کر اپنی مہربانی سے رمضان شریف کے روزے رکھنے والے کے لئے رحمت، برکت اور نجات کا مژدہ سنایا اسی نے اس عظمت کو حاصل کرنے کے لئے ہدایت بخشی۔ اس لئے کہ تم شکریہ ادا کرتے رہو تو جان لینا چاہیے کہ رمضان شریف کے روزوں کی گنتی مکمل ہو جانے کے بعد نماز عید الفطر اسی شکریہ میں ادا کیجاتی ہے۔ اس شکریے کی ادائیگی کو عید الفطر کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اسی آیت سے نماز عید الفطر کی واجبیت ثابت ہوتی ہے۔

۶۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ پارہ ۲۔ سورہ البقرہ۔ آیہ ۲۴۳

ترجمہ: اے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے موت کے ڈر سے وہ کئی ہزاروں کی تعداد میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ مرجاؤ پھر انہیں زندہ فرمادیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔ مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

تشریح: اس آیہ کریمہ میں ایک واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ کہ کچھ بستیوں یا شہروں میں کسی بیماری کی وجہ سے بہت لوگ موت کے ڈر سے اپنے گھر چھوڑ کر جنگلوں میں رہنے لگے

تاکہ وہاں بیماری سے بچ سکیں اور موت نہ آئے۔ وہ کئی ہزاروں کے شمار میں اکٹھے ہو کر جنگلوں میں تھے۔ تو قادر مطلق نے اپنی قدرت کاملہ کا یہ کرشمہ دکھانا مقصود فرمایا۔ کہ گھر ہو یا جنگل، آبادی ہو یا ویرانہ۔ کوئی کہیں بھی ہو موت سے بچ نہیں سکتا۔ تو اللہ کریم نے سب پر موت وارد فرمادی۔ تو تمام کے تمام لوگ مر گئے۔ پھر مدتیں گزر گئیں تو ایک دفعہ اس جگہ سے حضرت حزقیل علیہ السلام کا گزر ہوا تو ان کی ہڈیوں وغیرہ کی نشانیاں دیکھ کر بارگاہِ الٰہی میں ان کے زندہ ہونے کی دعا فرمائی۔ ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان سب لوگوں کو پھر زندہ فرما دیا۔ (کتاب من عاش بعد الموت از امام حافظ ابی بکر ابن ابی الدنیا ص ۲۸۱)

آگے ارشاد فرمایا۔

۷۔ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

پارہ ۱۴۔ سورہ نحل۔ آیہ ۱۴

ترجمہ: وہ ذات پاک ہے جس نے تمہارے لیے دریا کو مسخر کیا اور اس میں سے تازہ مچھلی وغیرہ کا گوشت کھاتے ہو۔ اور اس میں سے موتیوں کا گہنا نکالتے ہو، جسے تم پہنتے ہو تو اس میں کشتیاں دیکھتے ہو جو پانی چیر کر چلتی ہیں۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو تاکہ تم اللہ کا شکریہ ادا کرو۔

تشریح: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے دریاؤں میں سے مچھلی وغیرہ پکڑ کر کھانے اور اس میں سے ہیرے موتی جواہرات نکال کر زیورات میں جڑ کر سجانے کا بیان فرمایا۔ اور ان کشتیوں کا ذکر بھی کیا کہ تمہارا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہیں تاکہ تمہیں اس میں منافع حاصل ہو۔ یہ سب عنایات فرما کر رب کریم نے شکر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

آگے ارشاد فرمایا۔

۸۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ

تعبدون ۔ پارہ ۱۴ - سورہ نحل - آیہ ۱۱۴

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی حلال اور پاکیزہ روزی کھاؤ۔ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ اگر تم خاص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہو۔ آگے ارشاد فرمایا۔

۹۔ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل آیہ ۳

ترجمہ: اے ان کی اولاد جن کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ سوار کیا تھا، بے شک نوح علیہ السلام اللہ کے بہت بڑے شکر گزار بندے تھے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اس آیہ معظمہ میں طوفانِ نوح کے وقت کشتی میں سوار ہو کر بچ جانے والوں کی تمام اولاد کے سامنے اللہ کی بارگاہ میں حضرت نوح علیہ السلام کی شکرگزاری والی صفت کو اجاگر فرمایا۔

۱۰۔ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ پارہ ۱۹ - سورہ نمل - آیہ ۱۹

ترجمہ: تو وہ (حضرت سلیمان علیہ السلام) اس (چیونٹی) کی بات سے مسکرا کر ہنسا اور عرض کی۔ اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے ان احسانوں کا کہ جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے۔ اور توفیق دے کہ میں بھلے کام کروں جو تجھے پسند آئیں۔ اور مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما جو تیرے قربِ خاص کے سزاوار ہیں۔

تشریح: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ واقعہ بیان فرمایا جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر سفر میں تھا تو ایک چیونٹی نے اپنی ساتھی چیونٹیوں سے کہا کہ بلوں میں گھس جاؤ کہیں حضرت سلیمان کا لشکر بے خبری سے تمہیں روند نہ ڈالے۔ یہ بات اس چیونٹی کی میلوں دور سے پیغمبر خدا سن کر ہنس پڑے اور عرض کی اے اللہ! تیری ان نعمتوں کا جو مجھ پر کی گئیں۔ یا میرے والدین پر کی گئیں۔ ان کا شکر ادا کرنے

کی توفیق بخش دے۔ مجھے نبوت بخشی۔ بادشاہت بخشی۔ ہر چرند پرند جنات و انسان پر حکومت عطا فرمائی اور ان کی سب بولیاں سکھائیں اور ہوا کو بس میں کر دیا اور ان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت بخشی۔ لوہے جیسی سخت چیز کو ہاتھ لگنے سے نرم کر دیا۔ آواز میں خوش الحانی بخشی۔ کتاب زبور ایک لمحہ میں ساری پڑھ لینے پر عبور بخشا۔ ان سب نعمتوں پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے شکر ادا کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگی ثابت ہوا کہ مولا کریم کی ہر نعمت پر شکر ادا کرنا سنتِ پیغمبراں ہے۔ آگے ارشاد فرمایا۔

۱۱۔ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۔ پارہ ۱۹، سورہ نحل۔ آیہ ۴۰

ترجمہ (حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب تختِ بلقیس کو سامنے پایا تو) فرمایا۔ یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ جو کوئی بھی شکر کرتا ہے وہ اپنے لئے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے۔ سب خوبیوں والا ہے۔

تشریح: اس آیہ کریمہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شکر کی کتنی فضیلت اور کتنی عظمت ہے۔ آگے ارشاد فرمایا۔

۱۲۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۔ پارہ ۲۰، سورہ نمل، آیہ ۷۳

ترجمہ بے شک تیرا رب اپنے بندوں پر عظیم فضل کرنے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں۔

تشریح: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اپنے فضل و کرم پر شکریہ ادا کرنے کا تقاضا فرمایا ہے۔ آگے ارشاد فرمایا۔

۱۳۔ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے کہ رات میں تم آرام کرو اور دن میں اس کا فضل یعنی روزی تلاش کرو تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

تشریح: اس آیت میں اللہ کریم نے دن اور رات قائم فرماکر مخلوق کے آرام اور روزی کمانے کا وقت متعین فرمایا۔ اور اس پر شکر ادا کرنے کا تقاضا فرمایا۔ آگے ارشاد ربانی ہے۔

۱۴۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ پارہ ۲۱۔ سورۃ روم۔ آیہ ۴۶

ترجمہ اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناتی ہوئی۔ اور اس لئے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے۔ اور کشتیاں اس کے حکم سے چلیں۔ تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ اور اس کا شکر ادا کرو۔

۱۵۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ پارہ ۲۱۔ سورہ لقمان۔ آیت ۱۲

ترجمہ اور بے شک ہم نے (حضرت) لقمان (علیہ السلام) کو حکمت اور دانائی عطا فرمائی۔ کہ اللہ کا شکر ادا کر۔ اور جو کوئی بھی شکر ادا کرے گا وہ اپنے ہی بھلے کے لئے شکر ادا کرے گا۔ اور جو ناشکری کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ بے پروا ہے۔ سب خوبیوں کے لائق ہے۔

تشریح: اس آیہ کریمہ میں شکر کرنے والوں اور ناشکری کرنے والوں کے فرق کو واضح فرما دیا۔ آگے ارشاد فرمایا۔

۱۶۔ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ پارہ ۲۳۔ سورہ زمر۔ آیہ ۷

ترجمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی (طرف سے) ناشکری پسند نہیں۔ اور اگر تم شکر کرو۔ تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے۔

تشریح: سبحان اللہ! اس عبارت قرآنیہ سے کیسا صاف صاف ظاہر ہوا کہ شکر اللہ تعالیٰ کو کتنا پسندیدہ چیز ہے اور ناشکری کس قدر بری چیز ہے۔ ارشاد خالق ہے۔

۱۷۔ بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰاکِرِیْنَ   پارہ ۲۴۔ سورہ زمر۔ آیہ ۶۶

ترجمہ: بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرو۔ اور اس کے شکرگزار بندوں میں شمار ہو جاؤ۔"
ارشادِ ذوالجلال ہے۔

۱۸۔ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ

"بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فضلِ عظیم   (پارہ ۲۴۔ سورہ مومن۔ آیت ۶۱)

ترجمہ: فرماتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔"   ارشادِ حق ہے۔

۱۹۔ نِعْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا کَذٰلِکَ نَجْزِیْ مَنْ شَکَرَ   پارہ ۲۷۔ سورۃ قمر۔ آیۃ ۳۵

ترجمہ: بچالیا ہم نے ان کو عذاب سے اپنی خاص نعمت فرماکر۔ ہم یونہی صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرے۔ ارشادِ حق ہے۔

۲۰۔ قُلْ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ   پارہ ۲۹۔ سورۃ ملک۔ آیۃ ۲۳

ترجمہ: تم فرماؤ اللہ تعالیٰ وہی ذات ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔ تم کتنا کم شکر کرتے ہو۔

تشریح: اس آیت ربانی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ ہم نے تمہیں زندگی بخشی۔ اور قوتِ سماعت کان کے ذریعے اور قوت بصارت آنکھ کے ذریعے عطا فرمائی۔ اور دل کو ادراک اور عقل کا خزانہ بنایا۔ لیکن تم نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ کہ جو سنا، وہ نہ مانا۔ جو دیکھا، اس سے عبرت حاصل نہ کی۔ اور جو سمجھا اس میں غور نہ کیا۔ یہی ناشکری کا سبب ہے۔

ارشادِ حقانی ہے۔

۲۱۔ اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا   پارہ ۲۹۔ سورہ دہر۔ آیۃ ۳

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے ہدایت کی راہ بتائی کہ شکرگزار بنتا ہے۔ یا ناشکری کرتا ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے پیغمبر بھیج کر، کتابیں نازل فرماکر اپنی آیات اور

دلائل قائم فرما کر آزمایا ہے۔ کہ شکر گزار رہ کر مومن سعید بنتا ہے یا ناشکری کر کے کافر شقی ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک کی ان آیات سے ناظرین کو پوری طرح یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ان آیات پر غور کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ شکر کرنے کی اہمیت کتنی اعلیٰ چیز ہے۔ اور ناشکری کتنی بری چیز ہے۔

ان سب آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی دینی و دنیاوی نعمتوں کا ذکر فرما کر شکر ادا کرنے کا تقاضا فرمایا ہے۔ اور شکر کرنے والوں کو اپنی بارگاہ میں کتنی عزت بخشی ہے۔ اور ناشکری کرنے والوں پر کتنا عتاب فرمایا ہے۔ جیسا کہ انسان کی خلقت، اس کے اعضاء، دریا اور اس میں کشتیاں، کہیں تجارت میں نفع، کہیں مچھلیوں کا شکار، کہیں سواری کے جانور، کہیں زمین اور اس کے باغات اور ان کے ثمرات، کہیں زمین سے غلہ، کہیں برے لوگوں سے نیکوں کو نجات دلانا، یا اپنی نازل کردہ کتابوں کا ذکر فرما کر، کہیں اپنے رسولوں کو بھیج کر دعوت حق پہنچا کر، کہیں زمین و آسمان کی آیات اور دلائل قائم فرما کر ہر طرح سے اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا۔ اور ہر طرح کی نعمت پر شکر ادا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ شکر کرنے والوں کو پسند فرمایا اور ناشکری کے بارے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ جیسا کہ اس آیہ کریمہ میں صاف طور پر ذکر فرمایا۔

۲۲ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۞ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ۞ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۞ پارہ ۱۳، سورۃ ابراہیم آیہ ۵-

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے

صبر کرنے والے اور شکر گزار کے لئے ۔ اور جب موسٰی (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا۔ یاد کرو اللہ تعالیٰ کا وہ احسان جو تم پر کیا گیا ہے کہ جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات بخشی۔ جو تم کو بری طرح دکھ دیتے تھے کہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اس میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی۔ اور یاد کرو کہ جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں عطا کروں گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت تر سخت ہے۔

تشریح: قاموس میں ہے۔ کہ ایام اللہ سے مراد اللہ کی نعمتیں ہیں۔ حضرت ابن عباس، ابی ابن کعب، مجاہد و قتادہ رضی اللہ عنہم نے بھی ایام اللہ کی تفسیر میں اللہ کی نعمتیں ہی مراد فرمائی ہیں۔ حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ کہ ایام اللہ سے بڑے بڑے واقعات مراد ہیں۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کے امر سے واقع ہوئے بعض مفسرین نے فرمایا کہ ایام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے من وسلوٰی اتارنے کا دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا میں راستہ بنانے کا دن۔ تفسیر خازن، مدارک مفردات راغب ان سب ایام اللہ میں سب سے بڑی نعمت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا دن اعلیٰ ہے اور معراج شریف کی رات اعلیٰ ہے۔ ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ شکر کی اصل یہ ہے، کہ آدمی اس نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے۔ شکر کی حقیقت نعمت کی تعظیم اور اعتراف اور نعمت کا چرچا کرنے پر اجاگر ہوتی ہے جو لوگ ایام اللہ کی تخصیص میں کلام کرتے ہیں، ان کو اس آیہ کریمہ سے نصیحت پکڑنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ناشکری کرنے والوں کے لئے عذاب شدید کا پیغام سنا دیا ہے۔

تو اب سوچنا یہ ہے کہ شکر یہ کس طرح ادا کیا جائے۔ شکر یہ ادا کرنے کے دو ہی طریقے ہیں۔

ایک تو احسان کرنے والا محسن اگر مخلوق ہے۔ تو خدمت کی جائے۔ اگر احسان خالق کی طرف سے ہے، تو اس کی عبادت کی جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ جو نعمت بخشی گئی ہے۔ اس کا تذکرہ کیا جائے، اس کی تعریف کی جائے۔ جیساکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت پر شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ نعمت کا ذکر کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا جیساکہ ان آیات کریمہ سے ظاہر ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ پارہ ۱۔ سورۃ البقرہ۔ آیہ ۴۰

ترجمہ: اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد ذکر کرو میری نعمت کا جو میں نے تمہیں عطا کی۔ آگے ارشاد فرمایا۔

وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا پارہ ۴۔ سورۃ آل عمران۔ آیہ ۱۰۳

ترجمہ: اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں آپس کی دشمنی تھی۔ اس نے تمہارے دل میں محبت پیدا فرما دی تو اس کے فضل سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ پارہ ۶۔ سورۃ مائدہ۔ آیہ ۱۱

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، ذکر کرو اللہ کی ان نعمتوں کا جو تمہیں تمہارے خالق نے عطا فرمائی ہیں۔ آگے ارشادِ حق ہے۔

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ یٰقَوۡمِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ پارہ ۶۔ سورۃ مائدہ۔ آیہ ۲۰

ترجمہ: اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے۔ اے میری قوم ذکر کرو اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا جو ہم پر اتاری گئی ہیں۔ ارشاد باری ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ پارہ ۲۱۔ سورۃ احزاب۔ آیۃ ۹

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا احسان یاد کرو۔ جو تم پر اس نے فرمایا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ۔ پارہ ۲۲۔ سورہ فاطر۔ آیہ ۳

ترجمہ: اے تمام لوگو! تم کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمت بخشی ہے، اس کا ذکر کرتے رہو۔ مالک و مولا کے کلام میں ہے۔

لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُھُوْرِہٖ ثُمَّ تَذْکُرُوْا نِعْمَۃَ رَبِّکُمْ

پارہ ۲۵۔ سورہ زخرف آیہ ۱۳

ترجمہ: جب تم سواریوں کی پیٹھوں پر ٹھیک بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرو، چرچا کرو۔

اِن آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے کو ذکر کرنے کا درجہ عطا فرمایا ہے۔ جہاں بھی جیسا شکر کا ذکر آیا۔ ویسا ہی ذکرِ نعمت کرنے کا ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے شکر کو جو درجہ دیا ہے وہ با معنی ذکر کے ظہور میں آتا ہے۔ ہر نعمت کا ذکر کرنا تعریف کرنا بھی شکر کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر

شکریہ ادا کرنے کی اہمیت

حدیث پاک سے

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس (کتاب ادب المفرد ص۶۵) (کتاب ابوداؤد مترجم جلد سوم ص۵۳۴) (کتاب ترمذی شریف مترجم جلد دوم ص۶۰) (کتاب قضاء الحوائج ص۲۷ الحافظ ابوبکر ابن ابی الدنیا)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کا شکریہ قبول نہیں فرماتا جو بندوں کا شکریہ ادا نہ کرتا ہو۔

۲۔ عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اعطی عطاءً فوجد فلیجز به ومن لم یجد فلیثن فان من اثنی فقد شکر ومن کتم فقد کفر (ترمذی مترجم جلد دوم ص۸۱)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کو کچھ بخشش کیا جائے۔ تو اس کو چاہیے کہ اس کا نعم البدل ادا کرے اور اگر استطاعت نہ ہو تو محسن کی تعریف کرے۔ کیونکہ اس کا تعریف کرنا ہی شکریہ ادا کرنا ہے۔ جس نے شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کی ناشکری کی۔

۳۔ عن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صنع علیہ معروفا فقال لفاعلہ جزاک اللہ خیر فقد بلغ فی الثناء (ترمذی جلد دوم ص۸۱)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے ساتھ کچھ بھلائی کی جائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر جزا کی دعا کرے اور اس کی تعریف کرے۔

۴۔ عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ابلی بلاءً فذکرہ فقد شکرہ وان کتمہ فقد کفرہ۔ (ابوداؤد مترجم جلد سوم ص۵۳۵)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کو کوئی چیز بخشش ملے وہ اس کا ذکر کرے تو اس نے شکریہ ادا کر دیا۔ اور جو تذکرہ نہ کرے اس نے ناشکری کی۔

۵۔ عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اعطی عطاء فوجد فلیجز بہ فان لم یجد فلیثن بہ فمن اثنی بہ فقد شکرہ ومن کتمہ فقد کفرہ (ابوداؤد مترجم جلد سوم ص۵۳۵)

ترجمہ: جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جس کو کوئی چیز ملے تو وہ اس کا بدل دے۔ اگر بدل نہ پاسکے تو اس کی تعریف کرے پس جس نے اس کی اچھی تعریف کی بے شک شکریہ ادا کیا اور جس نے تعریف نہ کی، اس نے بے شک کفران نعمت کیا۔

۶۔ من ازلفت الیہ ید فان علیہ من الحق ان یجزی بھا فان لم یفعل فلیظھر الثناء فان لم یفعل فقد کفر النعمۃ (قضاء الحوائج ص۱ الحافظ ابوبکر بن ابی الدنیا)

ترجمہ: جس کو پہنچے کوئی چیز پس اس کے اوپر ضروری ہے کہ وہ اس کا بدل دے۔ اگر وہ بدل نہیں دے سکتا تو اس کی تعریف کرے۔ اگر اظہار تعریف بھی نہیں کرتا تو بے شک اس نے کفرانِ نعمت کیا۔

۷۔ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اوتی معروفا فلیکافئ بہ وان لم یستطع فلیذکرہ فاذ ذکرہ فقد شکرہ (قضاء الحوائج ص۳ الحافظ ابوبکر بن ابی الدنیا)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس پہنچے جس کو کوئی بھلائی، ہو سکے تو اس کا بدلہ دے۔ اگر بدلے کی استطاعت نہیں تو پھر اس بھلائی کا تذکرہ کرے۔ جب اس کا ذکر کریگا تو اس کا شکر ادا ہو جائے گا۔

۸۔ عن جابر بن عبداللہ الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صنع الیہ معروفا فلیجز بہ فان لم یجد ما یجز بہ فلیثن علیہ فانہ اذا اثنی علیہ فقد شکرہ وان کتمہ فقد کفرہ (کتاب ادب المفرد بخاری ص۶۴)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جس کو کوئی نعمت ملے وہ اس کا بدلہ دے۔ اگر بدلہ دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کی تعریف کرے۔ جب وہ تعریف کرے گا تو اس کا شکریہ ادا ہو جائے گا۔ اگر اس نے نعمت کو چھپایا تو بے شک اس نے نعمت کا انکار کیا۔

۹۔ عن انس ان المهاجرین قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذهبت الانصار بالاجر کلہ قال لا ما دعوتم اللہ لهم واثنیتم علیهم۔

(ابوداؤد مترجم جلد سوم ص۵۳۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم انصار تو سارا ثواب لوٹ لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم کو بھی ثواب ملتا رہے گا جب تک تم اللہ سے ان کے لئے نیک دعا کرتے رہو گے اور ان کی تعریف کرتے رہو گے۔

ان تمام مذکورہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ہر عطا شدہ نعمت پر شکریہ کرنے اور ان کا تذکرہ اور چرچا و تعریف کرنے کا پرزور حکم صادر فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ انسان کو دو بنیادی ضرورتوں کا محتاج بنایا گیا ہے۔ اول ضرورت انسان کے لیے تقاضائے حیات قائم رکھنے کے لئے ان اشیاء کے حصول کی ضرورت ہے جو انسان کی

مادی وجسمانی حاجتوں کی تکمیل کریں۔ تو اس بقائے حیات اور دیگر مادی وجسمانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے خالق عزوجل نے کرہ ارض میں مختلف اسباب معیشت کا ایک لاتتناہی خزانہ عطا فرما دیا ہے۔ جیسے انسان اپنی عقل اور اپنے تدبر کو کام میں لاکر ہر دور میں اپنی ضروریات کے مطابق ہر چیز کائنات کے اندر سے حاصل کر لیتا ہے۔ اگر انسان صرف اسی حیات اور انہی ضروریات تک محدود رہتا تو انسان ہرگز اشرف المخلوقات کہلانے کا حقدار نہ بنتا اور نہ احسن تقویم کی تاج پوشی کے لائق ہوتا۔ کیونکہ اس طرح بقائے حیات کے لئے مادی اور جسمانی ضروریات تو حیوان، چرند، پرند، درندے حتیٰ کہ عالم میں ہر جاندار کو ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو عالم کی مخلوقات سے اشرف وممتاز اور منفرد کرنے کے لئے باقاعدہ ہدایت اور راہنمائی کے لئے مستقل نظام قائم فرمایا۔ انسان کی یہ دوسری فطری ضرورت ہے۔ چنانچہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اپنے انبیاء ورسل کا طویل سلسلہ قائم فرمایا حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اس قافلۂ ہدایت کا نورانی سفر جاری رہا۔ ہر قوم، ہر نسل اور ہر علاقہ کے مقتضائے حال کے مطابق کوئی نہ کوئی نبی آتا رہا اور پیغام حق سنا کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ حق پر گامزن کرتا رہا۔ پھر ایک دور ایسا بھی آیا کہ انسان، انسانیت کے مفہوم سے بالکل نا آشنا ہوگیا۔ طرح طرح کے فاسد عقاید اور بیہودہ رسوم کا شکار ہوگیا۔ حق شناسی اور حق پرستی ذہنوں سے نکل گئی۔ جہالت اور ظلم عروج پر آگیا۔ بے دردی اور ناانصافی کا دور دورہ ہوگیا۔ انسان کہیں آگ کی پوجا کرنے لگا، کہیں چاند، سورج اور ستارے پرستش کے لائق سمجھے جانے لگے۔ کہیں جھیلوں، دریاؤں، ندی نالوں کو، کہیں حیوانوں اور جانوروں کو معبود

مانا جانے لگا۔ کہیں اپنے ہی تراشیدہ پتھروں کو پوجنے لگے۔ کہیں بیٹیوں کو زندہ ہی دفن کیا جاتے لگا۔ غلاموں پر ظلم و ستم کا بازار گرم تھا۔ عورتوں کو کھلونوں کی طرح کھیلنے کے بعد جب چاہا، جہاں چاہا پھینک دیا جاتا تھا قبیلوں میں ذرا سی بات کے باعث سینکڑوں سالوں تک جنگ جاری رہتی تھی۔

انسان کی تاریخ کی یہ شبِ ظلمت طویل ترین مدت کے بعد اپنی انتہا کو پہنچی۔ نور رب کردگار رحیم پروردگار نے ایسی صبح صادق کا اہتمام فرمایا جو قیامت تک پھیلنے والی روشنی کی بنیاد و نقیب تھی۔ افقِ عالم پر وہ نورانی کرن چمکی جس کی ایک جھلک نے ہزاروں سالوں سے بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں کو ہمیشہ کے لئے راکھ کر کے رکھ دیا۔ سرزمین مکہ کی مقدس فضاؤں میں یکایک اللہ اکبر کی ایک معصوم آواز بلند ہوئی جس نے بتکدۂ عالم میں ہل چل مچا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیقِ اول کو جو حقیقتِ نور میں جلوہ گر تھی ہدایت بشریت کے لئے جامہ بشریت میں کرسیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی مبارک گود میں کونین کی تمام سعادتیں اور نعمتیں ڈال دیں۔ مرحوم حضرت عبداللہ کے گھر کے درودیوار چمک اٹھے محلہ بنو ہاشم کی فضائیں اتنی مہکیں کہ کائنات ہست و بود کی بہاریں خیرات مانگنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان بلکہ کائنات کی ہر شے کی رہنمائی کے لئے اس نعمتِ عظمےٰ کو مبعوث فرمایا اور اسے وہ جامع و کامل کتاب عطا فرمائی کہ تمام عالموں کے گوشہ گوشہ میں فیض جاری ہوا اور تمام عالموں کی جسمانی و روحانی ضرورتیں پوری ہوئیں۔ کیونکہ آپ ہی خلقِ اول عقلِ کل اور باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ آؤ ذرا اس طرف بھی سیر کر لیں۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوقِ اوّل

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

(۱) قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ پارہ ۷۔ سورہ انعام۔ آیہ ۱۴

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن جھکانے والا بنوں۔" اس آیہ قرآنیہ کے ماتحت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا فَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِهٰذَا اَفْضَلَکُمْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: (فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ) مجھکو خلق فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے اول اور مبعوث فرمایا سب سے آخر میں۔ پس فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے کہ یہ فضیلت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد چہارم صـ۱۴۵۔ ترمذی جلد دوم صـ۲۰۳۔ دارمی شریف جزو اوّل صـ۲۴۔ شفا شریف جزو اول صـ۴۲۔ مواہب اللدنیہ جلد اول صـ۸۴۔ خصائص کبریٰ صـ۱۱۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین صـ۴۲۔ جواہر البحار جلد دوم صـ۲۲۶)

ان سب کتب میں اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ کی یہی تفسیر کی گئی ہے۔

۲۔ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ پارہ ۸۔ سورۃ الانعام۔ آیہ ۱۶۳

ترجمہ: اس ذات پاک کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے ساتھ میں حکم کیا گیا ہوں۔ اور میں ہی سب سے پہلے گردن جھکانے والا ہوں۔

تشریح: اس آیت کے ماتحت مفسرین کرام نے لکھا ہے۔

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ عِنْدَ الْاِیْجَادِ لِاَمْرِ کُنْ کَمَا قَالَ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ۔ ترجمہ: اور میں سب تسلیم کرنے والوں کا اول ہوں اللہ تعالیٰ کے امر کُن کے ایجاد کے وقت سے جیسا کہ فرمایا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

(تفسیر نیشاپوری جلد ۸ صت ۵۵ ۔ تفسیر عرائس البیان جلد اول صت ۲۳۸ ۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ صت ۱۸۴ ۔ تفسیر روح المعانی جلد اول صت ۹۷)

اوّل نام نبی دا کتیا فضل تے شرف دہایا ۔ جو وجہ پیدائش اول خلقیا پچھے دنیا آیا ،

تفسیر محمدی ۔ منزل ۵ ۔ صت ۲۰۷

ان آیات کریمہ اور ان کی تفاسیر مبارکہ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام کائنات سے اولیت ثابت ہوئی ۔ جیسا کہ تمام کائنات رب کی بندگی کرتی ہے ۔

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ پارہ ۳ آل عمران آیہ ۸۳

ترجمہ اور اسی کے حضور سر جھکاتا ہے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے خوشی سے یا مجبوری سے ۔ اور سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے ۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (پارہ ۱۳ ۔ سورہ رعد ۔ آیہ ۱۵) ترجمہ اور اللہ ہی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں جو کچھ بھی زمینوں اور آسمانوں میں ہیں خوشی سے خواہ مجبوری سے ۔ اور ان کے سائے بھی صبح و شام جھکتے ہیں ۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ پارہ ۱۴ ۔ سورہ نحل ۔ آیۃ ۴۹

ترجمہ اور اللہ ہی کے سامنے سجدہ کرتا ہے جو کچھ بھی زمینوں اور آسمانوں میں ہے ۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ پارہ ۱۵ ۔ سورہ بنی اسرائیل آیہ ۴۴

ترجمہ اسی کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے ۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد نہ کرتی ہو اور اس کی پاکی نہ بولتی ہو ۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا پارہ ۱۶ مریم آیہ ۹۳

ترجمہ آسمانوں اور زمین میں جتنے بھی ہیں، رحمٰن کے حضور عبادت کرنے والے ہو کر حاضر ہوں گے۔

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ رب کریم کے تمام فرشتے، حوریں، لوح و قلم عرش و فرش، مکان و لامکان سب نے اس کی بندگی کا اظہار کیا۔ زمین کا ہر ذرہ، ہر شجر کا پتہ پتہ، پانی کا ہر قطرہ، ہواؤں کا ہر جھونکا، آگ کا ہر شعلہ غرضکہ کائنات کا ہر پست و بالا، کوئی ذی روح یا غیر ذی روح چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتی ہو۔ زمین و آسمان کی وسعتوں میں کوئی وجود ایسا نہیں جو خدا کی بندگی سے ناآشنا ہو۔ اور اس کی عظمت کے سامنے سر نگوں کرتا ہو۔ ان آیات کریمہ سے جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام کائنات کی کل اشیاء اللہ کریم کے سامنے اظہار بندگی کرتی ہیں۔ اور پہلی آیات سے یہ ثابت ہو گیا تھا کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک کو قرآن پاک نے یوں بیان فرمایا۔ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ۔ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ ان قرآنی آیات و رحمانی عبارات سے صاف ظاہر ہوا کہ حضور سب سے اوّل عبادت کرنے والے سب سے اوّل توحید کے ماننے والے سب سے اوّل گردن جھکانے والے ہیں اگر کوئی چیز بھی حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوتی تو ضرور پہلے وہ اظہار بندگی کرتی۔ ثابت ہوا کہ آپ کی عابدیت یعنی عابد ہونا سب سے اوّل ہے۔ قرآن پاک کی اس پوری مکمل سیر سے یہ حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات میں حضور سب سے خلقت میں اوّل ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس خلقت اوّل کے صدقے میں بعد کی سب نعمتیں حاصل ہوئیں۔ تمام کائنات میں اس نعمتِ عظمیٰ کا صدقہ تمام نعمتیں میسر ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ کی جامع اور عظیم نعمت

فرمانِ ذوالجلال ہے ۔

۱۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (پارہ ۳۰۔ سورہ کوثر ۔ آیت ۱)

ترجمہ: اے محبوب! بیشک ہم نے تمہیں بیشمار خوبیاں عطا فرمائیں

تشریح: اس آیہ کریمہ میں رب قدیر نے عطائے کوثر ارشاد فرمایا کوثر کا مادہ کثرت ہے ۔ اور مراد تمام خیرِ کثیر ہے ۔ یعنی ہر قسم کی بھلائی آپ کو عطا ہوئی اور پھر آپ کی طفیل سب کو ملی ۔ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر عطا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہے ۔ جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ۔

۲۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پارہ ۱۷، سورہ انبیاء ۔ آیہ ۱۰۷)

ترجمہ: اے محبوب نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لئے ۔

تشریح: اس آیہٗ لاریب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خالق کائنات نے رحمتِ کائنات فرمایا ہے ۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور ہی اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی اصل ہیں ۔ یعنی کسی کو اولاد ملے ، صحت ملے ، جائیداد ملے ، عزت ملے یا جہان کی اور کوئی بھی نعمت ملے ، ہر انسان یہی کہتا ہے کہ یہ اللہ کی رحمت ہے ۔ یعنی ہر نعمتِ ربانی کے حصول کا اصل سبب حضور ہی ہیں ۔ جیسا کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا ۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما انا قاسم اقسم بینکم قال فی حدیث اٰخر فانما بعثت قاسمًا اقسم بینکم قال فی حدیث اٰخر انما جعلت قاسما اقسم بینکم

(صحیح مسلم شریف جلد دوم صـ ۲۰۶ کتاب الآداب)

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں بانٹنے والا ہوں اور تم میں بانٹتا ہوں۔ دوسری حدیث میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بانٹنے والا مبعوث فرمایا اور میں تم میں بانٹتا ہوں۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے بانٹنے والا بنایا ہے۔ اور میں تم میں بانٹتا ہوں۔

وَعَنْ ثوبان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا ما زوی لی منھا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض (مسلم شریف کتاب الفضائل جلد دوم ص۲۴۵)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ نے میرے لئے سمیٹ (کر ہتھیلی کے برابر کر) دیا۔ میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھا اور عنقریب میری امت کی بادشاہت اس حد تک پہنچ جائے گی، جس قدر زمین کو مجھے سمیٹ کر دکھایا گیا۔ اور مجھ کو دو خزانے دیئے گئے۔ ایک سرخ اور ایک سفید۔ یعنی سونا اور چاندی۔

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب وبینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔ (مسلم شریف جلد اول ص۱۹۹) (بخاری جلد دوم مترجم ص۱۲۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ اور بذریعہ رعب میری مدد کی گئی ہے۔ اور جبکہ میں سو رہا تھا تو میرے پاس تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ آگے ارشادِ رسول ہے۔

عن عقبۃ بن عامر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خرج یوما فصلیٰ علی اھل اُحد صلاتہ علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال

انی فرط لکم وانی شہید علیکم وانی واللہ لانظر الی الحوض الاٰن وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض (بخاری مترجم جلد اول صفحہ ۵۰۶) (مسند احمد جلد چہارم صفحہ ۱۴۹)

ترجمہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نکلے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور شہدائے احد پر ہم نے نماز پڑھی جیسا کہ میت پر نماز پڑھتے ہیں پھر آپ منبر پر تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ میں تم سب کا قائد ہوں اور تم سب پر گواہ ہوں۔ اور میں حوض کوثر کو اس وقت یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے زمینوں کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائیں۔

عن عبد اللہ قال نبیکم مفاتیح کل شیی (مسند احمد جلد اول صفحہ ۳۸۶)

ترجمہ حضرت عبد اللہ نے کہا تمہارے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام اشیا کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔

عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما انا قاسم (بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۱۷۱)

ترجمہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میرا نام رکھ سکتے ہو مگر میرے نام کے ساتھ میری کنیت نہ رکھو۔ کیونکہ بانٹنے والا تو میں ہی ہوں۔

عن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاللّٰہُ الْمُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۱۷۱)

ترجمہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمانے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لَا تَجْمَعُوْا اِسْمِیْ وَکُنْیَتِیْ اَنَا اَبُوْالْقَاسِمِ۔ اَللّٰہُ یَرْزُقُ وَاَنَا اَقْسِمُ • (دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول صفحہ ۱۶۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اسم اور کنیت کو جمع نہ کرو۔ میں ابوالقاسم ہوں۔ اللہ تعالیٰ رازق ہے اور میں بانٹنے والا ہوں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ یعطی وانا اقسم

(دلائل النبوۃ بیہقی۔ جلد اول۔ ص ۱۶۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

عن معاویۃ بن ابی سفیان قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول

انما انا خازن وانما یعطی اللہ (طبرانی شریف جلد ۱۹ ص ۳۴۱)

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سنا میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ بے شک جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، اس کا میں ہی خازن ہوں۔

کل ما ظھر فی ھذا العالم انما یعطیہ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم الذی بیدہ المفاتیح فلا یخرج من الخزائن الا لھی شیئ الا علی یدیہ صلے اللہ علیہ وسلم

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۲۳۶)

ترجمہ: جو کچھ بھی تمام عالم میں ظاہر ہے وہ حضرت سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہی عطا ہوتا ہے کیونکہ آپ ہی کے مبارک ہاتھ میں کنجیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے۔

شاہِ رسل، شفیعِ امم، خواجۂ دو کون نورِ ہدیٰ، حبیبِ خدا، سیدِ انام

ترجمہ: اے رسولوں کے بادشاہ! تمام امتوں کے شفیع، دونوں جہانوں کے سردار! ہدایت کے نور، اللہ کے محبوب، تمام مخلوق کے سردار۔

مقصود ذاتِ اوست دگر جملگی طفیل منظور نورِ اوست دگر جملگی ظلام

ترجمہ آپ کی ذاتِ اقدس کائنات کا مقصود اور اصل ہے۔ باقی سب طفیلی ہیں۔ آپ کا نور ہی اصل ہے باقی سب اندھیرے ہیں یعنی عدم۔

ہر مرتبہ کہ بود در امکان او بر وست ہر نعمتے کہ داشت خدا، شد بر و تمام

ترجمہ جو بلند مرتبہ بھی ممکن ہو آپ اس پر فائز ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی جتنی نعمتیں بھی ہیں، وہ سب آپ پر تمام ہیں۔ (آپ کو حاصل ہیں) (اخبار الاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلوی ملا مقدمہ)

ان سب اقوالِ خداوندی اور اقوالِ نبوی اور اقوالِ محدثین سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت حضورؐ کے دستِ رحمت سے کائنات میں بٹتی ہے، تو ثابت ہوا کہ اصل اور بنیادی نعمتِ خداوندی خود حضور کی ذاتِ پاک ہے۔ اور کائنات میں کوئی نعمت ایسی نہیں جو حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقے یا آپ کے دستِ رحمت سے نہ ملی ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظیم، خلقِ اول اور نورِ مجسم ہیں۔ جیسا کہ حضورؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

خلقتِ اوّل نورِ مجسّم

عن جابر بن عبد اللہ قال قلت یا رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیی خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فجعل ذلک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذلک الوقت لوح و لا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انس

عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام استاد امام شافعی واحمد۔ دادا استاد بخاری ومسلم رحمہم اللہ تعالیٰ)

ترجمہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی

حضور نے فرمایا۔ اے جابر! بے شک تمام مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور مشیتِ ایزدی کے مطابق جہاں چاہتا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا نہ آسمان و زمین، نہ چاند سورج تھے اور نہ جن و انسان۔

فنِ حدیث میں امام عبدالرزاق کی فوقیت

وقال احمد بن صالح المصری قلت لاحمد بن حنبل رایت احدا احسن حدیثاً من عبد الرزاق قال لا (تہذیب التہذیب جلد ششم صفحہ ۳۱۱ میزان الاعتدال جلد دوم صفحہ ۶۱۳)

ترجمہ: امام احمد بن صالح مصری فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ کیا آپ نے فنِ حدیث میں عبدالرزاق سے بڑھ کر کسی کو دیکھا؟ تو فرمایا کہ نہیں۔

حدیث عبد الرزاق عن معمر احب الیّ من حدیث ھؤلاء البصریین (تہذیب التہذیب جلد ششم صفحہ ۳۱۲)

ترجمہ: امام عبدالرزاق کا معمر سے حدیث روایت کرنا مجھے ان تمام بصرے والوں سے زیادہ محبوب ہے

ثقۃٌ، حافظٌ، مصنفٌ شہیرٌ (تقریب التہذیب جلد اوّل صفحہ ۵۰۵)

ترجمہ: امام عبدالرزاق ثقہ ہیں، حافظِ حدیث ہیں، مشہور مصنف ہیں۔

قال ابو زرعۃ الدمشقی قلت لاحمد بن حنبل کان عبد الرزاق یحفظ حدیث معمر؟ قال نعم۔ (میزان الاعتدال جلد دوم صفحہ ۶۰۹)

ترجمہ: کہا ابو زرعہ دمشقی نے کہ میں نے کہا احمد بن حنبل سے کہ امام عبدالرزاق کیا احادیث معمر کے حافظ ہیں؟ تو امام احمد بن حنبل نے کہا ہاں۔

وکتب شیئاً کثیراً وصنف الجامع الکبیر وھو خزانۃ العلم ورحل الناس الیہ احمد، اسحاق، یحییٰ والذھلی والرمادی وعبد (میزان الاعتدال جلد دوم صفحہ ۶۰۹)

وی ہے۔ اور وہ علم کا بہت ظرف زاد تھے اور بہت لوگ ان سے روایت کرتے ہیں۔
امام احمد بن حنبل، امام اسحاق، امام یحییٰ، امام ذہلی، امام رمادی اور امام عبد رحمہم اللہ
ان تصدیقات کے علاوہ اس حدیث کو بہت سے ائمہ کرام نے اپنی اپنی کتابوں
میں درج بھی کیا ہے۔ امام حاکم نے یہ حدیث درج فرما کر لکھا ہے: "ھذا حدیث
صحیح الاسناد" ترجمہ اس حدیث کے تمام اسناد صحیح ہیں"۔ امام احمد
قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں، امام زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ زرقانی میں، امام
دیار بکری نے تاریخ الخمیس میں۔ امام محمد المہدی فاسی نے مطالع المسرات میں۔ امام
عبدالغنی نابلسی نے الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیہ میں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے
مدارج النبوت میں۔ علی بن برہان الدین حلبی نے سیرت حلبیہ میں اور امام یوسف نبہانی نے
انوار محمدیہ میں اس حدیث کو درج فرمایا۔ ان سب حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام
تمام مخلوقات سے اول خلق ہیں۔ اب اس کے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک
خلقت کی حقیقت و صباحت کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا

آیاتِ قرآنیہ اور اقوالِ مفسرین سے

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿پارہ ۶۔ سورہ مائدہ۔ آیت ۱۵﴾

ترجمہ: بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب روشن۔

تشریح: مذکورہ آیت کی تفسیر مفسرِ اعظم جناب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور کے حقیقی چچا کے صاحبزادے، جن کو گود مبارک میں لے کر بارگاہِ ایزدی میں دعا فرمائی "اے اللہ! اس میرے چچا زاد بھائی کو اپنی کلام مقدس کا صحیح علم عطا فرما۔" وہ اپنی مشہور تفسیر ابن عباس میں فرماتے ہیں۔

قد جاءكم من الله نور رسول يعني محمد صلى الله عليه وسلم وكتاب مبين (بالحلال والحرام) ص ۷۲ ترجمہ: قد جاءكم من الله نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وکتاب مبین سے مراد قرآن مجید فرقان حمید ہے جس میں حلال و حرام کی پوری وضاحت موجود ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد اوّل ص ۳۲۷۔ تفسیر روح المعانی جلد اول ص ۹۷)

(تفسیر روح البیان جزء اول ص ۳۷۰۔ تفسیر حسینی ص ۲۳۳۔ شفا شریف جزو اوّل ص ۱۱۔ نسیم الریاض جلد اول ص ۱۰۹)

۲۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (پارہ ۱۰۔ سورہ توبہ۔ آیہ ۳۲۔) اسی کے ماتحت یہ روایت ہے۔

وَاَخرج ابن ابي حاتم عن الضحاك رضي الله عنه في قوله يريدون ان يطفئوا نور الله يقول يريدون ان يهلكوا محمد صلى الله عليه وسلم (تفسیر درمنثور۔ جلد سوم۔ ص ۲۳۱)

ترجمہ: ابن ابی حاتم نے لکھا حضرت ضحاک سے کہ اللہ تعالیٰ کا قول کہ کفار چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ تعالیٰ کے نور کو، کفار ارادہ کرتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا۔

اس آیت مبارکہ میں بھی نور سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات عالیہ ہی ہے۔

۳۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ (پارہ ۱۸ سورۃ نور۔ آیہ ۳۵)

اس آیت کے ماتحت مفسرین یہ رقم کرتے ہیں۔

واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن شمر بن عطیة قال جاء ابن عباس رضی اللہ عنہ الی کعب الاحبار فقال حدثنی عن قول اللہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ قال مثل نورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ صفحہ ۹۵۔ تفسیر خازن جلد ۵ صفحہ ۶۳۔ تفسیر ابن کثیر جلد چہارم صفحہ ۱۷ (تفسیر درمنثور جلد پنجم صفحہ ۴۹ مطبوعہ بیروت۔ مستدرک جلد دوم صفحہ ۳۲۴۔ شفا شریف جلد اول صفحہ ۱۱ (مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۷۱۔ نسیم الریاض جلد دوم صفحہ ۴۴۹) ان تمام کتب میں مَثَلُ نُوْرِہٖ سے مراد حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۴۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (پارہ ۲۲۔ سورہ احزاب۔ آیۃ ۴۵۔ ۴۶)

اسی کے ماتحت درج ذیل حدیث موجود ہے۔

عن عرباض بن سارية رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی عبد اللہ وخاتم النبیین وابی منجدل فی طینته واخبرکم عن ذلک انا دعوة ابراهیم وبشارة عیسٰی ورؤیا امی التی رات وکذلک امهات النبیین یرین ان ام رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رات حین وضعته نورا اضاءت لها قصور الشام ثم تلا یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا الی قوله سِرَاجًا مُّنِیْرًا

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے فرماتے تھے۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اور نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ اور اس وقت میرا باپ آدم مٹی اور گارے میں تھا۔ میں تم کو اپنے بارے میں خبر دوں۔ میں دعائے

...اسم ہوں۔ بشارتِ عیسےٰ ہوں۔ اور میں اپنی والدہ محترمہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں ...دیکھا جیساکہ نبیوں کی مائیں دیکھتی ہیں۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ ...دیکھا جبکہ حضور کو جنا۔ انہوں نے ایک نور دیکھا جس کی روشنی میں شام کے محلات ...ئے اور پھر تلاوت فرمایا۔ اے نبی! ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر اور بشارت دینے ...اور سنانے والا اور اللہ کیطرف بلانے والا اور روشن چراغ روشنی دینے والا۔

...سیر ابن جریر جلد ششم ص ۹۲) (تفسیر کبیر جلد سوم ص ۳۹۵) (تفسیر ابن کثیر جلد چہارم ص ۱۷)
...سیر معالم التنزیل جلد دوم ص ۲۳) (تفسیر مدارک جلد اول ص ۲۶) (تفسیر درمنثور جلد پنجم ص ۲۰)
...سیر روح المعانی جلد اول ص ۹) (تفسیر بیضاوی جلد سوم ص ۹۲) (تفسیر صاوی جلد اول ص ۲۷۵)
...سیر حسینی ص ۲۳۳) (تفسیر جلالین ص ۹) (مستدرک جلد سوم ص ۳۴۷) (مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۷۱)
...الشفا شریف جلد اول ص ۱۱) (زاد المعاد ابن قیم جلد اول ص ۳۱) (موضوعات کبیر ملا علی قاری ص ۲۶۳)
...سیر روح البیان جزو ششم ص ۳۴) (عوارف المعارف از سہروردی ص ۱۵) (جواہر البحار جلد دوم ص ۳۲۶)
... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کا نور مجسم ہونا ان سب حوالہ جات سے ثابت تھا ...قرآن پاک، اور اس کی تفاسیر مبارکہ کے بعد عقائد بیان کئے جاتے ہیں۔

انا خیر من ہی رجلیہا سراج

...نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بارے میں اپنا عقیدہ

اضلوت بہ قصور الشام جرام ۱۱

... قدورد فی الحدیث اول ما خلق اللہ نوری ترجمہ بے شک وارد ہوا حدیث پاک میں فرمایا ...حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو خلق فرمایا۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۲۷)

...خصائص کبریٰ جلد اول ص ۱۱) (میلاد النبوی از امام جوزی ص ۲۳) (تفسیر روح البیان جلد دوم ص ۳۳۵)
...زرقانی شرح المواہب / ...الازح النبوت جلد دوم ص ۱) (جواہر البحار جلد اول ص ۹) (نعمت کبریٰ ص ۱) (انفاس رحیمیہ ص ۳۲)

...ان تمام کتابوں میں نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول صرف مرقوم ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا عقیدہ

انظر میا نور من نور اللہ (میلاد نبوی از امام جوزی ص ۲۳)

ترجمہ: تشریف لا چکے ائے نور من نور اللہ

حضرت آدم علیہ السلام کا عقیدہ

وقال یا بنی ان اللہ تبارک وتعالی امرنی ان اخذ علیک عہدا من اجل ھذا النور

ترجمہ: فرمایا آدم علیہ السلام نے اے میرے بیٹے! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تم سے عہد لوں اس نور مقدس کے بارے میں۔ (میلاد نبوی از امام جوزی ص ۲۲)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

رواہ لیث عن معاویۃ تعالی وان امنۃ رأت حین وضعتہ نورا اضاءت منہ قصور الشام (مسند احمد جلد چہارم ص ۱۲۷) (مواہب اللدنیہ جلد اول ص) (مستدرک جلد دوم ص) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳) (تفسیر عزیزی ص ۱۹)

ترجمہ: امام لیث نے روایت کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا نے ایک نور دیکھا جس کی روشنی میں شام کے محلات نظر آئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

واخرج ابو نعیم عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ قال کان وجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کدارۃ القمر (حجۃ اللہ علی العالمین ص) (دلائل النبوت بیہقی جلد اول ص ۲۰۱) (خصائص کبری جلد اول ص ۱۵۱)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تھا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمکتا روشن۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

لو کنت من شیئ سوی بشر کنت المضیئ للیلۃ البدر (دلائل النبوۃ بیہقی ج ۱)

ترجمہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن عثمان بن عفان وکان عبد اللہ احسن من روی فی قریش قط فخرج یوماً علی نساء من قریش مجتمعات، فقالت امرأۃ منهن - یا نساء قریش ایتکن تتزوج هذا الفتی فتصطاد النور الذی بین عینیه! وان بین عینیه نوراً قال فتزوجته آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة فجامعها فحملت برسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول صـــ ۸۷)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ قریش قبیلہ میں بہت خوبصورت تھے۔ ایک دن قریش کی بہت ساری عورتیں اکٹھی تھیں انہوں نے دیکھا۔ ان میں سے ایک نے کہا، اے قریش کی عورتو! تم میں سے کون ہے جو اس جوان سے نکاح کر کے وہ نور حاصل کرے گی جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان چمک رہا ہے۔ اور بلاشبہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور ہے۔ پس آمنہ بنت وہب نے آپ سے شادی ہوگئی، قربت پر وہ نور مبارک ان کی طرف منتقل ہوا اور وہ رسول اللہ کے ساتھ حاملہ ہوگئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن علی رضی اللہ عنه قال کان رسول اللہ علیه وسلم عرقه فی وجهه اللؤلؤ (مواہب اللدنیہ جلد دوم صـــ ۵۳۵) (حجۃ اللہ علی العالمین صـــ ۶۹۲)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ کہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح چمکدار تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

عن عائشه قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المدینة جعل النساء والصبیان والولائد یقلن: طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا ما دعی للہ داع (القول البدیع امام سخاوی صـــ ۱۰۳) (بخاری شریف جلد دوم صـــ ۳۴۴) (الوفا صـــ ۲۵۲)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مدینہ منورہ میں تو عورتیں اور بچے سب بڑے چھوٹے با گریاہم یہ گا رہے تھے۔

ہم پر روشن ہوا ایک چاند ثنیات الوداع کی پہاڑیوں کی طرف سے

ہم پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر کرتے رہیں جبتک کوئی دعا کرنیوالا دعا کرے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

عن ام سلمہ قلت عن ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت لما ولدتہ خرج منی نور اضاء لہ قصور الشام حتی رأیتہا (رحمۃ اللعالمین ص۲۳) (خصائص کبریٰ جلد اول ص۱۱۹)

ترجمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اس وقت مجھ سے ایک نور خارج ہوا جس کی روشنی میں میں نے شام کے محلات دیکھے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن الحسن بن علی قال سالت خالی هند ابن ابی هالة وکان وصافا عن حلیة النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخما مفخما یتلالأ وجهه تلالؤ القمر لیلة البدر ثم قال اقنی العرنین لہ نور (شمائل ترمذی ص۹) (خصائص کبریٰ ص۱۵۸)

ترجمہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے ماموں ہند ابن ابی ہالہ سے کہا کہ مجھے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مبارکہ سناؤ تو انہوں نے کہا کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم گفتار فرماتے تو چہرہ مبارک سے نور ٹپکتا تھا۔ اور چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ اور حضور کی بینی مبارکہ اونچی تھی اور نور چمکتا تھا۔

حضرت علی امام حسین و امام زین العابدین رضی اللہ عنہم کا عقیدہ

عن علی بن حسین عن

ابیه عن جده رضی اللہ تعالیٰ عنہم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت نورا بین یدی ربی عزوجل قبل ان یخلق آدم باربعة عشر الف عام (مواہب اللدنیہ جلداول ص ۱۰) (سیرت حلبیہ جلداول ص ۲۱۶)

(انوار محمدیہ ص ۲۳۲) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۶)

ترجمہ: حضرت امام زین العابدین نے کہا میں نے سنا اپنے باپ حسین رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے سنا اپنے باپ علی کرم اللہ وجہہ سے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تخلیقِ آدم سے چودہ ہزار سال قبل بارگاہِ خداوندی میں بصورت نور موجود تھا۔

حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سمعت العباس یقول یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی ارید ان امتدحک فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قل لا یفضض اللہ فاک فقال عباس رضی اللہ عنہ: وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورک الافق فنحن فی ذٰلک الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نخترق (مستدرک جلدسوم ص ۳۲۷)

(کتاب الوفا جوزی ص ۳۵) (نسیم الریاض جلد دوم ص ۲۰۵) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۳)

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا وہ کہتے تھے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کی تعریف میں کچھ عرض کروں! تو حضور نے فرمایا کہ بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یوں عرض کیا۔ کہ جب آپ پیدا ہوئے تو سب زمین چمک اٹھی اور آپ کے نور سے آفاق روشن ہو گئے۔ پس ہم اسی نور کی روشنی میں رشد و ہدایت کی راہوں پر گامزن ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم افلج الثنتین اذا تکلم رای کانہ یخرج من بین ثنایاہ
(دارمی شریف جلد اول ص۳۳) (شمائل ترمذی ص۲۷) (خصائص کبریٰ جلد اول ص۱۱۹) (شواہد النبوت ص۵۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دانتوں کے درمیان کشادگی تھی۔ جب آپ کلام فرماتے تھے تو آپ کے دندان مبارک کے درمیان سے نور نکلتا نظر آتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال مارایت شیئاً احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری فی وجہہ
(ترمذی شریف مترجم جلد دوم ص۲۳۶) (شفا شریف جز واول ص۳۹) (معارج النبوۃ جلد دوم ص۲۱)
(نسیم الریاض جلد اول ص۳۳۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نہیں دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین کسی کا چہرہ۔ آپ کا چہرہ مبارک سورج سے زیادہ چمکدار تھا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن انس بن مالک لما کان الیوم الذی دخل فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃ اضاء منہ کل شیی
(طبقات ابن سعد جلد اول ص۲۳۴) (دارمی شریف جلد اول ص۳۳) (مسلم شریف جلد اول ص۹۱)
(بخاری شریف جلد اول مترجم ص۱۵۴) (خصائص کبریٰ جلد اول ص۱۵۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو مدینہ شریف کی ہر چیز چمک اٹھی۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

(مستدرک جلد سوم ص۱۰۱)

لقد خاب قوم زال عنهم نبيهم ۔۔۔ وقد س من يسری اليهم ويغتدی

ترحّل عن قوم فضلّت عقولهم ۔۔۔ وحلّ علی قوم بنور مجدد ی

ترجمہ:۔ وہ قوم نقصان میں چلی گئی جس کے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) اس کو چھوڑ گئے اور وہ قوم (ہر برائی سے) پاک ہوگئی جس کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ اپنی قوم (قریش) سے ہجرت کر گئے تو ان کی عقلیں گم ہوگئیں۔ اور آپ دوسری قوم (انصار) کے پاس نورِ مجدد لے آئے۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا سرّ استنار وجهه کانه قطعة القمر (رحمۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۹) (خصائص کبریٰ جلد اول ص۱۰۵) (نسیم الریاض جلد اول ص۳۳۹)

ترجمہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خوشی میں ہوتے تو آپ کا چہرہ انور چاند کی طرح چمکتا تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن جابر بن سمرة انه سئل کان وجه رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مثل السیف قال لا بل مثل الشمس والقمر مستدیرا (رحمۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۸) (مسلم شریف جلد اول ص۲۵۹) (دارمی شریف جلد اول ص۳۳) (خصائص کبریٰ جلد اول ص۱۰۵) (شمائل ترمذی ص۲۳)

ترجمہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک کیا تلوار کی طرح تھا؟ فرمایا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح گول اور چمکدار تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن براء بن عازب قال سئله رجل ارأیت کان

وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل السیف قال لا بل مثل القمر (شمائل ترمذی ص ۲۴)

(بخاری شریف مترجم جلد دوم ص ۳۴۳) (دارمی شریف جلد اول ص ۳۴) (مدارج النبوت جلد اول ص ۱۱)

ترجمہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے سوال کیا۔ کیا آپ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھا کیا وہ مثل تلوار تھا؟ فرمایا۔ نہیں بلکہ مثل چاند کے گول اور چمک دار تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال لما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ انجفل الناس وکنت فی من اتی فلما رایت وجہہ عرفت انہ غیر وجہ کذاب (طبقات ابن سعد جلد اول ص ۲۳۵) (کتاب الوفا ص ۲۵۲)

تمام اہلِ مدینہ کا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے عقیدہ

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ جعل النساء والصبیان والولائد یقلن طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ۔ وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع (الوفا ص ۲۵۲) ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینۃ النبی میں داخل ہوئے تو عورتیں اور بچے اور سب چھوٹے بڑے یہ کہہ رہے تھے۔ ہم پر روشن ہوا ایک چاند ثنیات الوداع کی پہاڑیوں کی طرف سے۔ ہم پر واجب ہے کہ شکر کرتے رہیں جب تک کوئی ایک دعا کرنے والا بھی دعا کرتا رہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن ابی عبیدۃ بن محمد قال قلت لربیع بنت معوذ بن عفراء صفی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا بنی لورایتہ لرایت الشمس طالعۃ (دارمی شریف جلد اول ص ۳۳) (خصائص کبریٰ جلد اول ص ۱۲۶)

ترجمہ حضرت ابوعبیدہ ابن محمد رضی اللہ عنہ نے ربیع بنت معوذ بن عفراء سے کہا کہ اوصاف نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم بیان فرمائیے ۔ انہوں نے فرمایا کہ اے بیٹا اگر تم آپ کو دیکھ لیتے تم کہتے سورج طلوع ہو رہا ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

عن جابر بن عبد اللہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا سجد یری بیاض ابطیہ (طبقات ابن سعد جلد اول ص۴۲۱ خصائص کبری جلد اول ص۶۵)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو آپ کے بغل مبارک کی سفیدی نظر آجاتی تھی ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

ظلما بھا نور یضیئ لہ ماحولہ کاضاءۃ البدر

(خصائص کبری جلد اول ص۱۰۵)

ترجمہ: کالے بادلوں میں روشن نور تھا جس نے اردگرد روشن کر دیا چودھویں رات کے چاند کی طرح

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی عند اللہ فی اول الکتب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ وسانبئکم بتاویل ذلک دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ قومہ ورؤیا امی التی رأت انہ خرج منھا نور اضاءت قصور الشام (مسند احمد جلد چہارم ص۱۲۷) (مستدرک جلد دوم ص۶۰۰)

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے ۔ اللہ کے نزدیک اول کتاب میں میں خاتم النبیین لکھا گیا تھا ۔ جبکہ آدم علیہ السلام مٹی اور گارے میں تھے ۔ اور ابھی خبر دوں میں تم کو اپنے بارے میں ۔ میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں ۔ اور اپنی والدہ ماجدہ آمنہ کا خواب ہوں ۔ جو میری ولادت کے وقت دیکھا تھا ۔ اس

سے نور خارج ہوا جس کی روشنی سے شام کے محلات نظر آئے۔

حضرت کعب الاحبار کا عقیدہ

عن کعب الاحبار لما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق محمدا صلی اللہ علیہ وسلم امر جبریل علیہ السلام ان یاتیہ فاتاہ بالقبضۃ البیضاء التی ھی موضع قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعجنت بماء التسنیم ثم غمست فی انہار الجنۃ وطیف بھا فی السموٰات والارض فعرفت الملٰئکۃ محمدا وفضلہ قبل ان تعرف آدم ثم کان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یری فی غرۃ جبھۃ آدم۔ (الوفا)[۳۴]

ترجمہ حضرت کعب الاحبار نے کہا جب اللہ رب العزت نے ارادہ فرمایا تخلیقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تو جبریل علیہ السلام کو حکم دیا حضور کی قبر والی جگہ سے مٹی لے گئے۔ پھر جنت کے آب تسنیم میں بھگویا اور جنت کی نہروں میں غوطہ دیا۔ پھر زمین و آسمان بلکہ ہر جگہ پھرایا پس فرشتوں اور کائنات کی ہر چیز نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی فضیلت کو پہچان لیا حضرت آدم علیہ السلام کو پہچاننے سے پہلے۔ پھر نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمکایا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن عثمان بن ابی العاص قالت امی حین ولادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج منھا نور اضاءت لہ قصور الشام

(دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول ص۔) (انوار محمدیہ ص۱۶)

ترجمہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میری والدہ نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی تو ایک نور چمکا جس سے شام کے محلات نظر آگئے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

قال سمعت ابا امامۃ قال قلت یا نبی اللہ ما کان اول بدء امرک قال دعوۃ ابراھیم وبشری عیسیٰ ورأت امی ان یخرج منھا نور اضاءت

منہا قصور الشام (مسند احمد جلد پنجم صـ۲۶۲) (بیہقی دلائل النبوۃ جلد اول صـ۸۴)

ترجمہ حضرت لقمان نے کہا کہ میں نے ابو امامہ سے سنا کہ کہتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اپنے اول کی خبر دیں۔ فرمایا میں دعائے ابراہیم اور بشارتِ عیسیٰ ہوں۔ اور میری امی جان نے نور دیکھا جس کی روشنی میں شام کے محلات نظر آئے۔

حضرت خالد بن معدان کا عقیدہ

انھم قالوا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخبرنا عن نفسک فقال دعوۃ ابی ابراھیم وبشرای عیسیٰ ورأت امی حین حملت بی انہ خرج منہا نور اضاءت لہ بُصریٰ (مستدرک جلد دوم صـ۶۰۰)

ترجمہ حضرت خالد بن معدان سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں خبر دیجیے اپنے (اول کے) بارے میں تو آپ نے فرمایا۔ میں دعائے ابراہیم علیہ السلام ہوں اور بشارتِ عیسےٰ علیہ السلام ہوں۔ اور میری والدہ نے میری ولادت کے وقت نور دیکھا جس سے بُصریٰ کے درودیوار نظر آئے۔

حضرت اسحاق بن عبداللہ کا عقیدہ

عن اسحاق بن عبد اللہ ان ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت لما ولدتہ خرج منی نور اضاء لہ قصور الشام

(خصائص کبریٰ جلد اول صـ۱۲) (طبقات ابن سعد جلد اول صـ۲۳۰)

ترجمہ حضرت اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے وقت مجھ سے ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی میں شام کے محلات نظر آئے۔

حضرت ثور بن یزید کا عقیدہ

عن ثور بن یزید عن النبی صلی اللہ

علیه وسلم قال رأت امی حین وضعتنی سطع منها نور اضاءت له بصری

ترجمہ: حضرت ثور بن یزید سے روایت ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری ولادت ہوئی اس وقت میری والدہ سے ایک شعاع نور ظاہر ہوئی جس سے بُصریٰ کے محلات نظر آئے۔

حضرت ذکوان کا عقیدہ

عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری له ظل فی الشمس و لا القمر وکان نورا (رحمۃ اللہ علی العالمین ص۸۶)

ترجمہ: حضرت ذکوان نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا سایہ سورج یا چاند کی روشنی میں نظر نہ آتا تھا اور آپ نور تھے۔

حضرت کعب بن مالک کا عقیدہ

عن کعب بن مالک وکان بشیرا لنا منذرا لنا ونورا لنا ضوءہ قد اضا (طبقات ابن سعد جلد دوم ص۳۲۵)

ترجمہ: کعب بن مالک نے اپنے اشعار میں کہا۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔ ہمارے لئے نورانی روشنی جس سے تمام روشنیاں ہیں۔

حضرت عبد الرحمٰن بن کعب کا عقیدہ

عن عبد الرحمٰن بن کعب سمعت کعب بن مالک یقول لما سلمت علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وھو یبرق وجھه وکان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا سر استنار وجھه کانه قطعة القمر (مستدرک جلد۲ ص۹۵)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن کعب کہتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ جب میں نے اسلام قبول کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ایسی چمک مارتا تھا خوشی سے

اور یوں لگتا تھا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے ۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن عکرمہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما ولدته امه وضعته تحت برمة فانفلقت عنه ۔ قالت فنظرت علیه فاذاهو قد شق بصره ینظر الی السماء (کتاب الوفاء ص۹۵) (خصائص کبریٰ جلد اول ص۱۳۰)

ترجمہ: جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ پر ہانڈی لوٹائی گئی۔ اس ہانڈی کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ آپ چشم مبارک کھولے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے اور ساری زمین نور سے منور ہوگئی ۔

حضرت کعب بن زہیر کا عقیدہ

عن کعب بن زهیر ان الرسول لنور یستضاء به وصارم من سیوف الله مسلول (مستدرک جلد سوم ص۵۸۱)

ترجمہ: حضرت کعب بن زہیر نے اپنے اشعار میں کہا ۔ بے شک حضور صلے اللہ علیہ وسلم نور ہیں جس سے کائنات روشن ہے ۔ اور (آپ کا کلام) اللہ کی تلوار ہے تیز دھار والی ۔

حضرت عتبہ بن عبد السلمیٰ کا عقیدہ

عن عتبة بن عبد السلمیٰ ان رجلا سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف کان اول شانك یا رسول الله قال ذلك فقالت امی انی رایت خرج منی نور اضاءت منه قصور الشام

ترجمہ: عتبہ بن عبد السلمیٰ نے کہا ایک شخص نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ اپنی شانِ اول کے بارے میں کچھ فرمائیے تو آپ نے فرمایا ۔ کہ میری امی جان کہتی تھیں کہ بے شک مجھ سے خارج ہوا ایک نور جس کی روشنی میں شام کے محلات نظر آئے ۔

جمیع صحابہ کرام کا عقیدہ

اما الصورة وجمالها وتناسب اعضائه تحت

حسنها فقد جاءت الآثار الصحيحة والمشهورة الكثيرة بذلك من حديث
علی و انس بن مالك وابی هریرة والبراء بن عازب وعائشة وابن ابی هالة و
وابی جحیفه وجابر بن سمرة وام معبد وابن عباس ومعرض بن معیقیب و
وابی الطفیل والعداء بن خالد وحریم بن فاتك وحکیم بن حزام وغیرهم
رضی الله تعالیٰ عنهم من انه صلی الله علیه وسلم کان ازهر اللون ادعج
انجل اشکل اهدب الاشفار ابلج ازج اقنیٰ افلج مدور الوجه واسع الجبین
کث اللحیة تملأ صدره سواء البطن والصدر واسع الصدر عظیم المنکبین
ضخم العظام عبل العضدین والذراعین والاسافل رحب الکفین والقدمین
سائل الاطراف انور المتجرد دقیق المسربة ربعة القد لیس بالطویل البائن
ولا القصیر المتردد ومع ذلك فلم یکن یماشیه احد ینسب الی الطول الا
طاله صلی الله علیه وسلم احل الشعر اذا افتر ضاحکا افتر عن مثل سنا البرق
وعن مثل حب الغمام اذا تکلم رؤی کالنور یخرج من ثنایاه (شفا شریف جلد اول ۳۸)

ترجمہ: آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک اور جمال مبارک اور آپ کے اعضاء مبارک اور قویٰ کے متناسب ہونے میں بہت سی احادیث صحیحہ اور مشہورہ منقول ومروی ہیں۔ من جملہ ان کے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یعنی حضرت علی، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ، حضرت براء بن عازب، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابن ابی ہالہ، حضرت ابن ابی جحیفہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ام معبد، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت معرض بن معیقیب، حضرت ابی طفیل، حضرت عداء بن خالد، حضرت حریم بن فاتک، حضرت حکیم بن حزام وغیرہم رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ گورا، سیاہ وکشادہ آنکھیں سرخ ڈورے والی، لمبی پلکیں، روشن چہرہ، باریک ابرو، اونچی بینی، چوڑے دانت، گول چہرہ مبارک، فراخ

پیشانی، گھنی ریش مبارک جو سینے کو ڈھانپ لے شکم و سینہ ہموار، چوڑا سینہ، بڑے کاندھے بھری ہوئی ہڈی، موٹے بازو کلائیاں اور پنڈلیاں، ہتھیلیاں فراخ، قدم مبارک چوڑے، ہاتھ پاؤں لمبے، بدن مبارک خوب چمکتا ہوا۔ سینہ سے ناف بالوں کی باریک سی لکیر، میانہ قد نہ زیادہ طویل نہ زیادہ چھوٹا، اس کے باوجود جو سب سے لمبا آدمی ہوتا اگر آپ کے برابر کھڑا ہوتا تو آپ اس سے بلند معلوم ہوتے تھے، آپ کے بال نہ بالکل سیدھے نہ بل دار جب آپ ہنستے تو دندان مبارک سے نور چمکتا تھا جب آپ گفتگو فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ نور کی پھلجھڑیاں آپ کے دندان مبارک سے جھڑ رہی ہیں۔

صحابیات کا عقیدہ

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

عن حلیمۃ السعدیۃ قالت لی ام خولۃ السعدیۃ اتقدین النار فی منزلک طول اللیل فقلت لا واللہ لا اوقد نارا ولکنہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(میلاد النبوی، علامہ ابن جوزی ص۳۳)

ترجمہ: حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے ام خولہ سعدیہ نے کہا کہ کیا تم اپنے گھر میں رات بھر آگ روشن رکھتی ہو! میں نے کہا بخدا نہیں میں آگ تو روشن نہیں رکھتی لیکن یہ روشنی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

وقالت شفاء ام عبد الرحمن لما ولدت آمنۃ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم ووضع علی یدی استھل صارخا فسمعت قائلا یقول رحمک ربک قالت الشفاء فاضاء لی ما بین المشارق والمغرب حتی نظرت الی قصور الشام

(الوفا ص۹۴) **ترجمہ:** حضرت شفاء ام عبد الرحمن فرماتی ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

ولادت باسعادت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہوئی تو آپ میرے ہاتھوں آئے تو میں نے غیب سے آواز سُنی۔ تیرے رب کا تجھ پر رحم ہو۔ شفا رکھتی ہیں۔ اس نور سے زمین میرے لئے مشرق و مغرب تک روشن ہوگئی یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات دیکھے)

حضورؐ کی پھوپھی جان حضرت اروٰی کا عقیدہ

انہوں نے اپنے اشعار میں کہا۔

رسول اللہ احمد فاترکینی علی نور البلاد معًا جمیعًا

علی نور البلاد واسعدینی الا یاعین ویحک استہلی

ترجمہ تمام شہروں کے نور، اللہ کے رسول، احمد صلے اللہ علیہ وسلم (کی وفات) پر مجھے رونے دے۔ اے آنکھ خبردار افسوس تجھ پر تو کھل کر رو اور پر تمام شہروں کے نور کے۔ اور میری مدد کر۔ (طبقات

حضورؐ کی پھوپھی حضرت عاتکہ کا عقیدہ

وقالت عاتکہ رضی اللہ عنہا

علے المصطفٰے بالحق والنور الھدیٰ وبالرشد بعد المندبات العطاء

ترجمہ اے آنکھ خوب رو اور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے جو تشریف لائے حق نور اور رشد و ہدایت کے ساتھ

(طبقات ابن سعد جلد دوم ص ۳۲۷)

حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

وقالت صفیۃ رضی اللہ عنہا

لفقد المصطفٰی بالنور حقاً رسول اللہ مالک من ضریب (طبقات ابن سعد جلد دوم ص ۳۲۹)

ترجمہ اور مصطفٰے نور حق کے لئے آنسوؤ برسو۔ تمہیں کیا ہے کہ ان کی محبت میں نہ روؤ۔

ہند بنت اثاثہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

قالت ھند بنت اثاثہ رضی اللہ تعالٰی عنھا

قد کنت بدرا ونورا یستضاء بہ علیک تنزل من ذی العزۃ الکتاب (طبقات ابن سعد ص ۳۳۲)

ترجمہ بے شک آپ ہیں نورانی چاند۔ کل کائنات میں آپ کی روشنی ہے ۔ اور آپ
پر والے اوپر عزت والی کتاب نازل ہوئی۔

وقالت ام ایمن

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا عقیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

وقد کان بعد ذلک نورًا وسراجًا یضیئ فی الظلماء (طبقات ابن سعد جلد دوم ص۲۳۳)

ترجمہ بے شک آپ وہ نور ہیں اور وہ سورج اندھیروں میں روشنی دینے والے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مجسم ماننے والے محدثین کا عقیدہ

قصیدہ نعمانیہ ص۲۳	امام اعظم نعمان بن ثابت بن زوطی	متوفی ۱۵۰ ہجری
فقہ مالکیہ جلد دوم ص۳۵۷	امام مالک بن انس بن عامر	″ ۱۷۹ ″
مسند شافعی جلد سوم ص۲۳۵	امام شافعی بن ادریس	″ ۲۰۴ ″
مسند احمد جلد چہارم ص۱۸۵	امام احمد بن حنبل	″ ۲۲۱ ″
مصنف عبدالرزاق جلد سوم ص۲۴۲	امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی	″ ۲۱۱ ″
سیرت ابن ہشام جلد اول ص۹۹	امام محمد بن عبدالملک بن ہشام	″ ۲۱۳ ″
مسند حمیدی جلد اول ص۲۵۴	امام ابوبکر عبداللہ ابن زبیر حمیری	″ ۲۱۹ ″
طبقات ابن سعد جلد دوم ص۳۲۲	امام محمد بن سعد بن منیع بصری	″ ۲۳۰ ″
مصنف ابن ابی شیبہ جلد گیارہ ص۵۱۳	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ	″ ۲۳۵ ″
دارمی جلد اول ص۲۳	امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی	″ ۲۵۵ ″
بخاری ترجم جلد دوم ص۳۴۴	امام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری	″ ۲۵۶ ″
مسلم شریف جلد اول ص۹۱	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری	″ ۲۶۱ ″
ابن ماجہ جلد اول مترجم ص۳۹۷	امام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ	″ ۲۷۳ ″

ابوداؤد جلد دوم ص ۳۳۵	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث	متوفی ۲۷۵ھ ہجری
ترمذی جلد دوم مترجم ص ۶۴۶	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی	،، ۲۷۹ ،،
ابن قتیبہ جلد اول ص ۴۱	امام محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری	،، ۲۷۶ ،،
نسائی جلد اول ص ۲۳۷	امام احمد بن شعیب نسائی	،، ۳۰۳ ،،
من عاش بعد الموت ص ۶۹	امام ابوبکر بن ابی الدنیا	،، ۲۸۱ ،،
دارقطنی جلد سوم ص ۴۵	امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی	،، ۳۸۵ ،،
حلیۃ الاولیاء جلد دوم ص ۳۳۶	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی	،، ۴۳۰ ،،
مستدرک جلد دوم ص ۶۰	امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری	،، ۴۳۲ ،،
دلائل النبوۃ جلد اول ص ۸۳	امام حافظ ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی	،، ۴۸۵ ،،
مسند ابی عوانہ جلد دوم ص ۳۱۴	امام ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق	،، ۳۱۶ ،،
الشفاء جلد اول ص ۱۰	امام ابوالفضل قاضی عیاض بن موسیٰ	،، ۵۴۴ ،،
الوفاء ص ۹۴	امام ابوالفرج عبدالرحمٰن جوزی	،، ۵۹۷ ،،
دقائق الاخبار ص ۲	امام محمد غزالی	،، ۵۰۵ ،،
ابن عساکر جلد اول ص ۲۳	امام ابوالقاسم علی بن حسن بن عساکر	،، ۵۷۱ ،،
مسند فردوس ص ۲۲۷ جلد چہارم	امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار دیلمی	،، ۵۰۹ ،،
شرح مسلم جلد اول ص ۹۱	امام ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی	،، ۶۷۶ ،،
مثنوی جلد دوم ص ۳۶	مولانا جلال الدین رومی	،، ۶۷۲ ،،
شرح بخاری جلد سوم ص ۲۴۵	امام شمس الدین بن محمد بن یوسف کرمانی	،، ۶۷۴ ،،
زادالمعاد جلد اول ص ۳۰	امام شمس الدین ابوعبداللہ بن قیم جوزیہ	،، ۷۵۱ ،،
زوار المقابر ص ۱۱۵	امام تقی الدین بن تیمیہ الحرانی	،، ۷۲۸ ،،
مدخل جلد دوم ص ۳۵	امام ابوعبداللہ بن محمد بن الحاج مالکی	،، ۷۳۷ ،،

نزہۃ المجالس جلد دوم ص۱۱۶	امام عبدالرحمن صفوری	متوفی سنہ ۷۵۳ ہجری
شرح بخاری جلد چہارم ص۳۲۲	امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی	〃 ۸۵۲ 〃
شرح بخاری جلد ششم ص۲۰۹	امام بدرالدین محمود بن احمد عینی	〃 ۸۵۵ 〃
شواہد النبوۃ ص۵۶	امام نورالدین عبدالرحمن جامی	〃 ۸۸۵ 〃
مواہب اللدنیہ جلد اول ص۸۹،۹۰	امام احمد بن محمد بن ابوبکر قسطلانی	〃 ۹۲۳ 〃
قول البدیع ص۵۷	امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی	〃 ۹۰۲ 〃
خصائص کبریٰ جلد اول ص۱۵۹	امام جلال الدین سیوطی	〃 ۹۱۳ 〃
معارج النبوۃ جلد دوم ص۹	ملا معین الدین الواعظ کاشفی	〃 ۹۰۷ 〃
جمع الوسائل جلد اول ص۱۳	امام علی بن سلطان بن محمد القاری	〃 ۱۰۱۴ 〃
سیرت حلبیہ جلد اول ص۵۰	امام علی بن برہان الدین حلبی	〃 ۱۰۴۴ 〃
مدارج النبوۃ جلد دوم ص۳	شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی	〃 ۱۰۵۲ 〃
مکتوبات شریف دفتر سوم ص۱۵۴	الشیخ مجدد الف ثانی احمد سرہندی	〃 ۱۰۳۴ 〃
نعمت کبریٰ ص۶	امام ابن حجر مکی	〃 ۹۷۳ 〃
حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۲۳	علامہ یوسف نبہانی	〃 ۱۳۵۰ 〃
دلائل الخیرات ص۴۶	امام ابوعبداللہ بن سلیمان جزولی	〃 ۸۷۰ 〃

مفسرین کرام کا عقیدہ

تفسیر ابن عباس ص۲۷	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	متوفی سنہ ۶۸ ہجری
تفسیر ابن جریر جلد اٹھارہ ص۹۵	ابوجعفر محمد بن جریر	〃 ۳۱۰ 〃
تفسیر معالم التنزیل جلد دوم ص۲۳	حسین بن مسعود بغوی	〃 ۴۶۰ 〃
تفسیر کبیر جلد سوم ص۳۹۵	فخرالدین بن ضیاء الدین رازی	〃 ۶۰۶ 〃

تفسیر قرطبی جلد دوم ص۱۷۲	ابو عبداللہ بن احمد قرطبی	متوفی سنہ ۶۷۱ ہجری
تفسیر مدارک جلد اول ص۲۰۶	حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی	" ۷۰۱ "
تفسیر خازن پارہ ۲۷ ص۱۹	علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی	" ۷۲۵ "
تفسیر البیضاوی جلد سوم ص۹۲	ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی	" ۷۹۱ "
تفسیر ابن کثیر جلد چہارم ص۱	عماد الدین ابی الفدا ابن کثیر	" ۷۷۴ "
تفسیر درمنثور جلد پنجم ص۳۹	جلال الدین سیوطی	" ۹۱۳ "
تفسیر روح البیان جلد چہارم ص۳۰	شیخ اسماعیل حقی	" ۱۱۳۷ "
تفسیر جمل جلد دوم ص۴۲۲	سلیمان بن عمر الجمل	" ۱۲۰۴ "
تفسیرات احمدیہ	شیخ احمد ملا جیون	" ۱۱۳۰ "
تفسیر صاوی جلد اول ص۲۷	احمد بن محمد صاوی	" ۱۲۰۴ "
تفسیر روح المعانی پارہ ۲۷ ص۲۵	شہاب الدین محمود آلوسی	" ۱۲۷۰ "
تفسیر مظہری پارہ ۶ ص۲	علامہ ثناء اللہ پانی پتی	" ۱۲۲۵ "
تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ص۲۱۹	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	" ۱۲۳۹ "
تفسیر حسینی ص۲۳۳	ملا حسین کاشفی	" ۹۱۱ "

لغت

لسان العرب	جمال الدین محمد بن مکرم مصری	" ۷۱۱ "
مفردات	امام راغب اصفہانی	" ۵۰۲ "
منجد	لویس معلوف عیسائی	" ۷۳۵ "
صحاح جوہری	اسماعیل بن حماد جوہری	" ۳۳۲ "
قاموس	محمد بن یعقوب بن محمد فیروزآبادی	" ۸۱۶ "

اولیائے کرام کا عقیدۂ مبارکہ

شیخ عبدالقادر جیلانی (متوفی ۵۶۱ھ) کا عقیدہ

ازجان وجہان وہرچہ درعالم ہست
مقصود توئی وبر محمد صلوات

چوں ذرہ ذرہ شود ایں تنم بہ خاکِ لحد
تو بشنوی صلوٰۃ از جمیع ذرات

ترجمہ جمیع ماکان ومایکون کا آپ مقصود ہیں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر درود وسلام ہو میں اگر میرے جسم کا ذرہ ذرہ ہو جائے تب بھی آپ میرے جسم کے تمام ذروں سے درود و سلام کی آواز سنیں گے۔ (افضل الصلوات ص۱۳ سید نامحی الدین عبدالقادر جیلانی م ۵۶۱ ہجری)

خواجہ عثمان ہارونی متوفی ۶۱۷ کا عقیدہ

پھر وہاں سے روضۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو حضور پرنور کے روضہ منورہ پر حاضری دی تو حضرت خواجہ نے مجھ معین کو ارشاد فرمایا کہ اب تم حضورؐ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر سلام کرو۔ میں نے عرض کیا۔ الصّلوٰۃ والسلام علیک یا نور اللّٰہ الصّلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ۔ تو روضہ انور سے آواز آئی وعلیکم السلام یا قطب المشائخ تو خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ معین الدین اب تمہارا کام پورا ہو گیا۔ (انیس الارواح مترجم ص۱۰ خواجہ عثمان ہارونی متوفی ۶۱۷ ہجری)

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری متوفی ۶۳۳ کا عقیدہ

(انیس الارواح فارسی طبع قدیم ص۳)

از امتیان دیگر ما آمدیم برسر
واں را کہ نیست باور برہان نورِ محمد است صلی اللہ علیہ وسلم

درباغ و بوستانم دیگر مجو معینے
باغم بس است قرآن بستاں نورِ محمد است

ترجمہ ہم دوسری امتوں کے سردار ہیں۔ وہ چاہے نہ مانے ہماری دلیل وبرہان نورِ محمد ہے۔ اے معین میرے باغ اور بوستان اس کے سوا کچھ نہیں کہ باغ میرا قرآن ہے بستان نورِ محمد ہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۳۲ھ کا عقیدہ

اے از شعاعِ نورِ تو خورشید تاباں ضیاء
آنی کہ ہستی را شرف بالاتر از عرشِ علیٰ

ترجمہ: خورشیدِ درخشاں آپ کے روئے منور سے نورانی ہے۔ آپ کی ذاتِ گرامی وہ ہے کہ آپ کو عرشِ اعظم پر شرف حاصل ہے۔ (رسالہ قمر الحیات جلد ۲۰ ۱۳۸۰ھ۔ انوار چشت ص۲۲)

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۸۴ کا عقیدہ

صاحبِ معراج و صدرِ کائنات
سایۂ حق نورِ آں خورشید ذات

نورِ او مقصودِ مخلوقات بود
اصلِ معدودات و موجودات بود

ترجمہ: اے معراج جانے والے کائنات کے سرور! آپ ظلِ الٰہی اور خورشیدِ ذات کا نور ہیں۔ آپ کا نور تمام مخلوقات کا مقصود ہے اور تمام موجوات کی اصل آپ ہی کا نور ہے (انوار چشت ص۳۳۔ منطق الطیر ص۴۲)

حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ م ۷۲۵ھ کا عقیدہ

آں چہ اول شد پدید از جیبِ غیب
بود نورِ پاکِ او بے ہیچ ریب

چوں شد آں نورِ معظم آشکار
در سجود افتاد پیشِ کردگار

ترجمہ: پردۂ غیب سے جو چیز سب سے پہلے ظاہر ہوئی وہ بلاشبہ آپ کا نورِ پاک تھا جونہی وہ نورِ معظم ظاہر ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں پڑ گیا۔
(انوار چشت ص۳۳۔ منطق الطیر ص۴۳)

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳۴ھ کا عقیدہ

... صلی اللہ علیہ وسلم کہ با وجود نشا عنصری از نورِ حق جل وعلا مخلوق گشتہ است

ترجمہ: ... مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالےٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

(مکتوبات شریف دفتر سوم ص۱۴۷)

خواجہ عبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۲۶ھ کا عقیدہ

جمالِ پاکش از نورِ جلال است وجود نور را سایہ محال است

ترجمہ: آپ کا وجودِ مقدس نورانی جلال سے ہے۔ اسی لئے نورانی جسم کا سایہ نہ تھا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۳ کا

عقیدہ: اللھم صل علی سیدنا محمدن السابق للخلق نورہٗ ورحمۃ للعلمین ظہورہٗ

ترجمہ: اے اللہ! رب العزت! درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جن کا نور سب خلق سے پہلے ہے اور آپ کا ظہور تمام عالموں کے لئے رحمت ہے۔ (جذب القلوب ص۲۷۶ شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری متوفی ۴۶۲ھ کا عقیدہ

حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ عبدٌ نوّر اللّٰہ قلبہٗ بالایمان۔ ترجمہ وہ ایسا بندہ ہے جس کا دل

اللہ نے نورِ ایمان سے منور کر دیا ہے۔ اسی نور کے فیض سے اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہے اور وہ نور ربانی کا پیکر ہے۔ (کشف المحجوب اردو صفحہ ۹۵)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی متوفی ۶۳۲ھ کا عقیدہ

ان کے قلب کو بینائی عطا کی گئی۔ اور اس قلب نے اس نور کی شعاع سے اللہ تعالیٰ کی طرف راہ پائی۔ اور اسی نور یعنی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر چیز روشن تھی کیونکہ پیدائشی طور پر آپ اصلِ عالم ہیں۔ اور تمام کائنات آپ کی طفیلی ہے۔ (عوارف المعارف مترجم صفحہ ۱۵۱)

حضرت نواب مصطفیٰ خاں قادری دہلوی متوفیٰ ۱۲۸۶ھ کا عقیدہ

ملائک نے کیا تھا اس سبب سے سجدہ آدم کو، کہ پیشانی سے ان کی نور تھا پیدا محمد کا

(گلزارِ شیفتہ صفحہ ۱ . نواب مصطفےٰ خاں قادری دہلوی)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی متوفیٰ ۱۱۷۶ھ کا عقیدہ

پس ظہور جمیع اسماء متقابلہ چوں ہادی و مضل و معطی و مانع و معز و مذل و باسط و قابض و رافع و خافض و اسماء غیر متقابلہ و جمیع حقائق مختلفہ و جمیع افراد متعددہ از اعلیٰ و ادنیٰ و نفیس و خسیس از عرش تا بہ فرش و ملائکہ علوی و جنہ سفلی ہمہ ناشی ازاں حقیقت محمدی ست و قول رسول مقبول ... اول ما خلق اللہ نوری و قول لولاک لما خلقت الافلاک و نغمہ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ و ندار یا محمد انت عشقی و انا عشقک تا ہفتاد ہزار سال بر آں اند۔

(انفاس رحیمیہ صفحہ ۱۳ ارشادات شاہ عبدالرحیم متوفیٰ ۱۱۳۱ھ)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ کا عقیدہ

وسایۂ ایشاں برزمین نمی افتاد۔ ترجمہ: حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔
(تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ص ۲۱۹)

علماء دیوبند کے مقتدا کا عقیدہ،

مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۱۴ھ کا عقیدہ

ونور نبینا صلے اللہ علیہ وسلم انہ خلق من نور اللہ وانہ نور من نور اللہ (عمدۃ الرعایہ جلد دوم ص ۲۶۲ حاشیہ ۵)

ترجمہ: اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ کے نور سے خلق ہیں۔ بلکہ آپ نور ہیں اللہ تعالےٰ کے نور سے۔

مولانا قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ بانی مدرسہ دیوبند کا عقیدہ

(قصائد قاسمی ص ۶)

کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نورِ خدا، کہاں یہ دیدۂ زار

تو بوئے گل ہے اگر مثلِ گل اور نبی
تو نورِ شمس گر اور انبیاء ہیں شمس و نہار

حیاتِ جاں ہے تو ہیں اگر وہ جانِ جہاں
تو نور دیدہ ہے ہیں اگر وہ دیدۂ بیدار

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت
نہ جانا کون ہے کسی نے بھی بجز ستار

اگر قمر میں کچھ آجائے تیرے چہرے کا نور
تو رات دن ہوا در آگئے ہو اس کے دن شبِ تار

مولانا محمد یعقوب نانوتوی متوفی ۱۳۰۲ھ کا عقیدہ

(بیاض یعقوبی حصہ سوم ص ۱۹۷)

تمہارا نور ہوا اصل نور ہستی کا۔
کسی کا نام نہ تھا جب ہوا تمہارا نام۔

وہ نور، نورِ الٰہی ہے روئے انور میں — خجل ہے مہر حقیقت بھی کچھ بدر تمام
وہ نور آپ کا تھا جو ہوئی امانت عرض — سماء و ارض و جبال و شجر رہے جی تھام

مولانا رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ کا عقیدہ

قد جاء کم من ... اللہ ... و

کتاب مبین۔ اور نور سے مراد حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ نیز حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے نبی ہم نے تم کو نور اور مژدہ سنانے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ منیر بنا کر بھیجا ہے۔ اور منیر روشن کرنے والے اور دوسروں کو نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ (امداد السلوک صفحہ ۱۵۷)

مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ کا عقیدہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت جو مصنف عبدالرزاق میں ہے بیان کر کے فرمایا "اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا" (نشر الطیب صفحہ ۱۳) اسیطرح صفحہ ۳ پر ہے۔

نامِ احمد چوں چنیں یاری کند — تاکہ نورش چوں مددگاری کند

محمد انور شاہ کاشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ کا عقیدہ

(ضرب الخاتم علی حدوث العالم صفحہ ۲)

تعالے الذی کان ولم یک ما سوی — و اول ما جلے العماء بمصطفےٰ

ترجمہ: اللہ تعالےٰ اس وقت بھی موجود تھا جب اور کچھ بھی نہ تھا۔ پھر اللہ نے مخلوق کو بنانا چاہا تو سب سے پہلے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا۔

اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے اس نورِ اول سے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ تمام کائنات کا اظہار فرمایا۔

مولانا ادریس کاندھلوی متوفی ۱۳۹۴ھ کا عقیدہ
مقدمہ مقامات حریری صـ۳

سراج منیر کشمس الضحیٰ وخیر البرایا ونور قدیم

ترجمہ: آپ روشن چراغ ہیں سورج کی طرح نوری۔ اور تمام مخلوق میں بہتر وہی نور قدیم ہیں

مولانا زکریا کاندھلوی متوفی ۱۳۶۷ کا عقیدہ
کتاب شمائل ترمذی صـ۳۵۴ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تو سراسر نور تھے۔

مولانا محمود الحسن کا عقیدہ

چھپائے جامۂ فانوس کیونکر شمع روشن کو
تھی بس زجسم کے کفن میں قد ملی عریانی (مرثیہ محمود الحسن صـ۱۲)

نوٹ: اس شعر میں مولانا نے اپنے شیخ رشید احمد گنگوہی کو نور مجسم ثابت کر دیا۔ اب معتقدین خود ہی سمجھ لیں۔

علماء اہلحدیث کا عقیدہ

امام ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ کا عقیدہ
(زوار المقابر مترجم صـ۱۱۵)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جب آثارِ وفات ظاہر ہوئے تو آپ شدتِ تکلیف کی وجہ سے اپنی چادر مبارک کو بار بار اپنے نوری چہرے پر ڈال لیتے تھے۔

امام ابن قیم متوفی ۷۵۱ھ کا عقیدہ

انہٗ قال انا سید ولد آدم ولا فخر وسماہ اللہ سراجا منیرا

ترجمہ: بے شک اس ذات گرامی نے فرمایا۔ کہ میں تمام انسانیت کا سردار ہوں۔ مجھ کو اس پر فخر نہیں۔ اور اللہ نے آپ کا نام نورانی چراغ فرمایا ہے۔ (زاد المعاد جلد اول صـ۳۸)

مولانا محمد اسمٰعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ کا عقیدہ (منصب امامت ص۱۶)

آرے کسیکہ بے بصر است　　البتہ از نور افشانی او بے خبر است

ترجمہ: ہاں جو آدمی ہدایت کی آنکھ سے اندھا ہے وہ بے شک آپ کی نور افشانی سے بے خبر ہے۔

نواب مولانا محمد صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۲۲ھ کا عقیدہ

نور الٰہی تجلی رحمۃ　　حتیٰ انار حنادس الغبراء

ترجمہ: حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے نور ہیں۔ رحمت کی تجلی ہیں۔ حتیٰ کہ آپ نے سخت اندھیروں کو روشن فرمادیا۔ (نفح الطیب ص۶۔ الشمامۃ العنبریہ ص۱)

مولانا وحید الزمان متوفی ۱۳۲۵ھ کا عقیدہ

بدء اللہ سبحنہ الخلق بالنور المحمدی

ترجمہ: اللہ تعالےٰ نے نور محمدی سے خلق کو شروع فرمایا۔ (ہدیۃ المہدی جزء اول ص۵۶)

مولانا حافظ محمد بارک اللہ لکھوی متوفی ۱۳۱۱ھ کا عقیدہ (تفسیر محمدی منزل ہفتم ص۲۴)

جمن ویلے مائی ڈٹھا نور کنوں چمکارا　　جو شام ولایت شہر وسا دے اس نوروں آشکارا

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی متوفی ۱۳۷۲ھ کا عقیدہ

صحابہ کرام کی آنحضرت سے محبت والفت محتاجِ بیان نہیں۔ محبت ہی تو تھی جس نے ان کی نظر میں سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی تعظیم اور آپ کے ارشادات کی تعمیل اور آپ کی سیرت وسنت کی اتباع کے سامنے ان کے مال وجان، عزت وآبرو، وطن ومکان

زن و فرزند سب کچھ ہیچ اور بے حقیقت کر دیئے تھے۔ وہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ و سلم کی مرضی کو اپنی مرضی و خواہش پر مقدم رکھتے تھے۔ (تاریخ اہل حدیث ص۳۱۴)

مولانا ثناء اللہ امرتسری متوفی ۱۳۶۸ھ کا عقیدہ (کتاب ترک الاسلام ص۱۳)

سلام اس نور رب العالمیں پر
سب اس کی آل پر اور اصحاب دیں پر

مولانا مولوی نور حسین گرجاکھی کا عقیدہ (فضائل مصطفےٰ ص۳)

ہر کہ بر دین محمد شد فدا
میرسد در مرتبۂ اولیار

ہادیٔ عالم ہے وہ نورِ مبیں
ہے مخالف ان کا ناوی بالیقیں

ع

سورج وانگ محمد سرور دیوے خوب شعاعیں
سارا عالم روشن کیتا مشرق مغرب تائیں

یعنی

بل کان مثل الشمس بل اضوئی لنا
فالشمس نیرۃ بنور محمد
(صلے اللہ علیہ وسلم)

نور کا ظہور

وروی عبدالرزاق بسندہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قلت یا
رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیئ خلقہ اللہ قبل الاشیاء قال یا
یاجابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فجعل ذلک النور یدور
بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ
ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی فلما اراد
اللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذلک النور اربعۃ اجزاء فخلق
من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم
قسم الجزء الرابع اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاول حملۃ العرش
ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملئکۃ ثم قسم الجزء الرابع
اربعۃ اجزاء فخلق من الاول السموٰت ومن الثانی الارضین ومن
الثالث الجنۃ والنار ثم قسم الجزء الرابع اربعۃ اجزاء فخلق من الاول
نور ابصار المؤمنین ومن الثانی نور قلوبھم وھی المعرفۃ باللہ تعالیٰ و
من الثالث نور انسھم وھو التوحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حضرت امام عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، تمام اشیاء سے قبل اللہ تعالےٰ نے جو شے پیدا کی ہے، مجھ کو اس کی خبر دیجیے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے جملہ اشیاء سے قبل اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جس جگہ چاہا، اس کی قدرت سے وہ نور دورہ کرنے لگا۔ اس وقت نہ لوح تھی،

نہ قلم اور نہ جنت تھی نہ دوزخ، اور نہ کوئی فرشتہ تھا نہ کوئی آسمان تھا نہ زمین تھی نہ کوئی سورج تھا نہ کوئی چاند۔ نہ کوئی جن تھا نہ انسان، جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ مخلوق کو پیدا کرے، تو اس نور کو چار اجزاء پر تقسیم کیا۔ (یعنی اس نور کی چار شعاعیں ظاہر فرمائیں) اوّل جزء سے اس نور کے قلم پیدا کیا۔ اور دوسرے جزء سے عرش پیدا کیا۔ پھر چوتھے جزء کو مزید چار شعاعوں میں ظاہر فرمایا۔ اوّل جزء سے حاملانِ عرش پیدا کیے۔ دوسرے جزء سے کرسی پیدا فرمائی۔ تیسرے جزء سے کل ملائکہ پیدا فرمائے۔ پھر اس نور کی چوتھی شعاع سے مزید چار شعاعیں ظاہر فرمائیں۔ پہلے جزء سے سات آسمان پیدا فرمائے۔ دوسرے جزء سے سات زمینیں پیدا کیں تیسرے جزء سے جنت اور دوزخ پیدا کیے۔ پھر چوتھے جزء سے چار مزید اشعاع پیدا فرمائیں۔ اول جزء سے مومنوں کے ابصار کے نور کو پیدا کیا۔ اور دوسرے جزء سے مومنوں کے قلوب کے انوار کو پیدا فرمایا۔ یہی وہ نور اللہ کی معرفت ہے۔ اور تیسرے جزء سے مومنوں کے انس کے نور کو پیدا فرمایا۔ اور وہ توحید ہے۔ یعنی لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ۔

(مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۹۹) (سیرت حلبیہ جلد اول ص ۳۰)

(انوار محمدیہ ص ۹) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۸)

❖

انتقالِ نورﷺ

اللہ تعالیٰ نے جب بعثتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ فرمایا تو مروی ہے۔

عن کعب الاحبار قال لمّا اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق محمّدًا صلے اللہ علیہ وسلم امر جبریل علیہ السلام ان یاتیہ فاتاہ بالقبضۃ البیضاء التی ھی موضع قبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فعجنت بماء التسنیم ثم غمست فی انھار الجنۃ وطیف بھا فی السمٰوات والارض فعرفت الملٰئکۃ محمّدًا وفضلہ قبل ان تعرف اٰدم، ثم کان نور محمّد صلے اللہ علیہ وسلم یُریٰ فی غرۃ جبھۃ اٰدم، وقیل لہ یا اٰدم ھذا سید ولدک من الانبیاء والمرسلین فلما حملت حوّاء بشیث انتقل عن اٰدم الیٰ حوّاء، وکانت تلد فی کل بطن ولدین الاشیثا فانھا ولدتہ وحدہ کرامۃً لمحمّد صلے اللہ علیہ وسلم ثم لم یزل ینتقل من طاھر الی طاھر الی ان وُلد صلے اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: حضرت کعب الاحبار سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا تخلیقِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ جائے اور ایک مٹھی مٹی جہاں قبرِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم قرار پائی ہے، لائے۔ وہ تسنیم کے پانی میں بھگودو۔ اور جنت کی نہروں میں غوطہ دو۔ اور ہفت زمین اور ہفت آسمان میں پھراؤ۔ تاکہ تمام ملائکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور ان کی فضیلت کو پہچان لیں۔ یہ آدم علیہ السلام کے عرفان سے پہلے کی بات ہے۔ پھر نورِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پیشانیٔ آدم میں چمکایا۔ اور آدم کیلئے کہا گیا۔ اے آدم یہ سردار ہے تیری اولاد میں کل نبیوں اور رسل کا پس جب حضرت حوّاء، حضرت شیث سے حاملہ ہوئیں۔ تو یہ نور حضرت آدم سے حضرت حوّاء کی طرف منتقل ہوگیا۔ وہ ہر حمل میں دو بچے جنا کرتی تھیں۔ مگر شیث علیہ السلام یکتا پیدا ہوئے۔ یہ فضیلت تھی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ پھر وہ نور اسی طرح انتقال فرماتا رہا پاکیزہ اصلاب سے طاہرہ ارحام کی طرف۔ یہاں تک کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی۔

(الوفا ص۳۴ انوار محمدیہ ص۱۰ سیرت حلبیہ جلد اول ص۵۰)

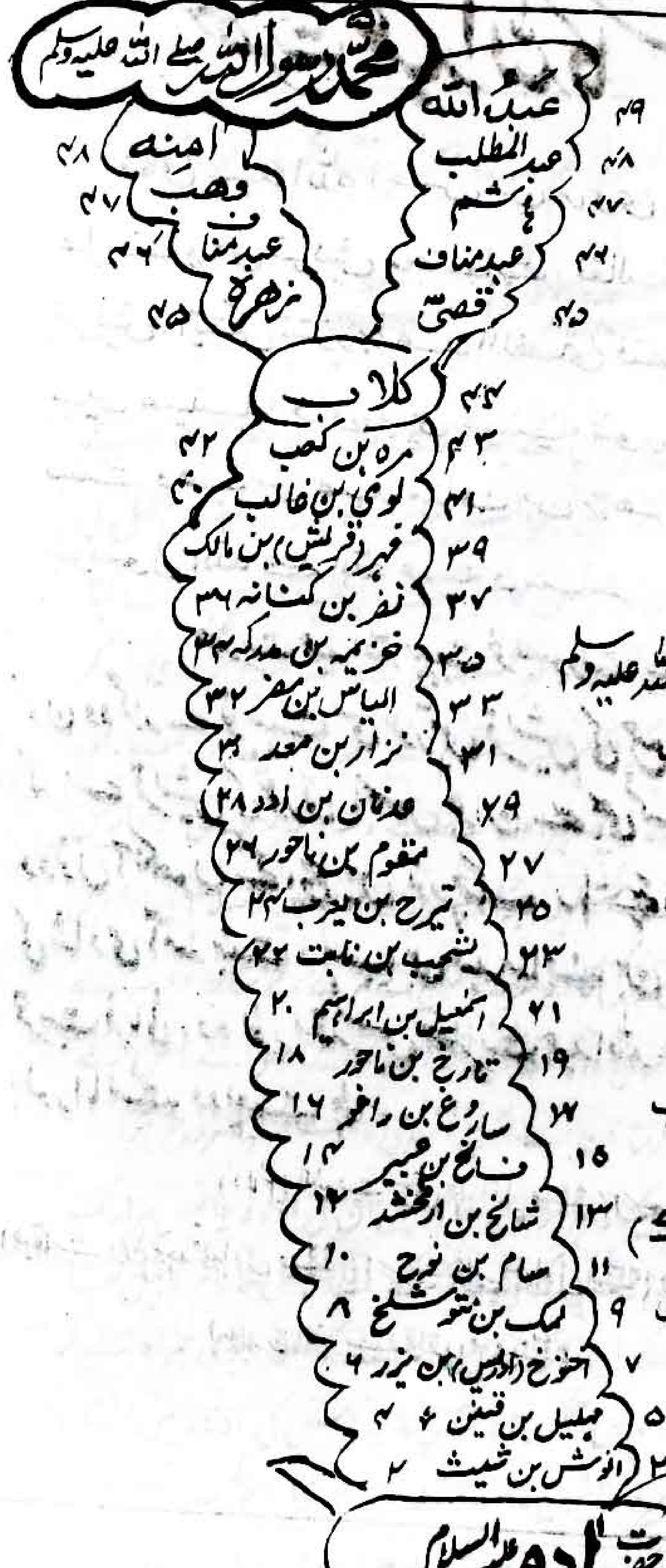
تفسیر بحر العلوم نسفی میں تحریر ہے، کہ تخلیق آدم کے بعد نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پشت پر امانت رکھا گیا تھا۔ جناب آدم علیہ السلام جب بھی فرشتوں سے ملاقات فرماتے تو تمام فرشتے آپ کے پیچھے عزت و احترام کے ساتھ چلتے۔ ایک دفعہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کے آپ کے پیچھے پیچھے چلنے کے بارے حضرت حق سے سوال کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ اے آدم یہ استقبال و احترام اس نور مبارک کے لئے ہے۔ جو تمہاری پشت مبارک میں ودیعت ہے۔ اور تمہارے سرور کا سبب ہے۔ یہ سب فرشتے اس نور کی تعظیم کرتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ یاالٰہی کیا ہی اچھا ہو کہ اس نور مبارک کو میرے جسم کے کسی ایسے حصے میں منتقل کردیا جائے جس کو میں دیکھ سکوں اور خوشی حاصل ہو۔ اللہ رب العزت نے آپ کے اس نور کو آپ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی میں منتقل فرمادیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس نور مبارک کی زیارت فرمائی تو انگلی اٹھا

کر دو مرتبہ شہادت دی۔ اسی دن سے اس انگلی کو شہادت کی انگلی کہا جانے لگا۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے انگلی کو چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ اور نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم پر ہدیہ درود وسلام پیش فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ اذان میں اشہد ان محمدًا رسول اللہ سن کر انگشتِ شہادت چومنا اور آنکھوں سے لگانا سنتِ آدم علیہ السلام ہے۔ اور اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔ (مترجم معارج النبوت رکن اول ص۳۶)

فلمّا ایقن آدم بالموت اخذ بید ولده شیث وقال یا بُنیّ انّ اللہ تبارك وتعالیٰ امرنی ان اخذ علیك عهدًا من اجل هذا النّور

جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے آخری وقت یعنی اجل کا یقین ہوگیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند حضرت شیث علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے میرے فرزند مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں اس نور مبارک کے بارے میں تم سے عہد لوں۔ (الطبقات ابن سعد ص۳) (سیرت حلبیہ جلد اوّل ص۸) (انوار محمد ص۱)

یہ نور مبارک اسی طرح پشت در پشت چلتا آیا جس طرح کہ نسب نامہ سے ظاہر ہے۔ جو کہ حضرت آدم سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک کافی کتابوں میں نسب نامہ لکھا گیا ہے جس کو حضور نے فرمایا کہ عدنان تک نسب نامہ بالکل صحیح ہے۔ اس سے آگے قابل اعتماد نہیں ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ حضرت اسمٰعیل، حضرت ابراہیم، حضرت نوح، حضرت ادریس، حضرت شیث علیہم السلام حضورؐ کے آباؤ اجداد میں سے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ باقی نسب نامہ کے اسمار میں کافی کمی بیشی تاریخ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ لیکن عدنان تک حضور کے فرمان کے مطابق بالکل صحیح نسب نامہ ہے۔



شجرہ طیبہ

فرمانِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے مطابق شجرہ شریف
حضرت عدنان تک
درست ہے۔ اس
سے اوپر اختلافِ
روایات ہے۔
واللہ اعلم بالصواب
(الوفا صـ ۷۹)
(مدارج النبوۃ ج ۲ صـ)
(معارج النبوۃ رکن اول
صـ ۷۴۸)

حضرت عبداللہ کا حسنِ مبارک

وَكَانَ عبد الله احسن من رأى في قريش قط فخرج يوما على نساء من قريش مجتمعات، فقالت امرأة منهن، يا نساء قريش، أيتكن تتزوج هذا الفتى فتصطاد النور الذي بين عينيه؟ وان بين عينيه نورا. قال فتزوجه آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة فجامعها فحملت برسول الله صلے الله عليه وسلم

حضرت عبداللہ بہت خوبصورت تھے تمام قریش میں۔ ایک دن وہ گزرے تو بہت سی عورتیں قریش کی جمع تھیں۔ وہ عورتیں کہنے لگیں کہ اے قریش کی عورتو! اس جوان سے بھی کسی کی شادی ہوگی جس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں نور چمک رہا ہے۔ شادی کی گئی۔ پھر آپ کی شادی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے ہوگئی۔ جب قربت فرمائی، وہ نورِ مقدس حضرت عبداللہ سے حضرت آمنہ کو بطورِ امانت ودیعت ہوا۔

(دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول ص۸۷) (سیرت ابن ہشام جلد اول ص۱۰۱)

(طبقات ابن سعد جلد اول ص۹۶) (سیرت حلبیہ جلد اول ص۴۳) (مدارج النبوۃ جلد اول ص۱۴)

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص۱۳)

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ تک

مختصر حالات

حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں ہر سال کے بعد حضرت حوا کے بطن سے دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ چالیس حمل کے بعد اکتالیسویں حمل کی ولادت میں صرف ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام شیث (علیہ السلام) رکھا گیا۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کا آخری بیٹا تھا۔ نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اسی کو تفویض ہوا۔ اسی کو ساتھ لے کر آدم علیہ السلام نے کعبہ شریف تعمیر کیا۔ اور وہ چمکدار پتھر جس کو وہ جنت سے اپنے ہمراہ لائے تھے، کعبہ شریف کی دیواریں نصب کر دیا جو حجرِ اسود کے نام سے مشہور ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں نکاح کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے حمل کی لڑکی کا دوسرے حمل کے لڑکے کے ساتھ دوسرے حمل کے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا جاتا تھا کیونکہ اس وقت سوائے اس کے اور کوئی سبیل ہی نہ تھی۔ اس طرح ان سے نسلِ انسانی کا سلسلہ شروع ہوا۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی ایک ہزار سالہ زندگی میں ان کی اولاد چالیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے ایک لڑکے نے جس کا نام قابیل تھا وہ اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر کے اپنی جڑواں بہن اقلیماء کو بطور بیوی ہمراہ لے کر اغوا کر کے عدن میں آیا۔ اور یہاں آکر رہنے لگا۔ چنانچہ اس کی اولاد میں زنا، چوری، شراب خوری، ناچ گانا وغیرہ جرائم کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ہابیل کی بہن لیودا کا نکاح حضرت شیث علیہ السلام سے کر دیا۔ اور ان کو

پر نازل شدہ صحائف کے مطابق اپنی اولاد میں تبلیغ فرماتے رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ایک ہزار سال عمر پاکر انتقال فرمایا۔ اور منیٰ میں جہاں آج کل مسجد خیف ہے، دفن ہوئے۔ آپ کے ایک سال بعد حضرت حوّا نے انتقال فرمایا۔ اور بحرِ قلزم کے کنارے جدہ میں مدفون ہوئیں۔ اسی وجہ سے اس کا نام جدہ ہُوا۔ حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد میں سب سے چھوٹے لڑکے کا نام انوش ہے نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ان میں منتقل ہُوا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے ۹۱۲ برس کی عمر پاکر وفات پائی اور عراق کے شہر موصل میں دفن ہوئے۔ حضرت انوش اپنے دادا حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی میں ہی پیدا ہو چکے تھے۔ جس وقت آپ پیدا ہوئے، آپ کے والد حضرت شیث علیہ السلام کی عمر ۱۶۰ برس تھی، اور آپ کے دادا حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ۴۸۰ برس کی تھی۔ جب حضرت انوش کی عمر ۱۹۰ سال کی ہوئی تو آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہُوا جس کا نام قینان رکھا گیا۔ نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اس میں منتقل ہُوا۔ حضرت انوش نے ۹۶۲ برس عمر پاکر انتقال فرمایا۔ حضرت قینان کی عمر ۱۶۰ برس کی ہوئی تو ان کے ہاں مہلائیل پیدا ہوئے۔ نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ان میں منتقل ہُوا۔ حضرت قینان نے ۹۲۰ برس عمر پاکر انتقال فرمایا۔ مہلائیل کی عمر جب ۱۳۵ برس کی ہوئی تو آپ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوئے، جن کا نام الیارد رکھا گیا۔ اور یہی نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہوئے۔ حضرت مہلائیل ۹۶۵ برس کی عمر میں وصال فرما گئے۔ جب الیارد کی عمر ۱۶۲ برس کی ہوئی تو آپ کے ہاں ایک فرزند اخنوخ یعنی حضرت ادریس علیہ السلام پیدا ہوئے۔ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان میں منتقل ہُوا۔ نام اخنوخ تھا لیکن بوجہ کثرتِ درسِ صحفِ آسمانی آپ کا لقب ادریس پڑ گیا۔ آپ پر تیس صحائف نازل ہوئے۔ حضرت ادریس

...السلام کی عمر جب ۱۶۵ سال ہو گئی تو آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام متوشلخ رکھا گیا۔ نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہی امین ہوئے حضرت ادریس علیہ السلام کو ۳۶۵ برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا متوشلخ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام لمک رکھا گیا۔ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم انہی کو تفویض ہوا۔ جب لمک کی عمر ۱۸۰ برس کی ہوئی تو ان کے ہاں حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہو گئے۔ نام عبد الغفار رکھا تھا لیکن زاری ونوحہ کی کثرت کی وجہ سے نوح مشہور ہو گئے۔ قوم کی ایذائیں اور سختیاں برداشت کرنے کے بعد آخر نوح علیہ السلام کی دعا سے ایک طوفان آیا۔ اوپر اور نیچے پانی ہی پانی ہو گیا۔ اس نے سوائے اہلِ حق کے جو کشتی نوح میں سوار تھے سب کا خاتمہ کر دیا۔ آخر یو نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں، یافث، حام اور سام سے نسل انسانی کا سلسلہ چلا۔ اس لئے نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔ سام کی اولاد شام، فلسطین، اردن، حجاز، یمن، نجد اور عراق وغیرہ میں پھیلی۔ اور یافث کی اولاد یونان، ترکستان، چین، روس، جاپان وغیرہ میں پھیلی اور حام کی اولاد مصر، سوڈان، حبش، افریقہ، ہند اور سندھ وغیرہ میں پھیلی۔ نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سام سے منتقل ہو کر ان کے سب سے چھوٹے بیٹے عابر ابراہود کو تفویض ہوا۔

ابراہود کے دو بیٹے مشہور ہیں۔ ایک کا نام قحطان اور دوسرے کا فالخ ہے۔ قحطان کے چھ بیٹے تھے۔ عمان، عامر، حضرموت، جرہم، یمن، یوب لیکن نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم فالخ کو تفویض ہوا۔ ان کے دو بیٹے مشہور ہیں۔ ملکان اور ارغو۔ نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ارغو کو تفویض ہوا۔ ارغو کے چھوٹے فرزند شاروخ جو نورِ محمدی سے سرفراز نعمتِ کبریٰ ہوئے۔ ان سے ان کے بیٹے ناحور کو یہ شرف حاصل ہوا حضرت ناحور کے آٹھ بیٹے تھے۔ عوص، بیقلل، باعور، سیبل،

فہویل، ہاران، تارخ، آذر۔ بیتایل کی اولاد سے لقمان حکیم ہوئے، جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ حضرت سیدہ سارہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہاران کی بیٹی تھی۔ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم تارخ میں منتقل ہوا۔ تارخ کے تین بیٹے تھے۔ ناحور، ہاران، ابراہیم۔ تارخ سے نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم منتقل ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام میں آیا۔ حضرت سارہ کی خادمہ حضرت ہاجرہ کے بطن سے اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا پیدا ہونا مقدر ٹھہرایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم منتقل ہو کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نصیب ہوا۔ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں منتقل ہوتا ہوا حضرت عدنان میں آیا۔ عدنان حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اکیسویں پشت میں ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں چالیس پشتوں کے بعد عدنان آئے ہیں۔ عدنان سے بیس پشتوں کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آتے ہیں۔ اس طرح سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکسٹھویں یا ساٹھویں پشت میں ہیں۔ عدنان کے بعد حضرت معد کو یہ نور نصیب ہوا۔ حضرت معد کے بیٹے کثیر التعداد تھے لیکن یہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم نزار کے حصے میں آیا۔ تو حضرت نزار سے یہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم نزار کے بیٹے مضر کو نصیب ہوا جو چوتھے بیٹے تھے۔ حضرت مضر کے دو بیٹے مشہور تھے۔ عیلان اور الیاس۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مضر سے ہو کر الیاس ہی کو منتقل ہوا اور وہی خدا رسیدہ گئے۔ حضرت الیاس ہی نے کعبہ کی سب سے پہلے قربانی کے اونٹ بیت اللہ شریف کو بھیجے۔ جب حج کو تشریف لے جاتے تو اپنے جسم میں سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا التحیۃ لبیک کہنا سنتے تھے۔ حضرت

میں نور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم روشن تھا۔ مدرکہ کے پانچ بیٹے تھے لیکن نور محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے حضرت خزیمہ کو منتقل ہوا۔ آپ کے سات بیٹے تھے
سب سے بڑے کنانہ تھے۔ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم انہی کو تفویض ہوا۔
حضرت کنانہ کے چودہ بیٹے تھے لیکن نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ان میں سے نضر
کو تفویض ہوا۔ جو کہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بہت زیادہ حسین و جمیل
تھے۔ حضرت نضر کے آٹھ بیٹے تھے مگر نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ان میں سے
مالک کو تفویض ہوا۔ آپ بہت بڑے سخی اور مہمان نواز تھے۔ آپ کے بڑے
بیٹے فہر کو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت کا شرف حاصل ہوا۔ فہر کا لقب قریش
تھا جس سے قبیلہ قریش مشہور ہوا۔ حضرت فہر کے سات بیٹے تھے جن میں سے
آپ کے بڑے لڑکے غالب کو نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم نصیب ہوا۔ غالب بڑے عقلمند
اور دانا تسلیم کئے جاتے تھے۔ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم غالب سے منتقل ہو کر ان کے
بیٹے لوی کو تفویض ہوا۔ حضرت لوی سے یہ امانت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کے بڑے فرزند حضرت کعب کو قدرت حق نے سونپی۔ حضرت کعب نے ایک
دن قریش کو جمع کر کے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کا ذکر فرمایا
اور یہ بھی کہا کہ وہ نبی آخر الزمان میری ہی اولاد میں مبعوث ہوں گے۔ عربوں میں حضرت
کعب کو بڑی عظمت حاصل تھی۔ الغرض نور محمدی منتقل ہو کر آپ کے فرزند حضرت مرہ کو
قدرت حق سے سونپا گیا۔ حضرت مرہ کے تین بیٹے تھے کلاب، تیم، یقظہ لیکن
نور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کلاب کو اس شرف میں ملا۔ حضرت کلاب کے دو
بیٹے تھے زہرہ اور قصی۔ نور حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم قصی کو کلاب سے امانت
میں تفویض ہوا۔ قصی سے یہ امانت ایزدی آپ کے فرزند عبد مناف کو ورثہ میں
ملی۔ عبد مناف کے کئی بیٹے تھے۔ عبد مناف اسی نور کی وجہ سے اتنے حسین و جمیل تھے

کہ لوگ آپ کو قمر البطحی کہتے تھے۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ نوفل مطلب۔ عبد الشمس۔ ہاشم لیکن نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ہاشم کو امانت میں تفویض ہوا۔ عبد الشمس کے ایک بیٹے کا نام اُمیّہ تھا۔ جس کی اولاد بنی امیہ کہلائی۔ حضرت جبیر بن مطعم نوفل کی اولاد سے ہیں۔ اور حضرت مسطح بدری، حضرت امام شافعی، مطلب کی اولاد سے ہیں۔ حضرت ہاشم سے نور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منتقل ہو کر حضرت عبد المطلب کے حصے میں آیا۔ حضرت عبد المطلب کے تیرہ لڑکے تھے۔ قثم، عبد الکعبہ، ضرار، المقوم، حجل، الحارث، ابولہب، ابوطالب، الزبیر، العباس، حمزہ، عبد اللہ لیکن عبد المطلب سے یہ امانتِ نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے سب سے چھوٹے فرزندِ ارجمند حضرت عبد اللہ کی پیشانی میں آ جلوہ فرما ہوا۔ جن پر قریش کی ہر عورت فدا تھی۔ ایک عورت نے اس طرح آپ کی خدمت میں کہا۔

رایت نور النبوۃ فی وجھک فاردت ان یکون ذالک فی وابی اللہ الا ان یصیر حیث احب

ترجمہ: میں نے تمہارے چہرے میں نورِ نبوت دیکھا تھا۔ اور میں نے چاہا تھا کہ وہ نور مجھ میں منتقل ہو جائے۔ مگر اللہ کو منظور نہیں تھا۔ اس نے جہاں چاہا، رکھ دیا

ولما حوت منہ امنۃ ما حوت فحیرت بفخر ما لذالک ثانی

ترجمہ: اور جب بی بی آمنہ نے ان سے وہ چیز حاصل کر لی تو وہ اس چیز کے شرف سے ایسی فخر والی ہو گئیں۔ کہ دنیا میں اس کا کوئی ثانی نہیں رہا۔

(خصائص کبریٰ جلد اول ص۴۱) (طبقات ابن سعد جلد اول ص۹۷)

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فلما خلق اللہ ادم القیٰ ذلک النور فی صلبہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاھبطنی اللہ الی الارض فی صلب ادم وجعلنی فی صلب نوح وقذف بی فی صلب ابراھیم ثم لم یزل اللہ ینقلنی

من الاصلاب الكريمة والارحام الطاهرة حتى اخرجنى من بين ابوىّ

لم يلتقيا على سفاح قط

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا کہ پھر نور کو ان کے صلب میں رکھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالےٰ نے مجھے صلب آدم میں رکھ کر زمین پر اتارا۔ اور مجھے صلب نوح اور صلب ابراہیم علیہما السلام میں پہنچایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اصلاب طیبہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے میرے والدین نے خارج فرمایا۔ آدم علیہ السلام سے میرے والدین تک کوئی بھی زانی نہیں ہوا۔

(ابونعیم) مواہب اللدنیہ خصائص کبریٰ جلد اول ص ۳۹

عن انس قرأ النبى صلى الله عليه وسلم لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِكُمْ بفتح الفاء وقال انا انفسكم نسبًا وصهرًا وحسبًا ليس فى اٰبائى من لدن ادم سفاح كلنا نكاح (مواہب اللدنیہ - خصائص کبریٰ جلد ا ص ۳۹)

ترجمہ: حضرت انس نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لقد جاء کم رسول من انفسکم کو فا کی زبر سے پڑھا اور فرمایا کہ میں حسب ونسب وصہر میں تم سب سے اعلیٰ تر اور نفیس ترین ہوں۔ آدم علیہ السلام سے آج تک میرے آباء اجداد میں میرے والدین تک کوئی زانی نہیں ہوا۔ سب نے نکاح کیا ہے۔

لفظِ میلاد

میلاد الرجل: اسم الوقت الذی وُلِدَ فیہ (لسان العرب جلد ۳ ص ۴۶۸)

ترجمہ: انسان کی پیدائش: اس وقت کا تعین جس وقت میں پیدا ہوا ہو (جمال الدین بن مکرم متوفی ۷۱۱ھ)

میلاد: وقت الولادۃ (المنجد ص ۱۰۱۹ مصنف لویس معلوف متوفی ۱۳۲۵ھ)

ترجمہ: میلاد: پیدائش کا وقت

اَلْوَلَدُ: مذکر مونث واحد تثنیہ جمع پر بولا جاتا ہے۔ (المنجد ص ۱۱۰۵)

مَوْلِد: ولادت کی جگہ یا وقت (المنجد ص ۱۱۰۶)

اَلْوَلَدُ: جو جنا گیا ہو (مفردات ص ۱۱۳۹ امام راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ)

ماجاء میلاد النبی (ترمذی باب فضائل ص ۶۳۵)

میلاد: وقت الولادۃ او وقائع ترجمہ پیدائش کا وقت یا واقعات

(صحاح جوہری مصنفہ اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۳۲ھ)

میلاد: اسم الوقت الذی ولد فیہ او حالتہ

ترجمہ: میلاد، پیدائش کے وقت یا اس کے حالات کو کہتے ہیں۔

(قاموس مصنفہ محمد بن یعقوب بن محمد فیروز آبادی متوفی ۸۱۶ھ)

تمام تر ذخیرہ تفاسیر و کتب احادیث و تواریخ یا کتب سیرت یا شمائل پڑھ کر دیکھو تو آپ ہر کتاب میں حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر موجود پاؤ گے۔ بلکہ قرآن مجید میں بھی جگہ جگہ ذکر تشریف آوری کا واضح موجود ہے۔ تو اس ذکر کو لفظ بدعت میں اگر کوئی شمار کرے اور خود کو مسلمان بھی کہتا ہو تو اس کے ایمان کا خدا ہی حافظ ہے۔ خداوند قدوس نے اپنی کلام مقدس میں کافی انبیاء علیہم السلام کے

میلاد بیان فرمائے ہیں۔ غور کا مقام ہے۔ کہ انبیائے کرام کی ولادت باسعادت کا تذکرہ جب قرآن میں پڑھا جاتا ہے تو بدعت کیسے رہا؟ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے۔

انبیاء کا میلاد اور قرآن

۱۔ پارہ اول سورہ بقرہ آیت ۳۰ تا ۳۸ تک خلقیت آدم علیہ السلام کا بیان ہے۔ اور دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا۔

۲۔ پارہ چودہ سورہ حجر آیت ۲۸ تا ۴۱ قصہ خلق آدم علیہ السلام ارشاد فرمایا گیا۔

۳۔ پارہ سولہ سورہ مریم آیت ۵۶ تا ۵۷ ذکر ادریس علیہ السلام کا حکم فرمایا ہے۔

۴۔ پارہ انتیس سورہ نوح آیت ۱ تا ۲۸ تک حالات نوح علیہ السلام کا میلاد پڑھا گیا

۵۔ پارہ سولہ سورہ مریم آیت ۴۱ تا ۴۸ تک ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ موجود ہے۔

۶۔ پارہ سولہ سورہ مریم آیت ۴۹ تا ۵۰ میلاد اسحاق ویعقوب علیہما السلام پڑھا گیا۔

۷۔ پارہ سولہ سورہ مریم آیت ۵۴ تا ۵۵ ذکر اسمٰعیل علیہ السلام بیان کیا گیا ہے۔

۸۔ پارہ سولہ سورہ مریم آیت ۵۳ میں میلاد ہارون علیہ السلام ذکر فرمایا گیا ہے۔

۹۔ پارہ بیس سورہ قصص آیت ۷ تا ۱۴ میلاد موسیٰ علیہ السلام پڑھا گیا۔

۱۰۔ پارہ بائیس سورہ سبا آیت ۱۰ تا ۱۱ تک فضیلت داؤد علیہ السلام واضح بیان فرمائی

۱۱۔ پارہ انیس سورہ النمل آیت ۱۶ تا ۴۴ سارے کا سارا میلادِ سلیمان علیہ السلام پڑھا گیا

۱۲۔ پارہ تیسرا سورہ آل عمران آیت ۳۵ تا ۳۷ میلاد مریم قرآن میں موجود ہے۔

۱۳۔ پارہ سولہ سورہ مریم آیت ۱ تا ۱۵ تک اللہ تعالیٰ نے میلادِ یحییٰ علیہ السلام بیان فرمایا

۱۴۔ پارہ سولہ سورہ مریم آیت ۱۶ تا ۴۰ تک میلاد عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا بیان ہوا

ناظرین کرام! دیکھا آپ نے کہ حق تعالیٰ نے مکرم و معظم انبیاء علیہم السلام کے حالاتِ ولادت اور فضائل اور خصائل و شمائل معجزات و کرامات کس نرالے انداز سے بیان فرما کر یہ بات ثابت کر دی کہ ذکرِ انبیاء و اولیاء موجبِ رحمت اور ذریعہ اجر و ثواب حصولِ خیر و برکت راہِ صراطِ مستقیم اور سامانِ نجات ہے۔ تو جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہیں۔ تو پھر ان کا ذکر سید الاذکار ہُوا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ، کے محبوب ہیں، تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ پاک اللہ تعالیٰ کو کتنا پسندیدہ و محبوب ہوگا۔ ذرا غور کیا جائے تو ذکر میلاد النبی کی عظمت و بزرگی اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔

میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید

۱۔ قد جاءکم من اللہ نور و کتب مبین (پارہ ۶۔ سورہ مائدہ۔ آیت ۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب۔

۲۔ فقد جاءکم بشیر و نذیر (پارہ ۶۔ سورہ مائدہ۔ آیت ۱۹)

ترجمہ: پس بے شک آیا تمہارے پاس بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا۔

۳۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم (پارہ ۱۱۔ سورہ توبہ۔ آیت ۱۲۸)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے۔ تمہاری بھلائی کے لئے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان رحمت والے۔

۴۔ وما ارسلنٰك الا رحمة للعٰلمين (پارہ ۱۷۔ سورہ انبیاء۔ آیت ۱۰۷)
ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لئے۔
۵۔ یاایھا النبی انا ارسلنٰك شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا
الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا (پارہ ۲۲۔ سورہ احزاب۔ آیت ۴۵)
ترجمہ: اے غیب بتانے والے نبی! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا۔ اور چمکا دینے والا آفتاب۔
۶۔ وبشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا
(پارہ ۲۲۔ سورہ احزاب۔ آیت ۴۶)
ترجمہ: اور ایمان والوں کو خوش خبری دے دو کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔
۷۔ انا ارسلنٰك شاھدا ومبشرا ونذیرا (پارہ ۲۶۔ سورہ فتح۔ آیت ۸)
ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی دیتا اور ڈر سناتا۔
۸۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم
ویعلمھم الکتٰب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین (پارہ ۲۸ سورہ جمعہ آیہ ۲)
ترجمہ: وہی ذات پاک ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔ کہ ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور وہ بے شک اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔
۹۔ کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلو علیکم اٰیٰتنا ویزکیکم ویعلمکم
الکتٰب والحکمة ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (پارہ ۲۔ سورہ بقرہ۔ آیت ۱۵۱)
ترجمہ: جیسا کہ ہم نے بھیجا تم میں ایک رسول تمہی میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے۔ اور کتاب وحکمت کا پختہ علم سکھاتا ہے۔ اور وہ

تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہیں تھا۔

۱۰۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو
علیھم ایٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل
لفی ضلل مبین (پارہ ۴۔ سورہ آل عمران۔ آیت ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر کہ ان میں ان ہی میں سے
ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں
کو کتاب و حکمت کا علم سکھاتا ہے۔ وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

۱۱۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم ایٰتک ویعلمھم
الکتب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (پارہ ۱۔ سورہ بقرہ آیہ ۱۲۹)

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول ان ہی میں سے جو ان پر تیری
آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں پاکیزہ فرمائے
بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ (یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے)

۱۲۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (پارہ ۲۸ سورہ صف آیہ ۶)

ترجمہ: اور (میں) بشارت دینے والا ہوں اس رسول کی جو آئے گا بعد میرے۔
نام اس کا احمد ہے۔ (یہ بشارت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہے)

میلادِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کیوں منایا جاتا ہے

میرے عزیزو اور دوستو! یہاں ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ولادت پیدائش تو سبھی کی ہوتی ہے۔ ہم اور آپ بھی پیدا ہوئے۔ تمام اولیاء تمام انبیاء علیہم السلام کی بھی ولادت ہوئی۔ مگر کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان کسی کی ولادت و پیدائش کا خیال نہیں رکھتے۔ اور حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی اور نبی و رسول کا جلسۂ میلاد منعقد نہیں کرتے جبکہ ہم تمام انبیاء و رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ سب کو سچے اور اللہ کی طرف سے نبی مانتے ہیں۔ سب کی تعظیم و تکریم بھی کرتے ہیں۔ لا نفرق بین احدٍ منہم کا خیال بھی اپنے ذہن میں رکھتے ہیں۔ لیکن کسی نے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد پڑھا ہو یا ان کی پیدائش ولادت کا بیان کرنے کے لئے کوئی محفل سجائی ہو۔ آج تک کبھی آپ نے یہ نہیں سنا ہوگا آخر میلادِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں وہ کون سی ایسی خصوصیت ہے کہ مسلمان، آج تک اپنے اس رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کو نہیں بھول سکا۔ غور تو کیجیے کہ مسلمان اپنے تخت و تاج اور سلطنت کو بھول گیا۔ اپنے نظم و ضبط اور شان و شوکت کو بھول گیا۔ اپنے اسلاف کے کارناموں اور ان کی عزت و عظمت کو بھول گیا۔ اپنا سب کچھ بھول گیا۔ مگر آج تک اپنے رسول کی ولادت باسعادت کو فراموش نہیں کر سکا۔ دیکھ لیجیے، شادی ہو تو میلاد شریف، غمی ہو تو میلاد شریف۔ کسی کے بچہ پیدا ہو تو میلاد شریف، نیا مکان بنایا تو میلاد شریف۔ چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود مسلمان اپنے رسول مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کو نہیں بھولا تو

اس سوال کا جواب چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ یعنی اس سوال کے جواب کے چار وجوہات سامنے آتے ہیں۔ انشاء اللہ پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیے جائیں گے

وجہ اوّل — بے شک تمام انبیاء اور رسولوں کی پیدائش ضرور ہوئی! اولیاء وغوث وقطب بھی پیدا ہوئے۔ مگر جس طرح حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت ان کی ہر ہر صفت بے مثل وبے مثال ہے۔ اسی طرح آپ کی ولادت باسعادت بے مثل وبے مثال ہے۔ مسلمانو! آپ نے کبھی اس پر غور کیا کہ اس دنیا میں آج تک جتنے پیدا ہونے والے پیدا ہوئے، سب روتے ہوئے پیدا ہوئے۔ ہر بچہ پیدا ہوتے ہی رو کر اپنی زندگی کا اعلان کرتا ہے۔ جب پیدائش ہوتی ہے تو کتنا تیلا حال ہوتا ہے۔ مٹھی بندھی ہوئی، دم گھٹا ہوا، سانس گم، گٹھری کی طرح زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ ماں باپ پریشان ہو جاتے ہیں۔ تو سب سے پہلے ایک چیخ کی صورت اور رو رو کر اپنی زندگی کا اعلان کیا تو ماں باپ کی جان میں جان آئی کہ الحمد للہ بچہ زندہ پیدا ہوا۔ آج تک جتنے پیدا ہونے والے پیدا ہوئے، روتے ہوئے پیدا ہوئے۔ مگر برادرانِ ملت! اسی آسمان کے نیچے، اسی زمین کے اوپر ایک ایسا بھی پیدا ہونے والا پیدا ہوا ہے جو روتا ہوا پیدا نہیں ہوا بلکہ تمام جہان کے روتے ہوؤں کو ہنساتا ہوا پیدا ہوا۔ یہ مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ کے گھر حضرت بی بی آمنہ کی گود میں پیدا ہوئے۔ یہ مولود مسعود وہ ہیں جو پیدا ہو کر روئے نہیں بلکہ پیدا ہوتے ہی سر سجدۂ معبود میں رکھ کر یہ حق سے عرض کی۔ یا رب ھب لی امتی

یا رب ھب لی امتی۔

وجہ دوم — اللہ اکبر! برادرانِ ملت وناظرین کرام دیکھ لیا آپ نے رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہو کر روئے یا بلبلائے نہیں۔ آہ وزاری نہیں کی۔

...ملہ پیدا ہوتے ہی اپنی ننھی سی پیشانی کو مسجودِ حقیقی، مالک و خالق کی بارگاہِ عظمت
...یں سجدہ ریز کر دیا اور اپنے ننھے ننھے گلابی ہونٹوں سے آپ نے دعا مانگی۔
...ہ دعا بھی کس کے لئے؟ اپنے لئے نہیں، اپنی لاڈلی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا
...کے لئے نہیں، اپنے جنتی پھولوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لئے نہیں
...پنے ماں باپ کے لئے نہیں یا عزیز و اقارب کے لئے نہیں۔ بلکہ سب سے
...پہلے آپ کے قلبِ پاک میں جس کا خیال آیا وہ امت کا خیال تھا سب سے
...پہلی دعا جو لبِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر آئی وہ امت کے لئے تھی۔ اللہ
...اللہ! رسولِ رحمت کا یہ کرمِ عظیم ہے۔ کہ مشرق و مغرب اور شمال و
...جنوب کے تمام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے والوں کو
...یاد فرمایا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ نبیٔ رحمت
...صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ولادت کے وقت ہم کو یاد کیا اس لئے ہم
...اس میلاد کو ہمیشہ یاد کرتے ہیں۔ بھلا ہم اس میلاد کو کس طرح فراموش
...کر سکتے ہیں جس میلاد کے وقت صاحبِ میلاد نے ہم کو یاد فرمایا ایماندار
...شخص اس احسان کو فراموش نہیں کر سکتا۔ قیامت تک مسلمان اس
...میلاد کو نہیں بھلا سکتے۔ ایک کتا بھی روٹی کے ایک ٹکڑے کا احسان
...مانتا ہے۔ بلکہ دم ہلا ہلا کر زبان سے محسن کے قدم چاٹتا ہے۔ پھر انسان
...صاحبِ ایمان ہو کر اس رسولِ رحمت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانوں کو کس
طرح فراموش کرے گا؟ کہ جس رحمۃ للعٰلمین نے پیدا ہوتے ہی ہمیں یاد کیا
غاروں میں رو رو کے ہمارے لیے دعائیں مانگیں اور تمام ظاہری زندگی
میں ہمیں یاد کرتے رہے۔ اب قبرِ انور میں بھی ہمیں یاد فرما رہے ہیں۔ اور کل
میدانِ محشر میں بھی امت ہی کی یاد میں بے قرار ہوں گے۔ کبھی پل صراط پر، کبھی

میزانِ عمل پر، کبھی جہنم کے دروازے پر پہنچ کر اپنے گناہ گار امتیوں کو پہچانتے ہوں گے۔ سبحان اللہ! قابلِ احترام ناظرین! محسنِ اعظم نبی مکرم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کے تو ہم پر ایسے ایسے عظیم احسانات ہیں کہ ہمارے جسم کے رونگٹے رونگٹے کو لاکھ لاکھ زبانیں مل جائیں پھر بھی سرکارِ نبوت کے عظیم احسانوں کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ مگر ہم اتنے احسان فراموش کیوں ہو جائیں کہ آپ کی ولادت باسعادت کو بھی بھول جائیں کہ اتنا بھی یاد نہ رکھیں کہ آپ کب پیدا ہوئے تھے، کس شان سے پیدا ہوئے تھے اور کہاں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا حسب و نسب کیا ہے۔ آپ کے والدین کریمین کا کیا نام ہے۔ مسلمانو للہ ذرا انصاف کیجیے گا کہ یہ میلادِ مقدس منانا اور اللہ تعالےٰ کی اس نعمت عظیم اور اپنے محسنِ اعظم کے احسان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے یا کہ اس کو بدعت کا فتویٰ چپکا کر چھوڑ دینا چاہیے۔

وجہ سوم: لقد من اللّٰہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلو علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین (پارہ ۴۔ سورہ آل عمران۔ آیت ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کا علم سکھاتا ہے۔ وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اس ارشادِ ربانی سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو احسنِ تقویم کا تاج پہنا کر شرف بخشا۔ دینی دنیاوی روحانی نفسانی چھوٹی بڑی جسم کے لئے، روح کے لئے، ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں۔

سب کا بیان فرمایا لیکن احسان کسی کا نہیں جتایا ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی سب کائنات میں سے پسندیدہ اور اعلیٰ محبوب ترین مخلوق حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو رب کریم نے مبعوث فرماکر ہر ایمان والے پر احسان جتایا۔ اس ارشاد ربانی سے کھلم کھلا یہ بات سامنے آتی ہے، کہ اللہ تعالےٰ کی تمام نعمتوں میں سے یہی نعمت اعلیٰ وارفع ہے۔ تو ہر ایمان والے کے لئے یہ واجب اور لازم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم کا شکریہ ادا کرے۔ اور ہر دم اور ہر لحظہ اس احسان کو یاد رکھے۔ اس لئے ضروری ہے، کہ اس قدر اعلیٰ اور عظمیٰ نعمت کے ملنے کے وقت کو سالہا سال ضرور اس کی یاد مناتا رہے۔ جس نعمت کو خالقِ کائنات نے عطا فرماکر احسان جتایا تو اس کی عظمت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور اس کا کیا شمار کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس کی یاد منانا لازم ہے۔

وجہ چہارم: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا

ترجمہ: کیا تم نے نہ دیکھا ان لوگوں کو بدلا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو انکار سے۔ (پارہ ۱۳۔ سورہ ابراہیم۔ آیت ۲۸)

اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا کفار مکۃ نعمت اللہ محمد والقراٰن (تفسیر ابن عباس صـ۱۶۲)

ترجمہ: وہ لوگ بدلا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو انکار میں کفار مکہ ہیں۔ اللہ کی نعمت سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن ہے۔

بدلوا نعمت اللہ کفرًا قال ھم کفار اھل مکۃ (بخاری باب تفسیر القرآن جلد ۲ صـ۶۴۲)

ترجمہ: بدلا جن لوگوں نے اللہ کی نعمت کو انکار میں وہ کفار مکہ ہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (پارہ ۱۴۔ سورہ نحل۔ آیت ۱۸)

ترجمہ: اور اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ کی نعمت کا تو ہرگز نہ کر سکو گے۔

عن سھل قال نعمت اللہ محمد (شفا شریف جلد ۱۔ صـ۱۴)

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ نعمت اللہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

نعمت اللہ محمد (دلائل الخیرات ۔ اسماء شریفہ صفحہ ۳۵)

ترجمہ: اللہ کی نعمت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ہے۔

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا (پارہ ۱۴ ۔ سورہ نحل ۔ آیت ۸۳)

ترجمہ: وہ پہچانتے ہیں اللہ کی نعمت کو پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔

یعرفون نعمت اللہ عرفان محمد ینکرونہا کفار و یہود و نصاری (تفسیر ابن عباس)

ترجمہ: اللہ کی نعمت کی پہچان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ہے ۔ اور انکار کرنے والے کفار، یہود اور نصاریٰ۔

اخرج ابن ابی شیبۃ ابن جریر ابن المنذر ابی حاتم عن سدی یعرفون نعمت اللہ قال محمد (درمنثور جلد ۴ صفحہ ۱۲۷)

ترجمہ: بیان کیا ابن ابی شیبہ نے امام ابن جریر و ابن المنذر ابی حاتم نے امام سدی سے (رحمۃ اللہ علیہم) کہ نعمت اللہ کا پہچاننا کیا ہے تو فرمایا کہ نعمت اللہ سے مراد حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ان آیاتِ قرآنیہ اور اقوالِ مفسرین سے ثابت ہوا۔ کہ نعمت اللہ سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک ہے۔

ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

وَاشکروا نعمت اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون (پارہ ۱۴ سورہ نحل آیہ ۱۱۴)

ترجمہ: شکریہ کرو اللہ کی نعمت کا اگر ہو تم خاص اسی (اللہ) کی عبادت کرتے

یاایھا الذین امنوا اذکروا نعمت اللہ علیکم (پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۱۱)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، ذکر کرو اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کا جو تم پر فرمائی گئی ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پارہ ۳۰ سورہ والضحیٰ آیت ۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب ترخوب چرچا کرو۔

روالا بغوی عن النعمان بن بشیر قال النبی یقول علی المنبر والتحدث

بنعمت اللہ شکر وترکہ کفر (تفسیر مظہری، جزو ۱۰ ص۲۸۷)

ترجمہ: امام بغوی سے روایت ہے کہ کہا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے اوپر منبر کے جو تحدیث کرے یعنی خوب چرچا کرے اللہ تعالےٰ کی نعمت کا، وہ شکریہ ادا کرتا ہے اور جو ذکر کو ترک کرے وہ نعمت کا انکار کرنے والا ہے۔

اور رب کریم نے ارشاد فرمایا۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پارہ ۳۰ سورہ الم نشرح آیت ۴)

اسی کے تحت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں

یقول املأ العالم من اتباعك کلهم یثنون علیك ویصلون علیك ویحفظون سنتك (تفسیر کبیر جلد ۳۱ ص۵)

ترجمہ: (حضور فرماتے تھے کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں تیری اتباع کرنے والوں سے تمام عالم کو بھر دوں گا۔ وہ تیری تعریف کریں گے اور تجھ پر درود پڑھیں گے۔ اور تیری سنت کی حفاظت کریں گے۔

میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ نے منایا

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ
ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ
قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ
فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ (پارہ ۳ - سورہ آل عمران - آیہ ۱۸۱

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائے وہ رسول جو کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے (کے اقرار) پر گواہ ہو جاؤ۔ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف اس شان سے پڑھا کہ سبحان اللہ! جب اپنی ربوبیت کا اقرار سب سے کروایا تو ہر حالت کی روحیں موجود تھیں۔ لیکن جب اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا سماں آیا تو اور سب کو فرمایا کہ جاؤ۔ اس جلسہ میلاد میں صرف اور صرف انبیاء کرام شامل ہوں گے۔ تاکہ میری ربوبیت کا اقرار کر کے جو انکار کرے گا، میں قادر مطلق ہوں۔ لیکن میرے محبوب کے میلاد کی محفل میں کوئی انکار کرنے والا نہ شامل ہو۔ اور پھر فرمایا کہ تمام انبیاء میرے اس محبوب پر ایمان لائیں۔ اس کا اظہار شب معراج مسجد اقصیٰ میں فرمادیا۔ اور اس کی مدد کرنا۔ اس فرمان الٰہی

سے ثابت ہؤا کہ دور ہونے والے یا قبور میں چلے جانے والے بھی مدد فرما سکتے ہیں
چونکہ جب اللہ تعالیٰ نے وَلَتَنصُرُنَّهٗ فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات عیاں
تھی کہ جب میرا محبوب تشریف لائے گا اس وقت تمام انبیاء یا تو قبور میں ہوں
گے یا آسمان اور جنت میں ہوں گے یا غائب ہوں گے۔ ظاہرًا زمین پر اس وقت
کوئی نبی بظاہر زندہ نہ ہوگا۔ اس فرمانِ الٰہی سے ثابت ہؤا کہ قبر والا ہو یا آسمانوں
پر ہو یا جنت میں ہو یہ سب ہی مدد کر سکتے ہیں۔ اگر ان حالات میں مدد نہ کر سکتے
ہوں تو فرمانِ الٰہی نعوذ باللہ من ذلک غلط ثابت ہوگا۔ قرآن پاک کا ایک حرف
بھی غلط ماننا کفر ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اجتماعِ انبیاء بھی ہے۔ خداوندِ
قدوس خود خطیب ہے۔ اور تشریف آوریٔ سرکارِ دوعالم کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی زبانی میلادِ حضور

تاج المذکرین وثمار الفرادیس میں یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
کی زبانی درج ہے کہ حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل
علیہ السلام نے مجھ سے کہا۔ یا محمدؐ جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعتِ وجود عطا
فرمایا تو مجھے اٹھارہ ہزار سال عرش کے نیچے ساکن ہونے کا حکم دیا۔ پھر مجھ سے
پوچھا تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ میں نے کہا۔ اے پروردگار! تیری ذات پاک
نے پیدا کیا ہے۔ پھر مجھے اٹھارہ ہزار سال کوئی خطاب نہ فرمایا گیا۔ پھر دریافت
فرمایا گیا۔ جبریل تمہیں کس نے پیدا کیا اور میں کون ہوں؟ میں نے عرض کیا۔
اے پروردگار! تو میرا خالق ہے اور رازق ہے تو ہی زندہ کرنے والا اور مارنے والا

ہے۔ پھر اٹھارہ ہزار سال مجھے خطاب سے نہ نوازا گیا۔ پھر مجھے خطاب ہُوا میں
کون ہوں اور تم کون ہو! میں نے عرض کی۔ تو اللہ ہے اور خالق ہے۔ میں عبد ہوں
اور عاجز۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبریل تم نے صحیح کہا۔ میں نے عرض کی۔ اے اللہ!
مجھ کو پیدا کرنے سے پہلے تو نے کوئی اور مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے؟ حکم ہُوا۔ سامنے
دیکھو۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک نور چمک رہا تھا۔ اور اس کی ضیاؤں سے میری آنکھیں
چندھیائی جا رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا اللہ یہ نور کیا ہے؟ فرمایا۔ یہ نور اس
شخصیت کا ہے، جس کی خاطر میں نے تجھے پیدا کیا۔ تمام فرشتوں کو اور دوسری
مخلوقات صرف اسی کی برکت سے پیدا کروں گا۔ عرش، کرسی، لوح و قلم، بہشت
دوزخ۔ زمین و آسمان اسی ہستی کے طفیل عالمِ وجود میں آئیں گے۔ (معارج النبوت رکن دوم ص۲۵)

حضرت آدم علیہ السلام کی زبانی میلادِ حضور

شرح تعرف میں لکھا ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے
پایہ عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا، تو سرکار کا رتبہ ذہن میں مرتسم
ہوگیا۔ بہشت میں داخل ہوئے، تو مشرق و مغرب، در و دیوار، اشجار و اثمار، عرش
و کرسی، لوح، قلم، مدارجِ جنان کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جو نامِ محمد صلے اللہ علیہ
وسلم سے آراستہ نہ ہو۔ ایک دن حضرت شیث علیہ السلام سے گفتگو کر رہے تھے
حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے والدِ مکرم سے پوچھا کہ آپ کا مرتبہ بلند ہے یا کہ
حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ بیٹا! محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں میری ایک ہی بات یاد رکھ لو جو مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے
لولاك لما خلقت الافلاك ولا الدنيا ولا الاٰخرة ولا السمٰوات ولا الارض
ولا العرش ولا الكرسى ولا اللوح ولا القلم ولا الجنة ولا النار لولا

(معارج النبوت رکن دوم ص۲۷)

...محمد ما خلقتك یا آدم
ترجمہ: اے محبوب! اگر آپ مقصود نہ ہوتے، تو میں یہ سارے افلاک کو خلق نہ
...ا۔ اور نہ دنیا کو نہ آخرت کو نہ آسمانوں کو نہ زمینوں کو نہ عرش و کرسی کو، نہ
...ح و قلم کو اور نہ جنت و دوزخ کو۔ اگر ہستئ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مقصود
...ہوتے تو اے آدم تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ (یہ اجرام علویہ اور اجسام سفلیہ سب
...مہاری خاطر بنائے گئے ہیں، مگر تم میرے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بنائے
...گئے ہو۔)

حضرت شیث علیہ السلام کی زبانی میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خلاصۃ الحقائق میں لکھا ہے، کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر وارد ہوئے تو
...اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا۔ کہ اپنے بیٹے حضرت
...شیث علیہ السلام سے عہد لیں کہ وہ اس عہد پر کاربند رہیں کہ وہ نورِ کامل السرور
...سید الانبیاء سند الاصفیا صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صورت میں ناراض نہ کریں یہ وصیت
...نسل در نسل جاری رکھنا۔ پھر جب تک حضرت شیث علیہ السلام زندہ رہے، ان کی
...زبان پر درود مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جاری رہا۔ (معارج النبوت رکن دوم ص۳۱)

حضرت نوح علیہ السلام کی زبانی میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے میں مصروف تھے حکم ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار
تختے بنائے جائیں۔ ان تمام پر اسماءِ انبیاء علیہم السلام لکھو۔ آغاز ہمارے نامِ نامی سے کرو
اور ختم میرے حبیب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر کرو۔ جبرئیل بتاتے گئے۔ حضرت نوح

علیہ السلام تمام اسماء لکھتے گئے۔ خدائے رب العالمین کے نام سے آغاز کیا جب آخری اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کندہ کیا گیا تو غیب سے آواز آئی۔ یا نوح الأن قد تمت سفینتک اے نوح اب تمہاری کشتی مکمل ہو چکی ہے۔ (معارج النبوت رکن دوم صـ۱۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث بیان کی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بہشت کو خواب میں دیکھا۔ بہشت کی وسعت زمین آسمان کی وسعت کے برابر ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی۔ اے اللہ یہ مبارک جگہ اور پرامن مقام کس کی ملکیت ہے؟ آواز آئی۔ اعدت لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم وامتہ "یہ تیار کی گئی ہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے لیے" تو ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ یارب اجعلنی من امتہ صلے اللہ علیہ وسلم "اے اللہ مجھ کو آپ کی امت میں بنا"۔ (معارج النبوت رکن دوم صـ۱۳)

حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت یوسف علیہ السلام کو چاہِ کنعان میں بعض غیبی احوال واضح ہوئے۔ حور و قصور دیکھے عرشِ مجید کے گرد ملائکہ کو مشغولِ استغفار پایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے بارے میں پوچھا تو آپ کو بتایا گیا کہ نامِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس مصیبت سے نجات چاہو۔

(معارج النبوت رکن دوم صـ۳۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا
تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا ہوئی تو آپ فرطِ
مسرت میں کھڑے ہو کر بارگاہِ الٰہی میں دعا کرنے لگے۔ اے اللہ تو نے مجھے بہت
بڑی نعمت سے نوازا ہے جو اس سے پہلے کسی کے حصہ میں نہیں آئی۔ وحی آئی
الیٰ اے موسیٰ میں نے اپنے بندوں کے دلوں پر نگاہ کی تو تمہارے دل کو خالص پایا
یہی وجہ ہے کہ میں نے تجھے اپنی رسالت اور کلام سے سرفراز فرمایا۔ فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ
وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۔ "میں نے جو تمہیں عطا کیا ہے، لے لو اور شکر گزار بن جاؤ"
وت علی التوحید وعلی حب محمد صلی اللہ علیہ وسلم "اور توحید
اور حب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر زندگی کا خاتمہ کردو"۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے دریافت کیا۔ یا اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں جن کی محبت تیری توحید
کے ساتھ مقرون ہے۔ جن کا اسم گرامی موت کے وقت بھی مقرون ہے۔ فرمایا
اے موسیٰ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں جن کا نامِ نامی عرشِ عظیم کے کنگروں پر
لکھ دیا تھا۔ فرمایا۔ اے موسیٰ! تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے نزدیک اتنا رہوں جتنی
تمہاری بات تمہاری زبان سے، تمہارا خیال تمہارے دل سے، تمہاری روح تمہارے
بدن سے۔ تمہاری بصارت تمہاری آنکھ سے، تمہاری سماعت تمہارے کانوں سے،
تمہاری آنکھوں کی سیاہی سفیدی سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اے اللہ
میری خواہش تو یہی ہے کہ میں تیرے قریب تر رہوں۔ فرمایا۔ موسیٰ! اگر یہ چاہتے ہو
تو پھر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر بے پناہ درود پاک پڑھا کرو۔

(مدارج النبوت رکن دوم ص ۲۵)

حضرت داؤد علیہ السلام کی زبانی میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ اے اللہ جب بھی میں زبور کی تلاوت کرتا ہوں تو مجھے ایک نور نظر آتا ہے۔ میرا محراب خوشی سے جھومنے لگتا ہے۔ میرا قلب راحت محسوس کرتا ہے۔ میرا حجرہ منور ہو جاتا ہے یا اللہ وہ نور کیسا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ نورِ محمدی ہے۔ میں نے اسی نور کے طفیل دنیا آخرت آدم حوا جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بلند آواز سے نام محمد کا نعرہ لگایا تو پرندے، جنگلی وحشی، کوہ و دشت، بیابان، صحرا گونج اٹھے۔ اے داؤد آپ نے صحیح کہا۔ اس دن کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام جب بھی زبور کی تلاوت فرمانے لگے تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیتے تھے۔

(معارج النبوت رکن دوم صـ ۳)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبانی میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

امام ثعلبی نے اپنی کتاب عرائس میں بیان فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تمام لشکر سمیت یمن جا رہے تھے۔ یہ لشکر ہوا میں اڑتا جا رہا تھا۔ جب مدینہ پاک کی زمین پر سے گزرا تو فرمانے لگے یہ مقام نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا دار الہجرہ ہے۔ وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہوں گے جو اس نبی کی اتباع کریں گے۔ اور دولتِ ایمان سے مالا مال ہوں گے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی زبانی میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو سوار

دکھائے ہیں۔ ایک گدھے پر سوار تھا، ایک اونٹ پر۔ گدھا سوار ماہتاب و آفتاب کے حسن کا مالک تھا۔ یہ حضرت عیسٰے علیہ السلام تھے۔ مگر شتر سوار ماہتاب و آفتاب کے حسن کو شرمارہا تھا۔ یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ (کتاب معارج النبوت صـ ۲۸)

حضرت عیسٰے علیہ السلام کی زبانی میلادِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

امام ثعلبی نے عرائس میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عیسٰے علیہ السلام کے حواریین مچھلی کا شکار کر رہے تھے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے پوچھا کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگے۔ مچھلی کا شکار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ آؤ میرے ساتھ بنی آدم کا شکار کریں۔ انہوں نے پوچھا۔ اے نوجوان! تمہارا کیا نام ہے۔ اور کیا کام کرتے ہو؟ آپ نے بتایا۔ میں عیسٰی بن مریم ہوں۔ اللہ کا بندہ ہوں اور رسول بھی۔ انہوں نے دریافت کیا۔ کیا آپ سے بڑھ کر کسی اور رسول کو مرتبہ ملا ہے! فرمایا۔ ہاں۔ پیغمبر آخر الزمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ اگر میں ان کے نعلین پاک میں کھڑا ہو سکوں تو میری خوش قسمتی ہے۔ (کتاب معارج النبوت صـ ۳۵ رکن دوم)

اس وقت کے حالات جب کہ آپ شکمِ مادر میں سکون پذیر تھے

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان من دلالۃ حمل آمنۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کل دابۃ لقریش نطقت تلک اللیلۃ ای التی حمل فیہا ای فی الیوم قبلہا برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ای بناء علی ما ھو الظاھر مما تقدم انہ حین وقع علیہا انتقل الیہا ذلک النور وقالت حمل

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ورب الکعبۃ ولم یبق سریر ملک من ملوک الدنیا الا اصبح منکوسا۔

ترجمہ حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک میں آنا اس پر یہ دلالت ہے کہ جتنے بھی چوپائے قریش کے تھے، وہ سب اس رات بولنے لگے اور ایک دوسرے کو بشارتیں دیتے تھے کہ آج آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوگئے ہیں۔ اور ہر تے کہنے لگے کہ رب کعبہ کی قسم آج حضور صلے اللہ علیہ وسلم صلب والد سے بطنِ مادر میں تشریف لے آئے۔ اب تمام دنیا کے بادشاہوں کے تخت قائم نہ رہیں گے یہاں تک کہ صبح اوندھے پائے جائیں گے۔ (سیرت حلبیہ جلد اوّل ص۷۶)

وعن کعب الاحبار رضی اللہ عنہ ان فی صبیحۃ تلک اللیلۃ اصبحت اصنام الدنیا منکوسا **ترجمہ** حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بے شک جب اس رات کی صبح ہوئی، صبح کو دنیا کے تمام بت منہ کے بل اوندھے پڑے تھے۔ (سیرت حلبیہ جلد اوّل ص۷۶)

ای وکانت تلک السنۃ التی حمل فیہا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقال لہا سنۃ الفتح والابتہاج فان قریشا کانت قبل ذلک فی جدب وضیق عظیم فاخضرت الارض وحملت الاشجار واتاھم الرغد من کل جانب فی تلک السنۃ قد اذن اللہ تلک السنۃ لنساء الدنیا ان یحملن ذکورا کرامۃ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ترجمہ اور ہوا جس سال میں حمل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی والدہ محترمہ کے شکم مبارک میں کہا جاتا ہے اسے فتح اور فراخی کا سال۔ بے شک اس سے پہلے قریش بڑی تنگی میں تھے۔ زمین سے ہر شے اگ آئی اور ہر شجر ثمرات سے پُر ہوگیا۔ اور اس سال جس طرف دیکھا جاتا تھا

شی ہی خوشی تھی ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اس سال میں تمام دنیا کی عورتیں جو حاملہ تھیں ، وہ لڑکے جنیں ۔ یہ بزرگی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے ۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۲۴)

(سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۷) (انوار محمدیہ صفحہ ۱۵)

لما فاتهن من حسنه وجماله وبقى عبد الله فى صحبة آمنة والنور يتلالأ فى جبهته وفرت وحوش المشرق الى وحوش المغرب بالبشارات وكذلك اهل البحار يبشر بعضهم بعضا ۔ وله فى كل شهر من حمله نداء فى الارض ونداء فى السماء ان ابشروا فقد آن ان يظهر ابو القاسم محمد المصطفى صلى الله عليه وسلم

ترجمہ: حضرت عبد اللہ کی پیشانی میں نورِ محمدی جلوہ گر ہو گیا ۔ جب ہی نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ کے بطن اقدس میں آیا تو مشرق کے جانور مغرب کے جانوروں کو بشارت دینے کے لئے دوڑے ۔ اسی طرح مغرب کے جانور مشرق کے جانوروں کی طرف دوڑے اور اسی طرح سمندر کے جانوروں نے بھی ایک دوسرے کو خوش خبریاں دیں ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حمل کے ہر مہینے ایک ندا آسمان میں اور ایک ندا زمین میں دی جاتی کہ خوش خبری ہو ۔ ابو القاسم محمد مصطفےٰ کے ظہور کا وقت قریب ہے ۔ جن کے دم قدم سے چمن عالم میں بہار آئے گی اور ہر طرف امن و برکت کا دور دورہ ہو گا ۔ (کتاب نعمت کبریٰ صفحہ ۲۴) (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۷)

قالت آمنة لما حملت بحبيبى محمد صلى الله عليه وسلم فى اول شهر من حملى وهو شهر رجب الاصم بينما انا ذات ليلة فى لذة المنام اذ دخل على رجل مليح الوجه طيب الرائحة والانوار لائحة وهو يقول مرحبا بك يا محمد قلت له من انت؟ قال انا آدم ابو البشر قلت له ما تريد قال البشرى يا آمنة فقد حملت بسيد البشر وفخر ربيعة ومضر

ولمّا كان الشهر الثانى دخل علىّ رجل وهو يقول السلام عليك يا رسول الله قلت له من انت قال انا شيث قلت له ما تريد قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بصاحب التاويل والحديث ولمّا كان الشهر الثالث دخل علىّ رجل وهو يقول السلام يا نبى الله قلت له من انت قال انا ادريس قلت ما تريد قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بالنبى الرئيس ولما كان الشهر الرابع دخل علىّ رجل وهو يقول السلام عليك يا حبيب الله قلت له من انت قال انا نوح قلت له ما تريد قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بصاحب النصر والفتوح ولما كان الشهر الخامس دخل علىّ رجل وهو يقول السلام عليك يا صفوة الله قلت له من انت قال انا هود قلت ما تريد قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بصاحب الشفاعة العظمى فى اليوم الموعود ولمّا كان الشهر الخامس دخل علىّ رجل وهو يقول السلام عليك يا رحمة الله قلت له من انت قال انا ابراهيم الخليل قلت له ما تريد قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بالنبى الجليل ولما كان الشهر السابع دخل علىّ رجل وهو يقول السلام عليك يا من اختاره الله قلت له من انت قال انا اسماعيل الذبيح قلت له ما تريد قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بالنبى الرجيح المليح ولما كان الشهر الثامن دخل علىّ رجل وهو يقول السلام عليك يا خيرة الله فقلت له من انت قال انا موسى بن عمران قلت له ما تريد قال ابشرى يا آمنة فقد حملت بمن ينزل عليه القرآن ولما كان الشهر التاسع دخل علىّ رجل

وسو یقول السلام علیك یا ذ تد ر سول اللہ دنی القرب منك یا
رسول اللہ قلت لہ من انت قال انا عیسی بن مریم قلت له ما ترید
قال ابشری یا آمنۃ فقد حملت بالنبی المکرم والرسول المعظم
صلے اللہ علیہ وسلم

ترجمہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میرے بطن میں جلوہ گر ہوا۔ تو حمل کے پہلے مہینے جو رجب کا مہینہ تھا، ایک رات جب میں اپنے گھر میں سو رہی تھی تو خواب میں دیکھتی ہوں کہ مرد کامل جس کے چہرے سے ملاحت ٹپک رہی تھی جس سے عمدہ خوشبو آرہی تھی میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا مرحبا یا محمد۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہا میں ابوالبشر آدم ہوں۔ میں نے پوچھا۔ آپ کس لئے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا۔ اے آمنہ بشارت ہو کہ تم سید البشر فخر ربیعہ ومضر سے حاملہ ہو۔ جب دوسرا مہینہ ہوا، اسی طرح ایک اور شخص میرے پاس آیا اور کہہ رہا تھا۔ السلام علیك یا رسول اللہ۔ میں نے کہا۔ آپ کون ہیں؟ فرمایا۔ میں شیث ہوں۔ میں نے کہا آپ کیسے آئے ہیں تو فرمایا کہ اے آمنہ خوش خبری ہو کہ تم صاحب تاویل وحدیث سے بارور ہو۔ جب تیسرا مہینہ ہوا، تو ایک اور صاحب میرے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ السلام علیك یا نبی اللہ۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں ادریس ہوں۔ میں نے کہا۔ آپ کیسے آئے؟ فرمایا۔ اے آمنہ بشارت ہو کہ تم نبیوں کے سردار سے حاملہ ہو۔ جب چوتھا مہینہ ہوا، ایک بزرگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ السلام علیك یا حبیب اللہ۔ میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ فرمایا۔ میں نوح ہوں۔ میں نے کہا۔ آپ کیسے تشریف لائے؟ فرمایا اے آمنہ خوش خبری ہو کہ تم نبی محترم صاحب نصرت وفتح سے حاملہ ہو۔ جب

پانچواں مہینہ ہوا تو اسی طرح ایک حضرت میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا صفوۃ اللہ۔ میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ فرمایا میں ھُود ہوں۔ میں نے کہا۔ آپ کیسے آئے؟ فرمایا۔ اے آمنہ بشارت ہو کہ تم اس نبی معظم سے حاملہ ہو، جو قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ کے مالک ہوں گے۔ جب چھٹا مہینہ ہوا تو ایک بزرگ میرے پاس اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا رحمۃ اللہ۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہنے لگے۔ میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ میں نے کہا۔ کیسے تشریف آوری ہوئی؟ فرمانے لگے۔ اے آمنہ خوشخبری ہو کہ تم نبی جلیل صلے اللہ علیہ وسلم سے بارور ہو۔ جب ساتواں مہینہ ہوا، تو اسی طرح ایک بزرگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا من اختارہ اللہ۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا۔ میں اسماعیل ذبیح اللہ ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ کیسے تشریف لائے؟ فرمایا۔ اے آمنہ خوش خبری ہو۔ تم نبی رجیح و ملیح سے بارور ہو۔ جب آٹھواں مہینہ ہوا، تو ایک صاحب میرے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا خیرۃ اللہ۔ میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ کہنے لگے، میں موسیٰ ہوں۔ میں نے کہا۔ آپ کیسے آئے؟ تو کہنے لگے کہ خوش خبری ہو اے آمنہ، تم صاحب قرآن نبی سے حاملہ ہو۔ جب نواں مہینہ ہوا تو اسی طرح ایک بزرگ میرے پاس تشریف لائے۔ اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا خاتم رسل اللہ۔ میں نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ فرمانے لگے، میں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ میں نے کہا۔ آپ کیسے آئے؟ تو کہا کہ اے آمنہ خوش خبری ہو کہ نبی مکرم رسولِ معظم صلے اللہ علیہ وسلم سے بارور ہو۔

(نعمتِ کبریٰ صفحہ ۴۵) (میلاد نبوی ابن جوزی صفحہ ۳۶)

ة قال الواقدى رحمه الله لمّا كان اوّل ليلة من الربيع الاول
الرسل لامه منه السّرور والهناءة وفى الليلة الثانية بشرت بنيل المُنىٰ
ان الليلة الثالثة قيل لأمنة ياأمنة حان وقت من يقوم بحمدنا
شكرنا. وفى الليلة الرابعة سمعت آمنة تسبيح الملئكة معلنا.
ن الليلة الخامسة رأت آمنة فى منامها الخليل وهو يقول البشرى
لسيد النبى الجليل. صاحب النور والبهاء والفضل والعزّ والثناء.
ت الليلة السادسة ظهرت الانوار فى الاقطار لصاحب المدائح
الثناء. وفى الليلة السابعة حجّت الملئكة بيت آمنة فما فترعنها
لفرح ولاوَنَا وفى الليلة الثامنة نادى لسان الفرح والسرور الهنا
فقال قد قرب ميلاده ودنا. وفى الليلة التاسعة نادى منادى
عطف عن ساحة العطف فزال عنها الهمّ والعنا. وفى الليلة العاشرة
ستبشر الخيف ومنى. وفى الليلة الحادية عشر بميلاده تباشر
اهل الارض والسماء. وفى الليلة الثانية عشر قالت آمنة وكانت ليلة
مقمرة وليس فيها ظلام. وكان عبد المطلب قد اخذ اولاده وانطلق
نحو الحرم يصلح ما تهدم من جدرانه. ولم يبق عندى احد.
لا انثى ولا ذكر. فبكيت على وحدتى وقلت واوحدتاه. لا امرأة تعقد فى
لاخل يوم لسنى ولاجارية تسندلى. قالت آمنة ثمّ نظرت الى ركن
المنزل فاذا هو قد انشق وخرج منه اربع نسوة طوال كانّهن الاقمار
ة. قد غشتها الانوار متازرات بأزر بيض. يفوح المسك من اردتهن
لا كانهن من بنات عبد مناف. فتقدمت الاولى منهن وقالت مَن مثلكِ
الياآمنة وقد حملت بسيد البشر وفخر ربيعة ومضر. ثم جلست

عن يميني فقلت لها من انت. قالت انا حوّاء ام البشر (رضی الله عنها)
ثمّ تقدمت الثانية منهن وقالت من مثلك يا آمنة وقد حملت بالطهر
الطاهر والعلم الزاهر والبحر الزاخر والنور الباهر والسر الظاهر. ثم جلست
عن شمالی فقلت لها من انت؟ قالت انا سارة امرأة الخليل (رضی الله عنها)
ثم تقدمت الثالثة منهن وقالت من مثلك يا آمنة وقد حملت
بالحبيب الاسنى صاحب المدح والثناء. ثم جلست من وراء ظهری
فقلت لها من انت؟ قالت انا آسية بنت مزاحم (رضی الله عنها)
ثم تقدمت الرابعة منهن وهی اكثرهن هيبة واحسنهن بهجة
وقالت من مثلك يا آمنة وقد حملت بصاحب البراهين والمعجزات
والآيٰت والدلالات سيد اهل الارض والسموات. عليه من
الله تعالى افضل الصلوات واكمل التسليمات. ثم جلست بين يدیّ
وقالت الق بنفسك علیّ وميلی بكلك الیّ فقلت لها من انت؟
قالت انا مريم بنت عمران (رضی الله عنها) نحن دایاتك وقوابل
المصطفٰی صلی الله عليه وسلم

ترجمہ: امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ربیع الاول کی پہلی شب ہوئی، توحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو آپ کی ذاتِ اقدس سے عجیب کیف وسرور حاصل ہوا۔ دوسری شب حصولِ مقصد کی بشارت دی گئی۔ تیسری شب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہوکر کہا گیا۔ اے آمنہ! اب اس جانِ عالم کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے۔ وہ اللہ کی حمد وثنا اور شکر بجالائیگا۔ چوتھی شب حضرت آمنہ نے ملائکہ کی بلند آوازسے تسبیح سنی۔ پانچویں شب حضرت آمنہ نے خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی زیارت کی۔ وہ فرمارہے تھے۔ اس نبی جلیل کی

س خبری ہو جو صاحب نور و جمال اور فضل و کمال کے مالک ہیں اور تعریف
جن کو سزاوار ہے۔ چھٹی شب صاحب مدح و ثنا حضور سید الانبیاء
انوار سارے عالم میں جلوہ گر ہو گئے۔ ساتویں شب ملائکہ حضرت آمنہ
مکان پر آئے۔ جس سے خوشیاں دوبالا ہو گئیں۔ آٹھویں شب مبارک
ں کے فرشتے نے ندا کی کہ حضور سرورِ کائنات کی ولادت کا وقت قریب
لیا ہے۔ نویں شب لطف و مہربانی کے فرشتے نے ندا کی کہ حضور کی والدہ ماجدہ
غم والم زائل ہو گئے۔ دسویں شب ضعیف و منحنی نے بشارت دی۔ گیارھویں
شب زمین و آسمان والوں نے ایک دوسرے کو حضور کی ولادت باسعادت
ن خوش خبری دی۔ بارھویں شب حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ چاندنی رات تھی حضرت
عبدالمطلب اپنی اولاد کو لے کر حرم کی طرف گئے ہوئے تھے۔ تاکہ دیواروں کی
مت کریں۔ میرے پاس اس وقت کوئی نہ تھا۔ نہ کوئی مرد، نہ کوئی عورت،
میں اپنی تنہائی پر غمگین تھی۔ اور کہہ رہی تھی۔ ہائے یہ تنہائی۔ اس وقت نہ کوئی
عورت ہے جو میری مدد کرے۔ نہ کوئی سہیلی ہے جو غمخوار بنے۔ نہ کوئی کنیز ہے جو
مجھے سہارا دے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ پھر میں نے اپنے مکان کے ستون
کی طرف دیکھا۔ کیا دیکھتی ہوں، کہ چاند سی، دراز قد چار عورتیں اس سے ظاہر
ہوئیں۔ انہیں انوار نے ڈھانپ رکھا تھا۔ انہوں نے سفید رنگ کی چادریں،
لپیٹ رکھی تھیں، جن سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ
وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہیں۔ ان میں سے پہلی آگے بڑھیں۔ اور کہا۔ اے آمنہ
تمہاری مانند کون ہے کہ تم سید البشر اور فخر ربیعہ و مضر سے حاملہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ
میری دائیں جانب بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں! کہنے لگیں۔ میں سب
انسانوں ... پھر دوسری آگے بڑھیں۔ اور کہا۔ اے آمنہ آج تم

فخر کرو کہ تم اس ہستیٔ مقدس سے حاملہ ہو، جو پاک صاف، علم کا مینارہ اور معارف کا بحرِ بیکراں۔ نورِ مجسم اور کائنات کا کھلا راز ہے۔ یہ کہہ کر وہ میری بائیں جانب بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں! کہنے لگیں۔ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بیوی سائرہ ہوں۔ پھر تیسری آگے بڑھیں۔ اور کہا۔ اے آمنہ! آج تم سب سے بہتر ہو کہ تم اس ذات اقدس سے حاملہ ہو جو باری تعالیٰ کے حبیبِ اعظم اور صاحبِ مدح وثنا ہیں۔ یہ کہہ کر وہ میری پشت کی جانب بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہنے لگیں۔ میں آسیہ بنت مزاحم ہوں۔ پھر چوتھی آگے بڑھیں۔ وہ ان سب سے پرشکوہ، ذی وجاہت اور حسین وجمیل تھیں۔ اور کہا۔ اے آمنہ! تیری مانند آج کون ہے؟ کہ تم اس فخرِ عالم سے حاملہ ہو، جو معجزات کے مالک، دلائل وآیات کے حامل اور اہلِ زمین و آسمان کے سردار ہیں۔ اور حضور پر اللہ تعالیٰ کا بہترین اور کامل ترین صلوٰۃ وسلام ہو۔ یہ کہہ کر وہ میرے سامنے کی طرف بیٹھ گئیں۔ اور فرمایا۔ اے آمنہ اپنا جسم میری طرف مائل کرو۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہنے لگیں۔ میں مریم بنت عمران ہوں۔ ہم تمہاری دائیاں ہیں۔ اور ولادتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت انجام دینے آئی ہیں۔

(انوار محمدیہ صـ۱۴) (نعمت کبریٰ صـ۶۴، ۶۵) (میلاد النبوی از محدث ابن جوزی صـ۴۰)
(سیرت حلبیہ جلد اول صـ۸۶) (مواہب اللدنیہ جلد اول صـ۲۱۲)

بلب مسیح شفائے او	بیدِ کلیم عصائے او
بسرِ خلیل عطائے او	ہمہ عالمست گدائے او
بلغ العلیٰ بکمالہ	کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ وآلہ
ہمہ نوریاں بہ ثنائے او	ہمہ عرشیاں بہ دعائے او

ہمہ فرشیاں بولائے او | ہمہ عرش و فرش برائے او
بلغ العُلیٰ بکمالہ | کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ | صلوا علیہ وآلہ

ملائک آمنہ خاتون کو مژدہ سناتے ہیں | ابو القاسم محمد مصطفےٰ تشریف لاتے ہیں
حبیب اللہ کی امّ القریٰ میں آمد آمد ہے | شواہد قدرتِ حق کے خلائق کو دکھاتے ہیں
اگر کعبہ کی دیواریں کریں سجدہ عجب کیا ہے | کہ مصداقِ دعائے حضرت ابراہیم آتے ہیں
فرشتے منتظر تھے آمنہ خاتون کے گھر میں | کہ اب حضرت جمالِ حق نما اپنا دکھاتے ہیں
حرم سے تا بہ ملکِ شام روشن ہے زمین یکسر | کہ دار الملک جن کا شام ہے وہ شاہ آتے ہیں

قالت آمنة فاستانست بهن وجعلت انظر الی الاشباح وهم یدخلون علی افواجا ونظرت الی منزلی فاذا هو قد اعتکر علیّ باصوات مشتبهات ولغات مختلفات الغالب علیها السریانیة ـ قالت آمنة ثم نظرت فی تلك الساعة فاذا الشهب یتطایرون یمینا وشمالا ثم ان الله الکریم امر الامین جبرائیل علیه السلام ان یا جبرائیل صف الاقداح الارواح فی اقداح الشراب یا رضوان زین الکواعب الاتراب وافتح نوافح المسك الزکیة لظهور محمد سید البریة ـ یا جبرائیل انشر سجادات القرب والوصال لصاحب النور والرفعة والاتصال یا جبرائیل مر مالکا ان یغلق ابواب النیران ـ یا جبرائیل قل لرضوان ان یفتح ابواب الجنان ـ یا جبرائیل البس حلة الرضوان ـ یا جبرائیل اهبط الی الارض بالملئکة الصافین والمقربین والکروبیین والحافین ـ یا جبرائیل نادِ فی السموات والارض فی طولها والعرض قد آن اوان اجتماع المحب والمحبوب

والطّالب والمطلوب ۔ فامتثل الامين جبرائيل عليه السلام
بامره الرب الجليل جلّ جلاله واوقف الملئكة على جبل
مكّة واحدقوا بالحرم ۔ واجنحتهم كانّها سحابة بيضاء
كافوريّة ۔ فسبّحت الاطيار وحنت الوحوش من القفار كل
ذلك بامر الملك الجليل الجبّار ۔ قالت آمنة فكشف الله عن
بصري فرايت قصور بُصرىٰ من ارض الشام ۔ ورايت ثلثة
اعلام منصوبات علما بالمشرق وعلمًا بالمغرب وعلمًا على
سطح الكعبة ۔ قالت آمنة فبينما انا كذلك واذا انا بطائفة
من الطيور مناقيرهم حُمر كالذهب الاحمر واجنحتهم كالجوهر
الازهر فنشروا فى حجرتى لؤلؤًا ومرجانًا ثم وقفت الطيور
يسبّحون الله تعالى حولى وانا انطق ساعة بعد ساعة والملئكة
تتنزل علىّ افواجًا افواجًا وبايديهم مباخر من ذهب احمر
وفضة بيضاء واطلقوا الند والعود والعنبر والبخور ونعوا اصواتهم
بالصلوٰة والسلام على الرسول المكرم والحبيب المفخم صلى الله
عليه وسلم وشرف وعظم ۔ قالت آمنة وانتشر القمر فوق راسى
كالخيمة واصطفت النجوم على راسى كالقناديل البهيّة واذا
انا بشربة بيضاء كافوريّة اشد بياضا من اللبن واحلىٰ من
السكر والعسل وابرد من الثلج وكان قد لحقنى عطش شديدٌ
فتناولتها وشربتها فلم اجد شيئًا الذّ منها واضاء علىّ
منها نور عظيم ثم نظرت واذا انا بطير ابيض قد دخل
علىّ فى حجرتى ثم مرّ بجناحيه على فؤادى

ترجمہ: حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میں ان بیبیوں سے گھل مل گئی۔ اس وقت مجھے لمبے لمبے نوری پیکر نظر آنے لگے جو جوق در جوق میرے حجرے میں داخل ہوئے۔ ان کی آوازیں ملتی جلتی تھیں لیکن زبانیں مختلف تھیں جن میں سریانی غالب تھی۔ یوں نظر آتا تھا کہ مکان کی دیواریں میری طرف جھکی ہوئی ہیں۔ اور میرے دائیں بائیں نور کے بجے اڑ رہے تھے۔ میلاد شریف کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے جبرائیل! جنت میں پینے کے جام بہترین خوشبوؤں سے بھر دو۔ اور اے رضوان خازنِ جنت! جنتی حوروں سے کہو۔ زیبائش و آرائش کریں۔ مشک پاکیزہ کے نافے کھول دو کہ تمام مخلوقات کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظہور فرمانے والے ہیں۔ اے جبرائیل! محبوبِ اعظم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جو سب سے مقرب اور افضل و اعلیٰ ہیں، قرب و وصال کے سجادے پھیلا دو۔ اور مالک کو حکم دو کہ جہنم کے تمام دروازے بند کر دے۔ رضوان سے کہو، کہ جنت کے تمام دروازے کھول دے۔ اے جبرائیل تم خود بھی بہشتی جوڑا زیب تن کرو۔ اور زمین و آسمان کے شرق و غرب، شمال و جنوب میں منادی کر دو کہ محبوب و محب، مطلوب و طالب کے وصال کا وقت آگیا۔ جبرائیل امین نے رب کریم کے حکم کی تعمیل کی۔ اور فرشتوں کو مکہ کے پہاڑوں میں لا کھڑا کیا۔ ان فرشتوں نے کعبہ شریف کو گھیرے میں لے لیا۔ اطراف و اکناف میں پرندے چرندے گیت گانے لگے۔ اور جنگلوں اور صحراؤں کے جانور میلاد مقدس کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں، کہ وقت

ولادت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے تمام حجابات اٹھا لئے اور مجھے سرزمینِ شام اور بصرہ کے محلات نظر آنے لگے۔ میں نے تین عظیم الشان جھنڈے دیکھے۔ ایک مشرق میں لگایا گیا، ایک مغرب میں، اور ایک کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔ اسی عالم میں مجھے پرندوں کا ایک غول نظر آیا جن کی چونچیں سرخ سونے کی طرح تھیں اور پر آبدار موتیوں کی مانند تھے۔ وہ میرے حجرہ نور میں آکر زر و جواہرات اور لؤلؤ اور مرجان نچھاور کر رہے تھے۔ پھر وہ میرے اردگرد آکر اللہ کی تسبیح کرنے لگے۔ میں انہیں لمحہ بہ لمحہ اپنے سے ہٹاتی۔ اسی دوران میں فرشتے صف بہ صف میرے ہاں اترتے رہے۔ ان کے ہاتھ میں سرخ سونے اور سفید چاندی کی طشتریاں تھیں۔ اور وہ عود و عنبر اور مختلف خوشبوئیں بکھیرتے رہے۔ اور بلند آواز سے رسولِ مکرم، حبیبِ معظم پر اَلصّلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وسلم علیکَ یاحبیب اللہ پڑھنے لگے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ کہ چاند خیمے کی طرح میرے سر پر چھا گیا۔ اور ستارے خوبصورت قندیلوں کی طرح لٹک گئے۔ مجھے سفید اور کافوری شربت پیش کیا گیا۔ جو مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ اور دودھ سے زیادہ سفید۔ شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔ مجھے پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ لہٰذا اسے لے کر پی لیا۔ میں نے اس سے زیادہ لذیذ مشروب کہیں نہیں دیکھا۔ اس کے بعد مجھ پر ایک نورِ عظیم ظاہر ہوا۔ میں نے دیکھا۔ ایک سفید رنگ کا پرندہ میرے کمرے میں آیا اور میرے دل پر سے پرواز کی۔ (مواہب لدنیہ۔ جلد اول ص۱۵۴)

(انوارِ محمدیہ ص۱۵) (نعمت کبریٰ ص۶۴ و ۶۵) (سیرت حلبیہ ص۱۵) (کتاب الوفا ص۹۶)

(میلادِ نبوی از ابن جوزی ص۴۲)

عن ابن عباس .... فوضعت محمد صلے اللہ علیہ وسلم فنظرت الیہ فاذا ھو ساجد قد رفع اصبعیہ الی السماء کالمتضرع المبتھل ثم رایت سحابۃ بیضاء قد اقبلت من السماء حتی غشیتہ فغیبتہ عنی فسمعت منادیا ینادی طوفوا بہ مشارق الارض و مغاربھا وادخلوہ البحار لیعرفوہ باسمہ ونعتہ وصورتہ ثم تجلت عنہ فی اسرع وقت۔ وروی الخطیب البغدادی ان آمنۃ قالت لما وضعتہ علیہ الصلوۃ والسلام رایت سحابۃ عظیمۃ لھا نور۔ اسمع فیھا صھیل الخیل وخفقان الاجنحۃ و کلام الرجال حتی غشیتہ وغیب عنی فسمعت منادیا ینادی طوفوا بمحمد صلے اللہ علیہ وسلم فی جمیع الارض و اعرضوہ علے کل روحانی من الجن والانس والملئکۃ والطیور والوحوش واعطوہ خلق آدم ومعرفۃ شیث وشجاعۃ نوح وخلۃ ابراھیم ولسان اسمٰعیل ورضا اسحٰق وفصاحۃ صالح وحکمۃ لوط وبشری یعقوب وشدۃ موسیٰ وصبر ایوب وطاعۃ یونس وجھاد یوشع وصوت داؤد وحب دانیال ووقار الیاس وعصمۃ یحییٰ وزھد عیسٰے واغمسوہ فی اخلاق النبیین۔

ترجمہ حضرت عبداللہ ابن عباس اپنے والد عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت آمنہ نے فرمایا کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت نور پر لباس بشریت پہن کر تشریف لائے۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا۔ آپ کو

سجدہ میں پایا۔ اور عاجزی کرنے والے کی طرح آپ نے اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کو آسمان کی طرف اٹھا رکھا تھا۔ اور باقی انگلیاں بند تھیں۔ پھر مجھ پر سفید ابر ظاہر ہُوا۔ جس نے آپ کو ڈھانپ لیا اور آپ مجھ سے غائب ہو گئے۔ ایک ندا کرنے والا ندا کر رہا تھا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو جمیع کائنات کا طواف (سیر) کراؤ۔ اور تمام جن، انس، ملائکہ، طیور، درندے، چرندے اور دریاؤں کے رہنے والے، صحراؤں کے رہنے والوں کو آپ کی زیارت کراؤ۔ تاکہ وہ سب آپ کی صورت، سیرت، نعت اور صفت جان لیں۔ آپ کو آدم علیہ السلام کا خلق، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کی شجاعت، ابراہیم علیہ السلام کی خلت، اسماعیل علیہ السلام کی زبان، اسحاق علیہ السلام کی رضاء، صالح علیہ السلام کی فصاحت، لوط علیہ السلام کی حکمت، یعقوب علیہ السلام کی بشارت، موسیٰ علیہ السلام کی شدت قوت، ایوب علیہ السلام کا صبر، یونس علیہ السلام کی طاعت، یوشع علیہ السلام کا جہاد، داؤد علیہ السلام کی آواز، دانیال علیہ السلام کی حب، الیاس علیہ السلام کا وقار، یحییٰ علیہ السلام کی عصمت اور عیسےٰ علیہ السلام کا زہد عطا کرو۔ اور جمیع انبیائے کرام کے تمام اخلاق میں آپ کو غوطہ دو۔ تاکہ جو صفات کائنات میں اعلیٰ و عظمیٰ ہیں، وہ آپ میں سب سے اعلیٰ تر جمع ہو جائیں۔ (مواہب لدنیہ جلد اول ص۱۴) (انوار محمدیہ ص۱۵)

وروی عن عثمان بن ابی العاص عن امہ فاطمۃ قالت لما حضرت ولادۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رایت البیت حین وقع قد امتلا نورًا ورایت النجوم تدنو حتی ظننت انہا ستقع علیّ

ترجمہ: حضرت عثمان بن ابی العاص اپنی ماں فاطمہ سے روایت کرتے ہیں، کہ

ب حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں وہاں حاضر تھی، تو میں
نے دیکھا۔ اس وقت تمام گھر روشن ہوگیا۔ میں نے دیکھا ستاروں
حالہ وہ جھک رہے تھے۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں مجھ پر گر نہ پڑیں۔ (انوار محمدیہ ص۱۶)
(سیرت حلبیہ جلد اول ص۹۱)
کتاب الوفا ص۹۳) (مواہب لدنیہ ص۱۲۳ جلد اول)

ومن عجائب ولادته صلے الله عليه وسلم ما روى من ارتجاج
یوان كسرى وسقوط اربع عشرة شرفة من شرفاته وغيض بحيرة
طبريه وخمود نار فارس وكان لها الف عام لم تخمد كما روى
كثيرون ومن ذلك ما وقع من زيادة حراسة السماء فى الشهب
وقطع رصد الشياطين ومنهم من استرق السمع۔ وولد صلے الله عليه
وسلم مختونا مسرورًا اى مقطوع السرة كما روى عن ابن عمر وغيره

ترجمہ: آپ کے عجائبات ولادت سے یہ بھی ہے، کہ ایوانِ کسریٰ کو زلزلہ
ہوا۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اور طبریہ کا بحیرہ خشک ہوگیا۔ اور
فارس کی آگ بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے نہیں بجھی تھی۔ اور شیطان کی جماعتیں
جو آسمان پر جاتی تھیں اور اسرار کا انتظار کرتی تھیں، ان کا جانا قطع کر دیا گیا
اور شہاب ثاقب جو جنوں کو آگ کے شعلے مارتے ہیں۔ شیاطین کے دفع کے
لئے بھیجے گئے ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوئے اور ناف
کٹے ہوئے تشریف لائے۔ جیسا کہ ابنِ عمر وغیرہ سے روایت ہے۔
(انوار محمدیہ ص۱۷) (مواہب لدنیہ جلد ا ص۱۲۷) (زرقانی شریف جلد اول)

ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا
دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا
خدا نے ناخدائی خود کی انسانی سفینے کی
کہ رحمت بن کے چھائی بارھویں شب اس مہینے کی
مرادیں بھر کے دامن میں مناجاتِ زبور آئی
امیدوں کی سحر پڑھتی ہوئی آیاتِ نور آئی
یکایک ہوگئی ساری فضا تمثالِ آئینہ
نظر آیا معلق عرش تک اک نور کا زینہ
بجائی بڑھ کے اسرافیل نے پُرکیف شہنائی
ہوئی فوجِ ملائک جمع زیرِ چرخِ مینائی
خدا کی شانِ رحمت کے فرشتے صف بصف اترے
پرے باندھے ہوئے سب دین و دنیا کے شرف اترے
سحابِ نور آکر چھا گیا مکے کی بستی پر
ہوئی انوار کی بارش بلندی اور پستی پر
ہوا عرشِ معلٰی سے نزولِ رحمتِ باری
تو استقبال کو اٹھی حرم کی چار دیواری
ابھی جبریل اُترے بھی نہ تھے کعبہ کے منبر سے
کہ اتنے میں صدا آئی یہ عبداللہ کے گھر سے
مبارک ہو کہ ختم المرسلیں تشریف لے آئے
جنابِ رحمۃ للعالمیں تشریف لے آئے

بصد اندازِ یکتائی . بغایت شانِ زیبائی
امیں بنکر امانت آمنہ کی گود میں آئی

حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی
رضاعت مبارکہ کے حالات

رضاع رسول اللہ صلے اللہ علیہ و الہ وسلم: قیل لما عرضوا
مراضع علی النبی السامی الشریف التہامی اعرضت عنہ النساء
لما من اختارھا اللہ لرضاعہ ووفقھا ننشر لواء السعادۃ لحلیمۃ السعدیۃ
ففازت بالقصد ۔ الامنیۃ لانھا حازت قصبات الرھان واخذت
تسبقھا جمل الحلم فی حلیمۃ واللہ رزقھا قیل ولما حملتہ علی
اتانھا وقصارت الرحیل الی اوطانھا والجمال قد طوقھا کانت اذا
مرت بہ علی وادیا بس اخضرت ببرکتہ ونسمع الاحجار تنطق
بسلامھا علیہ والاشجار تخرّ باغصانھا الیہ والحسدۃ قد
ابدت غیظھا وحسدھا ۔ ولما وصلت بہ المنازل وقد حصل
الشرف للنازل رات الارض قد لبست جدیدھا وخلعت خلقھا
وسمعت قائلا یقول بشراک یاحلیمۃ بمولی د ساد جمیع قبائل
العرب وفرتھا ولم تزل فی برکاتہ ۔ قالت حلیمۃ ۔ ولقد اخذتہ
وما فی ثدیی قطرۃ لبن ولقد کن النساء لیس ن الیّ اولادھن حتی
ارضعتھن ای بعد ذلک ولقد کن عندی شیاہ لاتجد فیھن ما
نشربہ ولا ما نعلمہ ادمًا فواللہ لا بنی وضعت یدہ المبارک
علی الاغنام فحلبت ماکفانا الا ربعین بیتا فی تلک اللیلۃ وکنت
اذا ارضعتہ فی المنزل استغنی بہ عن المصباح ولقد قالت لی
ام خولۃ السعدیۃ اتوقدین النار فی منزلک طول اللیل نقلت لا

والله لا اوقد النار ولكنه نور محمد صلى الله عليه واله وسلم
قالت وكان لى من الاغنام سبعة فبقيت ببركته مائة ولقد
حصل لى من الخير حتى كان الصعاليك يعيشون فى كنفى وحملت
اغنامى الجميع فقالت نساء بنى سعد ماشان حليمة فقد كثر
خيرها وكثرت اغنامها ونحن لم تحمل لنا شاة واحدة قالت
حليمة فساق القوم اغنامهم لبلدى وقالوا عودى علينا من بركات
محمد صلى الله عليه وسلم قالت فغسلت رجليه فى الحوض وسقيت
فحملت الغنم جميعا وكثر الخير على الجيران ببركة محمد
صلى الله عليه وسلم وكان اذا انتبه فى الليل طلب الرضاع
ينزل القمر وشاغله ويقول سبحان الله والحمد لله فيقول
النبى صلى الله عليه وسلم ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول
ولا قوة الا بالله العلى العظيم. قالت وكنت معه فى سرور عظيم
ما غسلت له بولا قط الا طهارة ونظافة ولقد كنت اسال الله تعالى
به الحوائج فتقضى. قالت حليمة ثم انه خرج يوما من الايام
مع ولدى ضَمُرَةَ لرعى الاغنام قالت فبينما انا كذلك واذا بولدى
ضمرة يقول يا اماه ان اخى محمد الحجازى اذا وقف لقدميه فى
الوادى اليابس اخضر لوقته وساعته واذا نام فى الشمس تاتيه
غمامة فتظله وياتيه الوحش فيقبل اقدامه واذا مشى على الرمل لا
اثر له يبين واذا مشى على الصخر يغوص تحت قدميه كالعجين ـ
قالت حليمة يا ولدى توصّ باخيك خيرا ولا تعلم احدًا بما ذكرته
قالت حليمة ثم انهما خرجا على عادتهما فبينما انا كذلك واذا بولدى

فنمره يشتد صارخا ويقول يا اماه يا ابتاه ادركى اخى محمد الحجازى
فقد اصيب فما ظنكما تلحقاه الا مقتولا قالت حليمة فانتهينا
فاذا هو قائم منتقع اللون على ذروة جبل سالما من الاهوال
فضممته الى صدرى وقبلت بين عينيه وقلت له يا حبيبى
ما الذى اصابك قال خير يا اماه بينما نحن واقفون اذا قبل
علينا ثلثة نفر كان وجوههم القمر فى يد احدهم ابريق من
الجوهر ملأن من الثلج المذاب بماء الكوثر وفى يد الأخر
منديل من السندس الاخضر فاحتملونى وصعدوا بى هذا الجبل
فاضجعونى على الارض لطيفا وشقوا البطن شقا خفيفا ثم اخرجوا
قلبى وشقوه فلم اجد لذلك ألما ثم اخرجا منه علقة سوداً
فرموا بها وقالوا هذه حظ الشيطان منك فما بقى للشيطان
عليك سبيل ثم غسلوا قلبى بذلك الماء ثم اخرج احدهم
منديلا فنشف به قلبى واحشاه طيبا وقال له املأه كما امرت
بالعلم والحلم والرضوان ثم ردوه الى مكانه فالتام شقى وصار
كما كان فقمت صحيحا سالما بقدرة الله تعالىٰ فقالت حليمة
الحمد لله الذى حياك وعافاك ثم اخذت محمدا وقبلته
وضممته الى صدرى وجئت به الى جده عبد المطلب وسلمته
اليه وخرجت من ضمانه وكفالته صلى الله عليه وسلم والحمد
لله رب العالمين۔ (الميلاد النبوى ابن جوزى ص۵۱)

ترجمہ: مروی ہے کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے والی عورتوں
کے سامنے لایا گیا، تو ان عورتوں نے یتیم جان کر اعراض کیا۔ مگر اس عورت نے دودھ

پلانے کے لیے قبول کر لیا، جسے اللہ تعالےٰ نے اس کی توفیق بخشی۔ چنانچہ یہ نیک بختی کا جھنڈا حضرت حلیمہ سعدیہ کے نصیب میں آیا۔ وہ اپنے مقاصد کی تکمیل میں کامیاب ہو گئی۔ اور اس سعادت کے حصول میں سبقت کی۔ اور اس بنا پر حلم سے حلیمہ ان کا نام ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں ایسا حلم دیا جب انہوں نے حضورؐ کو گود میں لے کر اپنی سواری پر سوار ہو کر وطن کی طرف کوچ کرنے کا قصد کیا قافلہ چلنے لگا تو جب بھی کسی خشک وادی پر یہ قافلہ پہنچتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی۔ اور پتھروں سے سلام کرنے کی آوازیں سنی جاتیں۔ اور درختوں کی ٹہنیاں آپ کی طرف جھک کر سلام کرتیں۔ حاسدین نے اس پر اپنے بغض اور حسد کا اظہار کیا۔ پھر جب وہ اپنی آبادی میں پہنچ گئی اور بستے کے گھر داخل ہوئی تو زمین کو دیکھا کہ اس نے اپنا نیا لباس پہن رکھا ہے اور پرانا لباس اتار دیا ہے۔ یعنی زمین سرسبز و شاداب ہو گئی حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے حضورؐ کو لیا تھا اس وقت میرے سینے میں بہت کم مقدار میں دودھ تھا، لیکن اس کے بعد دودھ کی اتنی فراوانی ہوئی کہ دوسری عورتیں اپنے بچوں کو لے کر میرے پاس آتیں۔ میں ان کو بھی دودھ پلا دیتی تھی۔ ہمارے پاس کچھ بکریاں تھیں مگر اتنا دودھ نہ تھا جسے ہم پی سکیں یا مکھن یا پنیر بنا سکیں لیکن خدا کی قسم! جس دن سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک ان کے تھنوں کو لگا دیا، اس برکت سے ان کے تھنوں میں سے اتنا دودھ، دوہنے لگی کہ چالیس گھروں کے لیے کفایت کرتا تھا۔ اور جب میں حضورؐ کو دودھ پلاتی تھی تو گھر میں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی۔ چنانچہ ام خولہ سعدیہ نے کہا اے حلیمہ کیا تم اپنے گھر میں ساری طویل رات آگ روشن رکھتی ہو؟ میں نے کہا۔ خدا کی قسم میں آگ تو روشن نہیں رکھتی، لیکن یہ نور سید عالم نورِ مجسم نبی مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں۔ میرے پاس صرف سات بکریاں تھیں، جو آپ کی برکت سے بڑھ کر سو تک ہو گئیں۔ اور مجھے اتنی خیر و برکت حاصل ہوئی کہ غریب لوگ میرے یہاں زندگی گزارنے لگے۔ جب میری تمام بکریاں گابھن ہو گئیں تو میرے قبیلے کی عورتیں کہنے لگیں۔ اے حلیمہ! عجب شان ہے، تمہارے یہاں خیر و برکت کی اتنی فراوانی ہے، کہ تمہاری تمام بکریاں گابھن ہو گئیں اور ہماری کوئی بکری گابھن نہ ہوئی۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، کہ بنو سعد قبیلہ کے لوگ اپنی بکریاں میرے پاس لائے اور کہنے لگے۔ اس نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت کا کچھ حصہ ہمیں بھی عنایت فرمایئے۔ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو پانی کے ایک حوض میں دھویا اور وہ پانی ان بکریوں کو پلایا۔ چنانچہ وہ سب کی سب خوب دودھ دینے لگیں اور گابھن بھی ہو گئیں۔ اور میرے ہمسایوں میں حضور کے طفیل خیر و برکت بڑھ گئی۔ حلیمہ بیان کرتی ہیں، کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب دودھ کی خواہش میں رات میں بیدار ہوتے تو چاند اتر کر آپ کو بہلاتا تھا۔ اور عرض کرتا تھا۔ سبحان اللہ والحمد للہ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے۔ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حلیمہ کہتی ہیں۔ میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بڑی خوش و خرم رہتی تھی۔ حلیمہ فرماتی ہیں۔ میں نے کبھی بھی آپ کے پیشاب کو نہ دھویا۔ مگر صرف نظافت اور پاکیزگی کے خیال سے۔ اور مجھے جو بھی حاجت ہوتی، حضورؐ کو گود میں لے کر خدا سے دعا مانگتی، وہ فوراً پوری ہو جاتی۔ اور جب آپ میرے لڑکے ضمرہ کے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے تشریف لے جاتے تو واپسی پر میرے لڑکے مجھ سے کہتے۔ اے اماں! میرے بھائی محمد حجازی صلے اللہ علیہ وسلم حد سے

خشک وادی میں قدم رکھتے ہیں ، تو وہ وادی اسی وقت سرسبز ہو جاتی ہے جب آپ دھوپ میں آرام فرماتے ہیں تو ایک بادل کا ٹکڑا آکر سایہ کر دیتا ہے ۔ اور تمام جنگلی جانور آکر آپ کے قدموں کو بوسہ دیتے ہیں ۔ اور جب آپ ریت پر چلتے تو آپ کا نشانِ قدم ظاہر نہ ہوتا ۔ اور جب آپ پتھر پر چلتے تو پتھر آپ کے نشانِ قدم کو موم کی مانند جذب کر لیتا ۔ حلیمہ نے جواب دیا اے بیٹے یہ تیرے بھائی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی خیر و برکت ہے ۔ جو کچھ تو نے دیکھا ہے ، اس کی کسی کو خبر نہ کرنا ۔ پھر آپ روزانہ میرے لڑکے ضمرہ کے ساتھ جانے لگے ۔ ایک دن عادت کے مطابق دونوں گئے اور میں گھر میں رہی ۔ میرا لڑکا ضمرہ چیختا چلاتا آیا اور کہنے لگا ۔ اے اماں میرے حجازی بھائی کی مدد کو پہنچو ۔ اور میں خیال نہیں کرتا کہ تم لوگ اسے زندہ پاسکو یا نہ ۔ کیونکہ غالبا وہ قتل کر دیئے گئے ۔ حلیمہ بیان کرتی ہیں ، کہ ہم فورًا دوڑتے بھاگتے پہنچے تو دیکھا کہ آپ بے فکر ہر طرح سے محفوظ ایک پہاڑ کے ٹیلے پر کھڑے ہیں اور آپ کا رنگ متغیر ہے ۔ میں نے آپ کو سینے سے چپٹا لیا ۔ اور آپ کی آنکھوں کا بوسہ لیا ۔ پھر میں نے پوچھا ۔ اے میرے پیارے آپ کو کیا مصیبت پہنچی تھی ؟ فرمایا ۔ اے اماں ، خیر ہے ۔ ہم کھڑے تھے کہ اچانک تین آدمی نمودار ہوئے جن کے چہرے چاند کی طرح منور تھے ۔ ایک شخص کے ہاتھ میں جواہرات کا آفتابہ تھا ۔ جو حوض کوثر کے پانی سے بھرا ہوا تھا ۔ اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز حریر کا رومال تھا ۔ وہ مجھے اٹھا کر اس پہاڑ پر لائے ۔ اور بڑے ادب سے زمین پر لٹا لیا ۔ میرے سینے کو خفیف چاک کیا ۔ جس کی مجھے ذرہ بھر درد یا تکلیف محسوس نہ ہوئی ۔ پھر سینے سے سیاہ گوشت کا لوتھڑا نکال کر پھینک دیا ۔ اور کہنے لگے ۔ یہ شیطان کا حصہ ہے ۔ اب تم پر شیطان

تسلط باقی نہ رہا۔ پھر دل کو ابی پانی سے غسل دیا۔ اور ایک نے رومال سے
ک کر کے اسے خوشبو سے معطر کیا۔ اور اس سے اس کے ہمراہی نے
کہ حکم الٰہی کے مطابق اس میں حسلم، علم اور رضائے الٰہی خوب خوب بھر
۔ پھر اسے اپنی جگہ رکھ دیا۔ اور میرا سینہ برابر ہوگیا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ اب
یں قدرت الٰہی سے صحیح وسالم کھڑا ہوں حلیمہ سعدیہ نے کہا۔ اس اللہ
کی حمد، جس نے آپ کو زندہ رکھا اور صحت عطا فرمائی۔ پھر میں نے
آپ کو پکڑا۔ اور بوسہ دیا۔ اور اپنے سینے سے لگالیا۔ اور آپ کو
آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے حضور لے آئی۔ اور ان کے
سپرد کر دیا۔ اس طرح میں اپنی ذمہ داری اور کفالت سے بری الذمہ ہو
گئی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

محفلِ میلاد پر

اعتراضات اور جوابات

واجب الاحترام ناظرین! عجائبات آیات بینات سے ۔کتب تاری
وسیرت اور ذخیرہ کتب احادیث شریف حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
واقعاتِ میلاد شریف سے بھری پڑی ہیں ۔بندہ نے ولادتِ مقدسہ او
رضاعت مبارکہ کا مختصر سا بیان کیا ہے ۔ اور انسان کی عقل وفہم وادراک جن
کی شان کما حقہ بیان کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے ۔ان شاء اللہ العزیز میلاد
شریف کے بارے جو بھی اعتراضات مخالفین سے سنے یا پڑھے جاتے ہیں ، ان
کے جواب بفضلہ تعالےٰ قرآن و احادیث کی روشنی میں دیئے جائیں گے ۔تاکہ
ہر مسلمان عزیز ذرا سا غور کرنے کے بعد توفیقِ الٰہی شامل حال ہوئی تو ضرور بالضرور
اپنے عقیدے کو درست کرے گا ۔لیکن شرط یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
محبت وعظمت کی عینک لگا کر پڑھ کر غور کیا جائے ۔

اعتراض ۱ ۔کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارتیں موجود
پرانا عہد نامہ یا نیا عہد نامہ میں کچھ ملتی ہیں یا نہیں ؟

جواب ۔ کتاب مقدس پرانا عہد نامہ ۔ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی
انار کلی لاہور ۔ کے حوالہ جات پیش خدمت ہیں ۔

۱۱۔ پیدائش ۔ باب ۱۷۔ آیت ۱۵ تا ۲۱

اور خدا نے ابراھام سے کہا۔ کہ ساری جو تیری بیوی ہے، سو اس کو ساری
پکارنا۔ اس کا نام سارہ ہوگا۔ اور میں اسے برکت دوں گا۔ اور اس سے
بھی تجھے ایک بیٹا بخشوں گا۔ یقیناً میں اسے برکت دوں گا۔ کہ قومیں اس
کی نسل سے ہوں گی۔ اور عالم کے بادشاہ اس سے پیدا ہوں گے۔
تب ابراہام سرنگوں ہوا۔ اور ہنس کر دل میں کہنے لگا کہ کیا سو برس کے
بڈھے سے کوئی بچہ ہوگا۔ اور سارہ کے جو نوے برس کی ہے۔ اولاد ہوگی
اور ابراہام نے خدا سے کہا۔ کہ کاش اسمٰعیل ہی تیرے حضور جیتا رہے۔
تب خدا نے فرمایا۔ کہ بے شک تیری بیوی سارہ کے تیرے سے بیٹا
ہوگا۔ تو اس کا نام اضحاق رکھنا۔ میں اس سے پھر اس کی اولاد سے
اپنا عہد جو ابدی عہد ہے۔ باندھوں گا۔ اور اسمٰعیل کے حق میں بھی میں
نے تیری دعا سُنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا۔ اور اسے عزت میں بلند
کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا
ہوں گے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔

۱۲۔ پیدائش ۔ باب ۲۱۔ آیت ۲۰ تا ۲۱

اور سارہ کی لونڈی ہاجرہ کے بیٹے سے بھی ایک قوم پیدا کروں گا۔ وہ قوم
اور ان کا سردار فاران کے بیابان میں بلند آواز سے تکبیر کہیں گے

۱۳۔ استثناء ۔ باب ۱۸۔ آیت ۱۵ تا ۲۰

خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں
میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ اے تمام بنی اسرائیل تم اس
کی سُننا۔ یہ تیری اس درخواست کے مطابق ہوگا۔ جو تو نے خداوند اپنے خدا

سے مجمع کے دن ہورب میں کی تھی، کہ مجھکو نہ تو خداوند اپنے خدا کی آواز پھر
سُننی پڑے۔ اور نہ پھر ایسی بڑی آگ ہی کا نظارہ ہو۔ تاکہ میں مر نہ جاؤں۔
اور خدا نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں، سو ٹھیک کہتے ہیں۔
میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے یعنی بنی اسحاق سے نہیں
بنی اسماعیل سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے
منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا۔ اور
جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا، نہ سنے تو میں اکا حساب
اس سے لوں گا۔

۴۔ استثناء۔ باب ۳۳۔ آیت ۱ تا ۴

اور مرد خدا موسیٰ نے جو دعائے خیر اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو
برکت دی وہ یہ ہے۔ اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے
ان پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور لاکھوں قدسیوں
میں سے آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت ہے۔ وہ
بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔ اس کے سب مقدس لوگ تیرے
ہاتھ پر ہیں۔ اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض
ہوں گے۔

۵۔ استثناء۔ باب ۳۳۔ آیت ۱۹ تا ۲۱

وہ لوگوں کو پہاڑوں پر بلائیں گے۔ اور وہاں صداقت کی قربانیاں گزاریں
گے کیونکہ وہ سمندروں کے فیض اور ریت کے چھپے ہوئے خزانوں سے بہرہ ور
ہوں گے۔ اور جد کے حق میں اس نے کہا جو کوئی جد کو بڑھائے وہ مبارک
ہو۔ وہ شیر کی طرح رہتا ہے۔ اور بازو بلکہ سر کے چاند تک کو پھاڑ ڈالتا ہے۔

اور اس نے پہلے حصے کو اپنے لئے چن لیا۔ کیونکہ شرح دینے والے کا بخرہ وہاں
الگ کیا ہؤا تھا۔ اور اس نے لوگوں کے سرداروں کے ساتھ آکر
خداوند کے انصاف کو اور اس کے احکام کو جو اسرائیل کیلئے
تھے، پورا کیا۔

۶۔ زبور۔ باب ۷۲ آیت ۱ تا ۱۶

اے خدا بادشاہ کو اپنے احکام اور شہزادے کو اپنی صداقت عطا
فرما۔ وہ صداقت سے تیرے لوگوں کی اور انصاف سے تیرے غریبوں
کی عدالت کرے گا۔ ان لوگوں کے لئے پہاڑوں سے سلامتی کے اور
پہاڑیوں سے صداقت کے پھل پیدا ہوں گے۔ وہ ان لوگوں کے غریبوں
کی عدالت کرے گا۔ وہ محتاجوں کی اولاد کو بچائے گا۔ اور ظالم کو ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالے گا۔ جب تک سورج اور چاند قائم ہیں، لوگ نسل در نسل
تجھ سے ڈرتے رہیں گے۔ وہ کٹی ہوئی گھاس پر مینہ کی مانند اور زمین کو
سیراب کرنے والی بارش کی طرح نازل ہوگا۔ اس کے ایام میں صادق
برومند ہوں گے۔ اور جب تک چاند قائم ہے، ہر عذاب سے امن
رہے گا۔ اس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات
سے زمین کی انتہا تک ہوگی۔ بیابان کے رہنے والے اس کے آگے جھکیں
گے۔ اور اس کے دشمن خاک چاٹیں گے۔ ترسیس کے۔ اور جزیروں کے
بادشاہ نذریں گزاریں گے۔ سبا اور سیبا کے بادشاہ اس کے سامنے سر
نگوں ہوں گے۔ کل قومیں اس کی مطیع ہوں گی۔ کیونکہ وہ محتاج کو جب وہ
فریاد کرے اور غریب کو جس کا کوئی مددگار نہیں، چھڑائے گا۔ وہ غریب
اور محتاج پر ترس کھائے گا۔ اور محتاجوں کی جان بچائے گا۔ اور فدیہ دے

کران کی جان کو ظلم اور جبر سے چھڑائے گا۔ اور ان کا خون اس کی نظر میں
بیش قیمت ہوگا۔ وہ جیتے رہیں گے اور سبا کا سونا اس کو دیا جائے گا
لوگ برابر اس کے حق میں دعا کریں گے۔ وہ دن بھر اسے دعا دیں گے
زمین میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر اناج کی افراط ہوگی۔ ان کا پھل لبنان کے
درختوں کی طرح جھومے گا۔

۷۔ یسعیاہ۔ باب ۲۱۔ آیت ۱۳ تا ۱۷

اے ددانیوں کے قافلو تم عرب کے جنگل میں رات کاٹو گے۔ وہ پیاسے
کے پاس پانی لائے۔ تیما کی سرزمین کے باشندے بھاگنے والے سے
ملنے کو نکلے۔ کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی
کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ
سے یوں فرمایا کہ مزدور کے برسوں کے مطابق ایک برس کے اندر اندر
قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیر اندازوں کی تعداد یعنی
بنی قیدار کے بہادر تھوڑے سے ہوں گے۔

۸۔ یسعیاہ۔ باب ۴۲ آیت ۱ تا ۴

دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا دل
خوش ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر ڈالی۔ وہ قوموں میں عدالت
جاری کرے گا۔ وہ نہ چلائے گا اور نہ شور کرے گا۔ اور نہ بازاروں میں
اس کی آواز سنائی دے گی۔ وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا
اور ٹمٹماتی ہوئی بتی کو نہ بجھائے گا۔ وہ راستی سے عدالت کرے گا۔ وہ
ماندہ نہ ہوگا۔ اور ہمت نہ ہارے گا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کر لے
اور جزیرے اس کی شریعت کا انتظار کریں گے۔

۹۔ حبقوق۔ باب ۳ ۔ آیت ۱ تا ۶

اے خداوند میں نے تیری شہرت سنی اور ڈر گیا۔ اے خداوند اسی زمانے
میں اپنے کام کو بحال کر۔ اسی زمانے میں اس کو ظاہر کر۔ قہر کے وقت رحم
کو یاد فرما۔ خدا تیمان سے آیا۔ اور وہ قدوس کوہِ فاران سے بسلاہ۔
اس کا جلال آسمان پر چھا گیا۔ اور زمین اس کی حمد سے معمور ہو گئی۔ اس
کی جگمگاہٹ نور کی مانند ہے۔ اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلتی ہیں اور اس
میں اس کی قدرت نہاں ہے۔ وبا اس کے آگے آگے دوڑتی ہے۔ اور
آتشی تیر اس کے قدموں سے نکلتے ہیں۔ وہ کھڑا ہوا اور زمین تھرا گئی۔ اس
نے نگاہ کی، قومیں بکھر گئیں۔ ازلی پہاڑ پارہ پارہ ہو گیا۔ قدیم ٹیلے جھک گئے
اس کی راہیں ازلی ہیں۔

۱۰۔ ملاکی۔ باب ۳ آیت ۱ تا ۴

دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا۔ اور وہ میرے آگے راہ درست کرے
گا۔ اور خداوند جس کے تم طالب ہو، ناگہاں اپنی ہیکل میں آموجود ہوگا۔ ہاں
عہد کا رسول جس کے تم آرزو مند ہو، آئے گا۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ پر
اس کے آنے کے دن کی کس میں تاب ہے۔ اور جب اس کا ظہور ہوگا، تو
کون کھڑا رہ سکے گا کیونکہ وہ سنار کی آگ اور دھوبی کے صابن کی مانند ہوگا
اور وہ چاندی کو تانے سے صاف کرنے والے کی مانند پاک صاف کرنے والے
کی مانند بیٹھے گا۔ اور بنی لاوی کو سونے اور چاندی کی مانند پاک صاف کریگا
تاکہ وہ راست بازی سے خداوند کے حضور ہدیئے گزرانیں۔

یہ تمام تر حوالہ جات پرانا عہد نامہ یعنی تورات اور زبور اور صحائف سے
پیش کیے گئے۔ جن میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارتیں اور

اوصاف جمیلہ ظاہر و باہر صاف نظر آتے ہیں۔ اب انشاء اللہ نیا عہد نامہ سے
ایسے ہی حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

نیا عہد نامہ

برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور

۱۔ انجیل متی۔ باب ۵۔ آیت ۱ تا ۱۰

وہ اس بھیڑ کو دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور جب بیٹھ گیا تو اس کے شاگرد اس کے آس پاس بیٹھ گئے۔ اور وہ اپنی زبان کھول کر ان کو یوں تعلیم دینے لگا۔ مبارک ہیں وہ جو دل کے نرم ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان کی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں۔ کیونکہ وہ تسلی پائیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں۔ کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں۔ کیونکہ ان پر رحم کیا جائے گا۔ مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب سے ستائے گئے۔ کیونکہ آسمانوں کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔

۲۔ یوحنا کی انجیل۔ باب ۱۔ آیت ۱۹ تا ۲۸

اور یوحنا کی گواہی یہ ہے، کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے، تو اس نے اقرار کیا انکار نہ کیا۔ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ تو انہوں نے اس سے پوچھا۔ پھر کون ہے۔ کیا تو ایلیاہ ہے۔ اس نے کہا۔ میں نہیں ہوں۔ پھر کہا۔ کیا تو وہ نبی ہے؟

...ن جس کی خوش خبری سب نبی دیتے آئے ہیں) اس نے جواب دیا ۔ کہ نہیں
...ں انہوں نے اس سے کہا کہ پھر تو کون ہے تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو کچھ
...ب دیں ۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا ۔ میں جیسا یسعیاہ نبی نے
...ا ہے، بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا
...ر ۔ یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے ۔ انہوں نے اس سے یہ سوال کیا
...ہ اگر نہ تو مسیح ہے، نہ ہی ایلیاہ ہے نہ ہی وہ آنے والا نبی ہے ۔ تو پھر
بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟ یوحنا نے ان سے کہا کہ میں پانی سے بپتسمہ دیتا
...ہوں تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے ۔ جسے تم نہیں جانتے ۔ اور میرے بعد
...جو نبی آنے والا ہے جس کی جوتی کا تسمہ بھی میں کھولنے کے لائق نہیں ہوں ۔

۳ ۔ یوحنا کی انجیل ۔ باب ۱۴ ۔ آیت ۱۵ تا ۱۷

اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے ۔ اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا ۔ جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی روحِ حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی ۔ کیونکہ نہ اُسے دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے ۔

۴ ۔ یوحنا کی انجیل ۔ باب ۱۵ ۔ آیت ۲۶ تا ۲۷

لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا ۔ یعنی روحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے ۔ تو وہ میری گواہی دے گا ۔ اور تم بھی میرے گواہ ہو ۔ کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو ۔

۵ ۔ یوحنا کی انجیل ۔ باب ۱۴ ۔ آیت ۳۰

اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا ۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے
اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں ۔

۶۔ یوحنا کی انجیل ۔ باب ۱۶ ۔ آیت ۱۴ تا ۱۵

مگر اب میں اپنے بھیجنے والے کے پاس جاتا ہوں ۔ اور تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہے ۔ بلکہ اس لیئے کہ میں نے تم سے کہیں تمہارا دل غم سے بھر گیا ۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے ۔ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ فارقلیط (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس نہ آئے گا ۔ لیکن اگر جاؤں گا، تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا ۔ اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا، گناہ کے بارے میں اس لیے کہ دنیا والے مجھ پر ایمان نہیں لاتے ۔ اور راست بازی کے بارے میں اس لیے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں ۔ عدالت کے بارے میں اس لیے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے ۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں لیکن تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے ۔ جب وہ روح حق آئے گا، تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا ۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ کہے گا وہی کہے گا ۔ اور تمہیں آئندہ (یعنی غیب کی) خبریں دے دگا ۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا ۔

۷۔ نبیوں کے اعمال ۔ باب ۳ ۔ آیت ۱۸ تا ۲۳

مگر جن باتوں کی خدا نے سب نبیوں کی زبانی پیشتر خبر دی تھی کہ ان کا مسیح دکھ اٹھائے گا وہ اس نے اس طرح پوری کی ۔ پس توبہ کرو ۔ اور رجوع لاؤ ۔ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں ۔ اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے ۔ ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں، جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے ۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں

موسیٰ نے کہا (اے بنی اسرائیل) کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے (یعنی اسحاق سے نہیں، بنی اسماعیل سے) تمہارے لیے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔ جو کچھ تم سے کہے اس کی سننا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا، وہ امت میں سے نیست ونابود کر دیا جائے گا۔

۸۸۔ نبیوں کے اعمال۔ باب ۷۔ آیت ۳۷ تا ۳۸

یہ وہی موسیٰ ہے جس نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لیے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔

اعتراض ۲ ہمارے شیخ تاج الدین عمر بن علی لخمی اسکندری۔ جو امام فاکہانی کی نسبت سے مشہور ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب المورد فی الکلام علی المولد میں لکھا ہے۔ کہ مجھے کتاب وسنت میں میلاد شریف کی کسی اصل کا علم نہیں ہوسکا۔

جواب فاکہانی صاحب کا یہ کہنا کہ کتاب وسنت میں مجھے میلاد شریف کی کسی اصل کا علم نہیں ہوسکا تو اس سلسلے میں عرض ہے۔ کہ کسی چیز کے علم کی نفی اس کے وجود کی نفی کو مستلزم نہیں۔ یعنی ضروری نہیں کہ جس چیز کا کسی کو علم نہ ہو، وہ چیز درحقیقت موجود ہی نہ ہو۔ اس کی اصل کتاب وسنت میں کئی ایک پائی جاتی ہیں۔

اصل ۱ عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قدم المدینة فوجد الیهود صیاماً یوم عاشوراء فقال لهم رسول الله ماهذا الیوم الذی تصومونه قالوا هذا یوم عظیم انجی الله فیه موسیٰ وقومه وغرق فرعون وقومه فصامه موسیٰ شکرا فنحن نصومه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فنحن احق واولی بموسیٰ منکم فصامه رسول الله صلی

اللہ علیہ وسلم وامر بصیامہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا۔ اس دن روزہ رکھنے کی وجہ کیا ہے۔ تو یہودیوں نے کہا یہ وہ عظیم دن ہے جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی۔ اور فرعون اور اس کی قوم کو اللہ نے غرق کردیا پس موسیٰ علیہ السلام نے یہ شکرانہ ادا کرتے ہوئے یہ روزہ رکھا۔ پس ہم بھی ہر سال اس دن میں شکریہ کے طور پر روزہ رکھتے ہیں۔ پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم زیادہ حق رکھتے ہیں تم سے حضرت موسیٰ کے ساتھ۔ پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

عن ابی موسیٰ قال کان یوم عاشوراء یوما یعظمہ الیھود تتخذہ عیدا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم

ترجمہ: ابوموسیٰ سے روایت ہے۔ کہ یوم عاشوراء یہودیوں کے لئے عظیم دن ہے۔ اور وہ اس دن کو عید کی طرح مناتے تھے۔ پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے صحابہ تم بھی اس دن کا روزہ رکھا کرو۔

عن ابی موسیٰ قال کان اھل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونہ عیدا ویلبسون نساءھم فیہ حلیتھم وشارتھم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فصوموہ انتم

ترجمہ: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی یوم عاشورا کا روزہ رکھتے تھے۔ اور اس دن کو عید کی طرح مناتے تھے۔ نئے لباس اور خوشی کرتے تھے۔ اور ان کی عورتیں اس دن میں اپنے زیور اور ہار سنگھار کرتی تھیں۔ پس فرمایا نبی کریم

صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے صحابہ تم بھی یہ روزہ رکھا کرو۔

(مسلم شریف جلد اول صــ ۳۵۹) (بخاری شریف جلد اول مترجم صــ ۸۱۵)

(ابوداؤد جلد دوم صــ ۲۶۷) (ابو داؤد اعرابی جلد دوم صــ ۳۲۶)

(ترمذی جلد اول صــ ۲۷۲) (ابن ماجہ جلد اول صــ ۵۰۰) (موطا امام مالک صــ ۴۲۰)

(کتاب الام جلد ۸ صــ ۱۵۵) (ابن ابی شیبہ جلد چہارم صــ ۱۹۲) (طبقات ابن سعد جلد اول صــ ۱۴۳)

(فتاویٰ کبریٰ ابن تیمیہ جلد اول صــ ۱۸۲) (جمع الوسائل فی شرح الشمائل جلد دوم صــ ۱۰۱)

اس حدیث کی رو سے یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ کسی اہم دن کی یادگار کو قائم رکھنا جائز بلکہ ضروری ہے۔ بہت لوگ کہہ دیتے ہیں، کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت تو ایک دفعہ ہی ہوئی۔ لیکن یہ ہر سال میلاد شریف منانے کا کیا جواز ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء کا روزہ خود رکھ کر اور صحابہ کرام کو رکھنے کا حکم دے کر یہ ثابت کر دیا کہ موسیٰ علیہ السلام دریا سے ایک ہی دفعہ گزرے تھے۔ اور فرعون اور اس کی قوم دریا میں ایک ہی دفعہ غرق ہوئے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن میں شکریے کا روزہ رکھ کر اور پھر یہودیوں نے سنتِ موسیٰ پر عمل کرتے ہوئے اس دن کو عید کی طرح منایا اور خوشی منائی۔ پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اپنا حق ادا کرتے ہوئے اس دن کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو اس دن روزہ رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نجات کا اور فرعون والوں کے غرق ہونے کا واقعہ ایک ہی دن پیش نہیں آیا تھا؟ لیکن ہر سال اس دن کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے حضور نے روزہ رکھ کر اور صحابہ کرام کو حکم دے کر یہ ثابت کر دیا کہ کسی دن کی اہمیت کے لحاظ سے اس کو ہر سال منانا ضروری ہے۔ اور سنت نبوی اور سنتِ صحابہ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یوم عاشوراء کی اہمیت

کیا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے دن کی اہمیت اس سے کتنی زیادہ ہے۔ یہ بات تب نظر آئے گی کہ نگاہ انصاف کی ہو اور حضورؐ کی محبت اور عظمت کی عینک لگا کر دیکھا جائے۔

اصل ۲ عن ابی قتادۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سُئل عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علیّ۔

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ اس دن میں میری ولادت ہوئی ہے اور اسی دن مجھ پر قرآن پاک کا نزول شروع ہوا۔

(مسلم شریف جلد اول صـ ۳۶۸) (ابوداؤد شریف جلد ۲ صـ ۳۳۳) (ابوداؤد اعرابی جلد ۲ صـ ۳۲۲) (دارمی شریف جلد اول صـ ۲۵۵) (سنن بیہقی جلد ۴ صـ ۲۹۳) (مجمع الوسائل صـ ۱۰۲)

اصل ۳ عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسہ بعد النبوۃ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ خود کیا اعلانِ نبوت کے بعد (بیہقی شریف جلد ۹ صـ ۳۰۰)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر نومولود کا عقیقہ اس نعمت کے حصول کی خوشی میں کیا جاتا ہے۔ اور معتبر روایات سے ثابت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے حضور کا عقیقہ کیا۔ تو آپ نے اپنا عقیقہ بعد از نبوت کر کے شکریہ کے طور پر خوشی منائی۔ ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ولادت کی خوشی کے اظہار کے طور پر عقیقہ کیا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر کلمہ پڑھنے والا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والا اور امتی کہلانے والے پر لازم ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ پر اظہار

خوشی کرے۔ اور اس دن کی اہمیت اور عظمت کا تقاضا بھی یہی ہے۔

اصل ۴۷ قال عروة: وثویبة: مولاة ابی لهب، کان ابولهب اعتقها، فارضعت رسول الله صلی الله علیه وسلم، فلما مات ابولهب اریه بعض اهله فی المنوم بشر حیبة. فقال له: ماذا لقیت؟ فقال ابو لهب: لم الق بعدکم رخاء، غیر انی سقیت فی هذه منی بعتاقتی ثویبه واشار الی النقیر التی بین الابهام والتی یلیها من الاصابع

ترجمہ حضرت عروہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اور ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوش خبری دینے پر اسے آزاد کردیا تھا۔ پھر ثویبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔ پس جب ابولہب مرگیا تو خواب میں گھر کے کسی فرد (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے اسے دیکھا۔ پوچھا کہ بتاؤ تمہارا کیا حال ہے؟ تو ابولہب نے کہا۔ جب سے دنیا چھوڑ کر تم سے جدا ہوا ہوں، سخت عذاب میں ہوں۔ لیکن جس دن ثویبہ کو آزاد کیا تھا، اس دن تخفیف ہوتی ہے۔ اور جس ہاتھ سے ثویبہ کی آزادی کے لئے اشارہ کیا تھا، ان انگلیوں میں سے پانی مل جاتا ہے۔ اور میں پیاس بجھا لیتا ہوں۔

(طبقات ابن سعد جلد اول ص۱۰۸) (بخاری جلد اول مترجم ص۴۹)

(دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول ص۱۴۹)

اس حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ابولہب جس کی ہلاکت اور عذاب شدید کے بیان میں قرآن پاک کی پوری سورۃ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی ہے۔ اس کافر کو جب ثویبہ نے آکر حضور کی ولادت کی خوش خبری سنائی کہ تمہارے مرحوم بھائی کے ہاں فرزند پیدا ہوا ہے۔ تو اس نے اپنے بھائی کے رشتے کے لحاظ سے بھتیجے کی ولادت پر

خوشی مناتے ہوئے ثویبہ کو جس ہاتھ کے اشارے سے آزاد کیا، اس خوشی کے اظہار پر اللہ تعالیٰ نے اس کافر کو پیر کے دن انہی انگلیوں سے سیراب کر کے اور اس دن عذاب میں تخفیف کر کے رحمت سے محروم نہیں رکھا۔ تو جو شخص ایمان دار بھی ہو اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی مانتا ہو۔ اللہ کا محبوب اور تمام کائنات میں برگزیدہ تسلیم کرتا ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ پر خوشی کا اظہار کرے۔ اور صدقہ وخیرات کر کے اس دن مسرت وفرحت کا اظہار کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس خوشی کے اجر سے کیسے محروم رکھے گا۔ اس پر تو اللہ تعالیٰ کے فضل ونعیم رحمت عظیم کا ضرور نزول ہوگا۔

اعتراض ۳: میلادِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مروجہ انداز سے منانے پر بہت خرچ ہوتا ہے۔ جو اسراف کے زمرے میں آجاتا ہے۔ اگر یہی پیسہ کسی غریب بیوہ یتیم نادار کو دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جواب: یہ اعتراض کرنے والے ذرا اپنے ہی گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں اور اپنے ہی دل سے پوچھیں کہ اگر یہ خرچ اسراف ہے تو خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عقیقے کے جانور کے بدلے دہلی پیسے کسی غریب نادار کو کیوں نہ دے دیئے۔ جبکہ روایات سے ثابت ہے کہ آپ کا عقیقہ پہلے کیا جا چکا تھا۔ ہم یہ کب کہتے ہیں کہ یتیم، بیمار، بیوہ، غریب اور نادار کی مدد نہ کی جائے۔ بلکہ جتنی ہو سکے، زیادہ سے زیادہ کی جائے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی نعمت عظمیٰ میسر آنے پر تو جان مال اولاد سبھی کچھ قربان کر دینا بھی کم ہے کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لایؤمن احد کم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین **ترجمہ** تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اس کے والدین، اولاد اور باقی تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

تو اب خود سوچ لیا جائے کہ ہم والدین کی خدمت اولاد کی پرورش اور تمام لوگوں
لئے زیبائش پر کتنا مال خرچ کرتے ہیں۔ بچوں کی شادیاں کس دھوم دھام سے
جاتی ہیں۔ اور کبھی اسراف کا خیال تک نہیں آیا۔ تو جب ان سب سے زیادہ
ت حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ہونا ایمان کی شرط قرار پایا ہے تو اس ذات پاک
عظمت پر سب کچھ بھی لٹا دیا جائے تو کم ہے۔ دراصل خوشی کے موقعہ پر ایسا
مال اسراف میں نہیں آتا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک بار کسی
نے کہا۔ لا خیر فی السرف (اسراف میں کوئی بھلائی نہیں) تو آپ نے اس
کے جواب میں فرمایا ولا سرف فی الخیر (اور بھلائی کے لئے خرچ کرنے میں
کوئی اسراف نہیں۔) اس کی کچھ بحث آگے کسی مضمون میں ضرور آئے گی۔

اعتراض ۲ مولانا حکیم عبدالشکور صاحب مرزا پوری اپنی کتاب "تاریخ میلاد" میں اس طرح لکھتے ہیں:

"سب سے پہلے مولود کیا تھا عمر بن محمد نے موصل میں جو ایک نیک آدمی مشہور تھے۔ اور ان کی پیروی کی تھی مولود میں سلطان اربل نے" اور آگے لکھا "ظاہر ہے موجد اس مجلس میلاد بہیئت کذائیہ کا شیخ عمر اور ملک مظفر ہیں۔ اور اول بادشاہ ابو سعید مظفر نے مولود شریف تخصیص و تعیین کے ساتھ ربیع الاول میں کیا۔ اور اس بادشاہ نے شیخ عمر بن ملاں محمد کی پیروی اس عمل میں کی۔ اور میلاد شریف پر شیخ ابوالخطاب عمر بن حسن بن دحیہ کلبی اندلسی نے ۶۰۴ ہجری میں ایک کتاب "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" تصنیف کی۔ اس سے پہلے میلاد شریف کے عمل کی کوئی مثال صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین علماء میں نہیں پائی جاتی۔"

جواب ۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ عمر بن محمد یا بادشاہ مظفر ابو سعید ابن زین الدین
ابن علی اور ابوالخطاب عمر بن حسن بن دحیہ کلبی کس زمانے کے لوگ ہیں۔ ابوالخطاب

عمر بن حسن کی پیدائش ۵۴۰ ہجری اور وفات ۶۳۰ ہجری ہے۔ سلطان مظفر کی پیدائش ۵۴۹ ہجری اور وفات ۶۳۱ ہجری کو ہوئی۔ عمر بن محمد کی پیدائش ۵۳۲ ہجری اور وفات ۶۱۸ ہجری ہے۔ اور ان پر کہیں کاذب ہونے کا الزام ہے کہیں فضول خرچ اور کہیں ناچنے والا کہا گیا ہے۔ کسی کو خود حدیثیں وضع کرنے والا بتایا گیا ہے۔ اور ان تینوں کو ائمہ مجتہدین کی تقلید کے منکرین بتایا جاتا ہے۔ ہمیں اس سارے جھگڑے میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اعلیٰ تھے، ادنیٰ تھے، سچے تھے، جھوٹے تھے، اپنے لئے تھے۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کیا ان سے پہلے بھی یہ عمل جاری تھا یا کہ نہیں۔

نشان اوّل

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

ترجمہ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے۔ تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا۔ اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا۔ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی۔ ہم نے اقرار کیا تو فرمایا۔ ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اس آیت کریمہ کو بغور پڑھیے تو اجماع انبیاء بھی ہے۔ حضور کی تشریف آوری کی تقریر کرنے والا خود خالق اللہ تعالیٰ مقرر ہے۔ تو حضور کی تشریف آوری کے بارے تقریر کرنا سنت خداوندی ہے۔ اور اس ذکر پاک کو سننا سنتِ انبیاء ہے۔ ذرا دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے حضور کی تشریف آوری پر ذکر پاک فرمانے کے لئے تمام انبیاء کا

لناع اکٹھاکیا۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام نے سنا۔ آگے ارشاد فرمایا۔

فمن تولّٰی بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون (پارہ ۳۔ آل عمران آیہ ۸۲)

ترجمہ: تو جو کوئی اس کے بعد پھرے۔ تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

اس آیہ کریمہ سے پتہ چلا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو یہ تمام تر روائی کی گئی ہے، اس کا انکار کرنے والا یا اس میں شک لانے والا فاسقوں میں ہوگا۔

نشان دوم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ولادت پاک کا ذکر خود مجمع صحابہ میں ارشاد فرمایا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی کنت فیہ۔ (صحیح بخاری مترجم جلد ۲ ص ۳۴۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ کو بنی آدم کے بہترین طبقوں میں قرن کے بعد قرن (یعنی ہر قرن) میں پیدا کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس قرن میں پیدا ہوا، جس میں کہ میں ہوں۔

المطلب بن ابی وداعۃ قال جاء العباس الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکانہ سمع شیئاً فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ علیک السلام قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیتا وخیرھم نفسًا۔

ترجمہ عبدالمطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ
سلم کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ اور کوئی بات جو انہوں نے
سنی تھی آپ سے عرض کی۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف
لے گئے۔ اور ارشاد فرمایا۔ میں کون ہوں! لوگوں نے جواب دیا۔ آپ اللہ
کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ آپ پر اللہ کا سلام ہو۔ آپ نے فرمایا۔ میں محمد
ہوں (صلے اللہ علیہ وسلم) عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ خداوند عالم نے تمام
خلقت کو پیدا فرمایا۔ اور مجھے سب سے بہتر خلق فرمایا۔ پھر اس کے دو گروہ بنا دیئے
اور مجھے ان میں سے بہتر گروہ میں پیدا فرمایا۔ اس کے بعد اس کے کئی قبیلے بنائے
اور مجھے سب سے اچھے قبیلے میں پیدا کیا۔ اس کے بعد الگ الگ خاندان بنائے
اور مجھے اچھے سے اچھے خاندان میں پیدا کیا۔ اور میں اپنے گھر میں سب سے بہتر ہوں

(ترمذی شریف مترجم جلد ۲ صـ۲۳۴)

عن ابن عباس جلس ناس من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم ینتظرونہ قال فخرج حتی اذا دنا منھم سمعھم یتذاکرون فسمع
حدیثھم فقال بعضھم عجبا ان اللہ اتخذ من خلقہ خلیلا اتخذ
ابراھیم خلیلا وقال اخر ماذا باعجب من کلام موسی کلمہ تکلیما
وقال اخر فعیسی کلمۃ اللہ وروحہ وقال اخر ادم اصطفاہ فخرج علیھم
فسلم وقال قد سمعت کلامکم وعجبکم ابراھیم خلیل اللہ وھو
کذالک وموسی کلیم اللہ وھو کذلک وعیسی روحہ وکلمتہ وھو
کذلک وادم اصطفاہ اللہ وھو کذلک الا وانا حبیب اللہ ولا فخر
وانا حامل لواء الحمد یوم القیمۃ ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع
یوم القیمۃ ولا فخر وانا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ

لی فیہ خلیتها ومعی فقراء المؤمنین ولا فخر وانا اکرم الاولین و الاخرین ولا فخر۔

(ترمذی شریف مترجم جلد دوم ص ۶۱۴۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صحابہ کرام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آپس میں ذکر واذکار کر رہے تھے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس تشریف لائے تو سنا کہ ان میں سے کوئی تو تعجب کے ساتھ یہ کہہ رہا تھا کہ خداوند تعالٰی نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل مقرر فرمایا۔ اور کوئی کہتا تھا کہ کیا عجیب بات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ اور کوئی کہتا کہ عیسےٰ علیہ السلام خداوند عالم کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ آدم علیہ السلام کو خداوند عالم نے سب سے اوپر بزرگی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سب باتیں سن لیں۔ پہلے سکوت کیا پھر فرمایا میں نے تم لوگوں کی باتوں اور تعجب کو سنا کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں حقیقتاً وہ ایسے ہی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے باتیں کیں اور وہ بھی برگزیدہ تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ خدا ہیں اور ان کے مراتب بھی یہی ہیں۔ آدم علیہ السلام کو خدا نے برگزیدہ بنایا۔ وہ بھی بزرگ تر تھے۔ مگر تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں خدا کا حبیب ہوں اور یہ میں فخریہ نہیں کہہ رہا ہوں۔ اور روز قیامت حمد خدا کا جھنڈا میں ہی اٹھاؤں گا۔ یہ فخریہ نہیں کہہ رہا ہوں۔ اور روز قیامت میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں۔ اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت مقبول بارگاہ ہوگی۔ میں فخر سے نہیں کہتا۔ اور سب سے پہلے میں ہی جنت کے دروازے کو ہلاؤں گا۔ اور خداوند عالم اس کو میرے لیے کھولے گا۔ اور مجھے داخل فرمائے گا۔ میرے ساتھ مومن فقراء بھی داخل ہوں گے اور میں یہ فخریہ نہیں کہتا۔ اور میں اگلے پچھلے اور آئندہ کی تمام نسلوں سے مکرم ہوں۔

اور میں فخریہ نہیں کہتا۔

عن العرباض بن ساریہ صاحب رسول اللہ علیہ وسلم انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی عبد اللہ وخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ وساخبرکم عن ذلک دعوۃ ابی ابراہیم وبشارۃ عیسیٰ بی ورؤیا امی التی رات وکذلک امہات النبیین یرین وان ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات حین وضعتہ نورا اضاءت لہ قصور الشام (مسند امام احمد جلد چہارم صفحہ ۱۲۷) (مستدرک حاکم جلد دوم صفحہ ۶۱۰) (دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول صفحہ ۸۰)۔

ترجمہ حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے جو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ بے شک انہوں نے کہا کہ بے شک میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے، فرما رہے تھے۔ میں اللہ کا بندہ اور نبیوں کا خاتم ہوں اس وقت سے جب کہ آدم علیہ السلام اپنے مٹی گارے میں تھے۔ کیا میں تم کو خبر دوں اسی بات کے بارے میں۔ میں دعائے ابراہیم ہوں اور بشارتِ عیسے ہوں۔ اور میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا۔ جیسا کہ نبیوں کی مائیں دیکھتی آئی ہیں۔ بے شک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے دیکھا حضور کی ولادت کے وقت وہ نور جس کی روشنی میں شام کے محلات نظر آئے۔

عن خالد بن معدان عن اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہم قالوا یا رسول اللہ اخبرنا عن نفسک فقال دعوۃ ابی ابراہیم وبشری عیسیٰ ورات امی حین حملت کانہ خرج منہا نور اضاءت لہ بصریٰ من ارض الشام

ترجمہ حضرت خالد بن معدان روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنی ذات پاک کے بارے میں خبر

[...]ادیکھو. پس فرمایا نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام [کی] دعا ہوں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ اور میری والدہ نے [...] میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان سے نور خارج ہوا جس کی روشنی میں بصریٰ (شام) کے محلات نظر آئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۷۱)

(دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول صفحہ ۸۱)

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۰۲)

(مستدرک حاکم جلد دوم صفحہ ۶۰۰)

ناظرین کرام! غور سے پڑھیے۔ بار بار پڑھیے۔ ان احادیث مبارکہ میں صاف یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ذکر ولادت کو مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا۔ کہیں مجمع صحابہ میں اپنی ولادت پاک کا ذکر فرمایا۔ اس موضوع پر سینکڑوں روایات پیش کی جا سکتی ہیں۔ جو کتب حدیث میں جگہ جگہ موجود ہیں۔ لیکن طوالت کے خدشے سے ان ہی چند احادیث مبارکہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ حق کو ماننے والے کے لئے سچائی کا ادنیٰ اشارہ بھی کافی ہوتا ہے۔

یہ تو پھر امین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

ذکرِ میلاد شریف پر

عملِ صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین

عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع لحسان منبرًا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قالت ینافح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما یفاخر او ینافح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — ترمذی شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۳۶۵

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر بچھوایا کرتے تھے۔ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہو کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور نعت شریف بیان کیا کرتے تھے۔ تو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ حسان جب تک میرے فضائل اور تعریف میں مشغول رہے، اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے اس کی مدد فرمائے۔

تشریح: اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ اجتماعِ صحابہ مسجد میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے فضائل سننا۔ بلکہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے نعت خوان اور فضائل بیان کرنے والے کے لئے منبر بچھواتے اور اپنا میلاد سنتے بلکہ میلاد کا ارشاد فرماتے۔ کہ حسان! سناؤ۔ اور صحابہ کرام بھی سنا کرتے تھے۔ مسجد میں منبر پر

اہتمام ہوتا، خود حضور حکم انعقاد دیتے، صحابہ کرام اور خود حضور بھی سماعت فرماتے

انعقاد میں کونسی رکاوٹ رہ گئی؟!

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار تو نہایت مشہور خاص و عام ہیں

واجمل منك لم تر قط عيني ... واكمل منك لم تلد النساء

خلقت مبرأ من كل عيب ... كأنك قد خلقت كما تشاء

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بڑھ کر حسین و جمیل کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں، اور آپ سا صاحب کمال کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ خالق کائنات نے آپ کو خلق فرمایا ہر عیب سے پاک اور منزہ۔ بے شک آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا خلق فرمایا جیسا آپ نے چاہا۔

عن خريم بن اوس بن حارثة بن لام رضي الله عنه يقول هاجرت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم منصرفه من تبوك فاسلمت فسمعت العباس بن عبد المطلب يقول يا رسول الله اني اريد ان امتدحك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قل لا يفضض الله فاك قال فقال العباس يقول

من قبلها طبت في الظلال وفي ... مستودع حيث يخصف الورق

ثم هبطت البلاد لا بشر ... انت ولا مضغة ولا علق

بل نطفة تركب السفين وقد ... الجم نسرا واهله الغرق

تنقل من صالب الى رحم ... اذا مضى عالم بدا طبق

حتى احتوى بيتك المهيمن من ... خندف علياء تحتها النطق

وانت لما ولدت اشرقت الار ... ض وضاءت بنورك الافق

فنحن في ذلك الضياء وفي النو ... ر وسبل الرشاد نخترق

ترجمہ: خریم بن اوس کہتے ہیں کہ میں بعد ہجرت کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا

تو آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ پس میں نے اسلام قبول کیا اور سنا میں
کہ حضرت عباس بن عبد المطلب نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم
دل چاہ رہا ہے کہ حضور کی مدح و تعریف میں کچھ بیان کروں۔ تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ
نے یہ اشعار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور اجتماع صحابہ میں پڑھے۔

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم۔ آپ ولادت باسعادت سے قبل جنت کے
کی ٹھنڈی چھاؤں میں اپنی خیام گاہ (صلب آدم علیہ السلام) کے اندر خوش و خرم تھے جبکہ حضرت
آدم و حوا علیہما السلام پردہ کی خاطر اپنے جسم پر پتے لپیٹ رہے تھے پھر آپ دنیا میں تشریف لائے
نہ جامہ بشریت اختیار فرمایا تھا نہ گوشت اور خون کی صورت قبول فرمائی تھی بلکہ صورت نطفہ
آپ سفینہ نوح میں سوار ہوئے حالانکہ طوفان غرق اور اس کے پجاریوں کو غوطہ دے رہا تھا
کے بعد صدیوں پر صدیاں گزرتی گئیں اور آپ درجہ بدرجہ اصلاب طیبین سے ارحام طاہرات کی طرف
ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ کے شرف و عزت نے اس عالی نسب خندف کو احاطہ میں لے لیا جس کے سامنے پہاڑوں کی
فلک بوس چوٹیاں بھی سرنگوں ہیں۔ اور جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو زمین جگمگا اٹھی اور آپ کے
سے سارا جہان منور ہو گیا پس ہم (اب بھی) اسی نور سے روشنی میں ہیں اور ہدایت کی راہ پر گامزن ہیں۔
(مستدرک جلد سوم صفحہ ۳۲۷) (دلائل النبوۃ بیہقی جلد پنجم صفحہ ۲۶۸) (نسیم الریاض جلد سوم صفحہ

تشریح: اس حدیث کو بغور پڑھ لینے کے بعد یہ بات بالکل عیاں ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ کا ذکر صحابہ کرام بھی مجمع صحابہ اور حضور سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بیان کیا کرتے تھے۔ جس طرح کہ بخاری نے اسی
حدیث میں یہ جملہ بھی بیان فرمایا کہ جب بھی آپ کسی سفر سے تشریف لاتے تو صحابہ
کرام کے پہلے مسجد میں تشریف لاتے۔ وہاں نوافل ادا فرماتے۔ اور کچھ دیر جلسہ فرما کر
اپنے اپنے گھروں کو جاتے تھے۔ تو اس طرح حضرت عباس کا میلاد شریف پڑھنا

[ا]لسابق صحابہ میں اور حضور پرنور کی موجودگی میں منعقد ہوا جس سے ثابت ہوا کہ [میلا]د شریف کی محفلیں صحابہ کرام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کرتے تھے۔

فقال ابن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

لہ اجاب اللہ آدم اذا دعا — ونجا فی بطن السفینۃ نوح

وما ضرت النار الخلیل لنورہ — ومن اجلہ نال الفداء ذبیح

ترجمہ ابن جابر رضی اللہ عنہ نے یہ شعر عرض کیے۔

یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے وسیلے [سے] دعا مانگی تو اللہ کریم نے قبول فرمائی۔ اور سفینہ نوح کو نجات ملنے کا وسیلہ [آ]پ کا نور ہے۔ آپ ہی کے نور مبارک کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام [کے لئ]ے آگ ٹھنڈی ہوگئی۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو چھری کے نیچے صحیح سلامت [ب]چانے والا آپ کا نور مبارک ہے۔ (قصیدہ کعب احبار ص۳۲)

ان مذکورہ احادیث سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ میلاد شریف کی محفل

[ا]عتراض ۵ اتفاقاً صحابہ کرام میں منعقد ہو جاتی تھیں۔ لیکن اس میں یوم ولادت [کا] تعین تو نظر نہیں آیا۔ تم یوم ولادت کا تعین ضروری سمجھتے ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

[ج]واب واقعی مذکورہ احادیث میں یوم ولادت کا تعین نہیں ہے۔ لیکن صحابہ کرام سے یوم ولادت کا تعین بھی منقول ہے۔

یوم مولدہ صلے اللہ علیہ وسلم ذبح ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مائۃ ناقۃ وتصدق بھا وتصدق ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ذلک بثلاث اقراص من شعیر (رسالہ علامہ شیخ عابد سندی کتاب الشفا فی مولد سید الخلق)

ترجمہ روز مولد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ذبح کئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ کان یحدث ذات یوم فی
بیتہ وقائع ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لقوم فیستبشرون ویحمدون اللہ
ویصلون علیہ علیہ السلام فاذا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حلت
لکم شفاعتی

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ وہ بیان کرتے تھے اپنے
گھر میں واقعات ولادت باسعادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنی قوم میں
پس وہ خوش ہوتے، اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور درود شریف پڑھتے تھے۔ ناگاہ
تشریف لائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور فرمایا تمہارے واسطے میری شفاعت
حلال ہو گئی۔ (التنویر فی مولد البشیر والنذیر ص ۲۱)

(درج الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولد والقیام مصنفہ حضرت سید محمد ...

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ انہ مر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی بیت عامر
الانصاری وکان یعلم وقائع ولادتہ علیہ السلام لابنائہ وعشیرتہ
ویقول ہذا الیوم ہذا الیوم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ فتح لک
ابواب الرحمۃ والملائکۃ کلہم یستغفرون لک من فعل فعلک
نجی نجاتک

ترجمہ: حضرت ابو درداء سے روایت ہے کہ وہ ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے عامر انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہ (عامر انصاری) اپنے گھر میں
اپنی قوم اور اولاد کو واقعات ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کر رہے تھے
اور کہتے تھے آج کا دن۔ آج کا دن۔ یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم آج کے دن
پیدا ہوئے تھے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کریم نے کھولے ہیں تیرے
واسطے دروازے رحمت کے۔ اور تمام ملائکہ تیرے واسطے استغفار کرتے ہیں۔ اور جو

ـــہ ساکام کرے گا وہ تیری طرح نجات پائے گا۔ (التنویر فی مولد البشیر والنذیر ص۲۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عامر انصاری دوازدہم ربیع الاول کو جو یوم مولد ہے ح جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میلاد سرور کائنات فخر موجودات کرتے تھے۔ یہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ اصل تعیین مولد مع مجمع اہل اسلام سنت صحابہ ہے۔ جو پہلا طبقہ خیر القرون قرنی کا ہے۔

اعتراض ۶ محفل منعقد کرنا تو چلو مان لیا کہ بابرکت ذکر ہے لیکن اس کے لئے بے جا اسراف کرنا جو فضول خرچی کی مد میں آتا ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔ اس دن اتنے اسراف کا کیا جواز ہے؟

جواب عن علی قال سمعت ابی یتحدث ان آمنة بنت وهب لما ولدت النبی جاءه عبد المطلب فاخذه وقبله دفعه الی ابی طالب فقال هو ودیعتی عندك لیكون لابنی هذا شان ثم امر فنحرت الجزائر وذبحت الشیاه واطعم اهل مكة ثلاثا

ترجمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا کہ سنا میں نے اپنے باپ ابوطالب سے، وہ بیان کرتے تھے۔ بے شک جب حضرت آمنہ بنت وہب سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو آئے ان کے پاس حضرت عبد المطلب اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو گود میں لیا اور چوما۔ پھر حضرت ابوطالب کو دے دیا۔ اور کہا یہ تیرے پاس میری امانت ہے تاکہ میرے اس بیٹے کی شان ظاہر ہو اور پھر حکم کیا کہ اونٹ ذبح کئے جائیں۔ اور بکریاں ذبح کی جائیں۔ اور تین دن اہل مکہ کو کھانا کھلایا۔ (دلائل النبوۃ اصفہانی ص۲۳)

ویوم مولود النبی صلے اللہ علیہ وسلم ذبح ابوبکر الصدیق مائة ناقة وتصدق بها وتصدق ابوهریرة فی ذلك بثلاث اقراص من شعیر

ترجمہ: یعنی یوم میلاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دن ذبح کئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نے سو اونٹ اور تصدق کیا ان کو اور تصدق کیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس دن تین روٹیاں جو کی ۔ (کتاب الشمائل صـ۱۵۴) (سیف الحق صـ۱۲)

قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ من انفق درھما علی قرأۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان رفیقی فی الجنۃ

ترجمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ کہ جس نے کچھ مال خرچ کیا اوپر پڑھانے مولود شریف نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا ۔

(نعمت کبریٰ تصنیف حضرت شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی صـ۸)

وقال عثمان رضی اللہ عنہ من انفق درھما علی قراءۃ مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم فکانما شھد غزوۃ بدر وحنین

ترجمہ اور فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ جو بھی اپنا مال خرچ کرے اوپر پڑھنے میلاد شریف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گویا وہ غزوہ بدر وحنین میں حاضر ہوا ۔

(نعمت کبریٰ علامہ ابن حجر مکی صـ۸)

وقال حسن البصری رضی اللہ عنہ وددت لو کان لی مثل جبل احد ذھبا فانفقتہ علی قرأۃ مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم

ترجمہ اور فرمایا حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا دل چاہتا ہے کہ اگر میرے پاس کوہِ اُحد کے برابر سونا ہو، تو میں نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پڑھنے میں خرچ کردوں ۔ (نعمت کبریٰ صـ۸)

ان اقوالِ صحابہ سے اور قول حسن بصری متوفی ۱۱۰ھ ہجری سے اور حضور کے دادا حضرت عبدالمطلب کے خرچ کرنے سے یہ ثابت ہو گیا کہ جتنا ہو سکے خرچ کرنا سنتِ صحابہ کرام ہے اب آپ بتائیں کہ آپ کی تجویز کردہ حدیث ان برگزیدہ ہستیوں نے نہ پڑھی تھی ! یا ان کو اس حدیث پاک کی سمجھ ہی نہ آئی تھی جو آپ کو آگئی ۔

اعتراض ۷ کیا میلاد شریف کی عظمت اور انعقاد کے لئے اجتماع کرنا، سجاوٹ کرنا کھانا پکانا ضروری ہے؟

جواب - وقال عمر رضی اللہ عنہ من عظّم مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد احیا الاسلام (نعمتِ کبریٰ ص۷)

ترجمہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جس نے تعظیم کی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی، بے شک اس نے اسلام کو زندہ کر دیا۔

وقال علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ من عظّم مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان سببا لقرأتہ لا یخرج من الدنیا الا بالایمان ویدخل الجنۃ بغیر حساب

ترجمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی۔ اور میلاد خوانی کا سبب بنا وہ دنیا سے ایمان کی دولت کے ساتھ جائے گا۔ اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔

(نعمتِ کبریٰ ص۸)

وقال الامام الشافعی رحمہ اللہ من جمع لمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا وھیأ طعاما واخلی مکانا وعمل احسانا وصار سببا لقراءتہ بعثہ اللہ یوم القیمۃ مع الصدیقین والشھداء والصالحین ویکون فی جنات النعیم (نعمت کبریٰ ص۹)

ترجمہ اور فرمایا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ جس نے اپنے دوست احباب کو محفلِ میلاد کے لئے جمع کیا۔ اور کھانے کا اہتمام کیا، مکان کو خالی کیا۔ اور احسان و اکرام کیا خیرات وعطیات تقسیم کیے۔ اور میلاد خوانی کرائی، اللہ تعالیٰ اس کو صدیقین، شہداء اور صالحین

[illegible] (۱) شافعی متوفی ۲۰۴ ہجری)

اس قولِ امام شافعی سے ثابت ہوا کہ ائمہ مجتہدین میں بھی میلاد شریف کے انعقاد واہتمام کا عمل جاری تھا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ۶۰۰ھ ہجری کے بعد بدعت شروع کری ہے۔ وہ ذرا غور تو کریں کہ وقتِ حضور سے ہی باقاعدہ میلاد شریف کے انعقاد کا عمل جاری وساری ہے۔

وقال معروف الکرخی قدس اللہ سرہٗ من ہیّأ طعاما لاجل قرأۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجمع اخوانا واوقد سراجا ولبس جدیدا وتبخّر وتعطّر تعظیما لمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حشرہ اللہ یوم القیٰمۃ مع الفرقۃ الاولیٰ من النبیین وکان فی اعلیٰ علیّین

ترجمہ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے موقعہ پر کھانے کا اہتمام کیا۔ اعزہ و اقرباء کو جمع کیا۔ چراغاں کیا۔ نئے کپڑے پہنے۔ خوشبو سلگائی اور عطر لگایا۔ یہ سب اہتمام والفرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کے لئے کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن انبیائے کرام کے پہلے گروہ کے ساتھ اٹھائے گا۔ اور وہ اعلیٰ علیین میں جگہ پائے گا۔ (خواجہ معروف کرخی متوفی ۲۳۲ھ ہجری) (نعمت کبریٰ ص۸)

وقال السری السقطی قدس اللہ سرہٗ من قصد موضعا یقرأ فیہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد قصد روضۃ من ریاض الجنۃ لانہ ما قصد ذلک الموضع الا لمحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم من احبنی کان معی فی الجنۃ

ترجمہ فرمایا خواجہ سری سقطی قدس سرہ نے کہ جس نے ارادہ کیا ایسی جگہ جانے کا جہاں میلاد شریف پڑھا جا رہا ہو گویا اس نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں جانے کا قصد کیا۔ کیونکہ اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہی

...س جگہ کا عزم کیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھ سے محبت
...وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (نعمت کبریٰ صلا)

(سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۵۴ ہجری)

وقال جنید البغدادی قدس اللہ سرہٗ من حضر مولید النبی صلی اللہ
...علیہ وسلم و عظم قدرہٗ فقد فاز بالایمان

...رحمۃ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جو کوئی محفل میلاد النبی صلے اللہ
...علیہ وسلم میں حاضر ہو اور تعظیم و تکریم میلاد شریف کی کرے وہ بے شک ایمان کے
...ساتھ کامیاب ہوا۔ (النعمت الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صہ)

...اعتراض کیا میلاد شریف کی خوشی میں کچھ بانٹنا ضروری ہے! ۔ ان محافل میں تم
شیرینی وغیرہ بانٹتے ہو۔ اس کا کیا جواز ہے؟

جواب: وکانت تلک السنۃ التی حمل فیھا برسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقال لھا سنۃ الفتح والابتھا ج. فان
...قریشا کانت قبل ذلک فی جدب و ضیق عظیم۔ فاخضرت الارض و
...حملت الاشجار واتاھم الرغد من کل جانب فی تلک السنۃ۔

جس سال نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ کو تفویض ہوا، وہ فتح و نصرت،
تروتازگی اور خوش حالی کا سال کہلایا۔ اہل قریش اس سے قبل معاشی بدحالی، عسرت
اور قحط سالی میں مبتلا تھے۔ ولادت پاک کی برکت سے اس سال اللہ تعالیٰ نے
بے آب وگیاہ زمین کو شادابی اور ہریالی عطا فرمائی۔ اور درختوں کی پژمردہ شاخوں
کو ہرا بھرا کر کے پھلوں سے لاد دیا۔ اہل قریش اس سال ہر طرف سے خیر کثیر
ملنے سے خوش حال ہو گئے

تشریح: اس حدیث پاک کو بغور پڑھا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ رب کریم

نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ کی خوشی میں اہلِ قریش کو کس قدر فراوانی عطا فرمائی۔ (خصائص کبریٰ جلد اول ص۴۷) (سیرت حلبیہ جلد اول ص۷۸) (انوار محمدیہ ص۲۲)

قد اذن اللہ تعالیٰ تلک السنۃ لنسآء الدنیا ان یحملن ذکورا کرامۃً لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی عورتوں کے لیے یہ مقدر کر دیا۔ کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے لڑکے جنیں۔ (خصائص کبریٰ جلد اول ص۱۱۸) (انوار محمدیہ ص۲۲) (سیرت حلبیہ جلد اول ص۷۸) (مواہب اللدنیہ جلد اول ص۱۰۶)

ویوم مولود النبی صلے اللہ علیہ وسلم ذبح ابو بکر الصدیق مائۃ ناقۃ وتصدق بھا وتصدق ابو ھریرۃ فی ذلک الیوم بثلاث اقراص من شعیر

ترجمہ: اور مولود شریف کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ ذبح کئے اور خیرات کئے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس دن (ذاتی حیثیت کے مطابق) جو کی تین روٹیاں خیرات کیں۔ (کتاب الشمائل ص۱۵۴) (سیف الحق ص۱۲)

تشریح: جب اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے تمام دنیا کی حاملہ عورتوں کو لڑکے ہی بانٹے۔ یہ صرف نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی برکت ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ ذبح کر کے یوم میلاد النبی کی خوشی میں خیرات کیے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ مہیا تھا، یعنی جو کی تین روٹیاں خیرات کیں۔ اور ہم مٹھائی اس لئے ضروری بانٹتے ہیں، کہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم میٹھا بہت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ تو حضور کی پسند کو ہم بھی زیادہ محبوب و مقدم سمجھتے ہیں۔

عن عائشۃ قالت کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یحب الحلوآء والعسل

...یہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم ...ھا اور شہد بہت پسند تھا۔ (ترمذی جلد دوم ص۲۳)

(...ماجہ جلد دوم ص۳۱۶) (دارمی جلد دوم ص۳۳) (ابن ابی شیبہ جلد ہشتم ص۳۶)

...قال علیہ السلام ان المؤمن حلو ویحب الحلاوة فی بطن المؤمن زاویة ...لا یملأها الا الحلواء

...ترجمہ: فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ مومن کے ایمان کی چاشنی میٹھی ہے۔ اور وہ ...ٹھے کو پسند کرتا ہے۔ اور مومن کے شکم میں ایک خانہ ہے۔ وہ نہیں بھرتا بغیر میٹھے کے

(تفسیر روح البیان جلد دوم جزو چہارم)

...تراض ۹: تم ایسے موقعہ پر محرابیں، ستون اور دروازے وغیرہ بنانے کا اہتمام کرتے ہو۔ اس کا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟

...واب: واخرج ابو نعیم عن عمرو بن قتیبة قال سمعت ابی وکان من اوعیة العلم قال لما حضرت ولادة آمنة قال اللہ للملٰئکة ...فتحوا ابواب السماء کلها وابواب الجنان کلها۔ وامر اللہ الملٰئکة ...بحضوره فنزلت لتبشر بعضها بعضا وتطاولت جبال الدنیا وارتفعت ...بحار وتباشر اهلها فلم تبق ملک الا حضر واخذ الشیاطین فغلّ ...سبعین غلا والقی منکوسا فی لجة البحر الخضر وغلّت الشیاطین ...والمردة والبست الشمس یومئذ نورا عظیما واقیم علی رأسها سبعون ...الف حوریة فی الهواء ینظرون ولادة محمد صلی اللہ علیہ وسلم وان لا تبقی ...شجرة الاحملت ولا خوف الاعاد امنا فلما ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...امتلأت الدنیا کلها نورا وتباشرت الملٰئکة وضرب فی کل سماء عمود من ...زبرجد وعمود من یاقوت قد استنار به فهی معروفة فی السماء ...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسراء قیل هذا اما ضرب لک استبشارا بولادتك وقد انبت اللہ لیلۃ ولد علی شاطیٔ نہرالکوثر سبعین الف شجرۃ من المسك الاذفر ثمارها بخور اهل الجنۃ و کل اهل السموات یدعون اللہ بالسلامۃ ونکست الاصنام کلها و اما اللات والعُزّٰی فانهما خرجا من خزانتهما وهما یقولان ویح قریش جاءهم الامین جاءهم الصدیق لا تعلم قریش ماذا اصابها واما البیت فایاما سمعوا من جوفه صوتا وهو یقول الاٰن یرد علیّ نوری الاٰن یجیئنی زواری الاٰن اطهر من انجاس الجاهلیۃ ایتها العزّٰی هلکتِ ولم تسکن زلزلۃُ البیت ثلاثۃ ایام ولیالیهن وهذا اوّل علامۃ رأت قریش من مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا۔ اور وہ علوم کے مخزن تھے۔ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو۔ اور فرشتوں کو حاضر ہونے کا حکم دو۔ فرشتے باہم ترانے گاتے اترے اور دنیا کے پہاڑوں کا ارتفاع بڑھ گیا۔ سمندر کی سطح گہری اور دریا کی روانی تیز ہو گئی۔ شیطان ملعون کو ستر طوقوں میں جکڑ کر بحر عمیق میں الٹا کر کے ڈال دیا گیا۔ اور اس کی ذریات اور سرکش جنوں کو پابزنجیر کر کے بند کر دیا گیا۔ آفتاب عالم تاب کو نور عظیم کا لباس پہنایا گیا۔ اور ستر ہزار حوریں فضا میں استادہ کی گئیں جو کہ ولادت رسول کا انتظار کر رہی تھیں۔ اس سال سارے جہان کی حاملہ عورتوں کیلئے بحرمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اولاد نرینہ جنیں۔ اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہو۔ ہر قسم کا خوف ختم کیا گیا۔ دور دراز علاقوں اور راہوں

میں امن و عافیت تھی۔ جب حضور کی ولادت ہوئی تو سعادت کی بارشیں ہونے لگیں تاریکیاں چھٹ گئیں۔ سارے جہان کو نور سے معمور کیا گیا۔ فرشتے آپس میں مبارک بادیاں دینے لگے۔ اور ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا قائم کیا گیا۔ اور یاقوت اس میں جڑے گئے۔ آسمانوں میں یہ ستون مشہور و معروف ہیں۔ اور معراج کے سفر آسمانی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا۔ اور فرمایا گیا کہ یہ ستون تیری ولادت کے وقت میں قائم کئے گئے ہیں۔ اور جس رات سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، اللہ تعالےٰ نے حوض کوثر کے کناروں پر مشک اذفر سے معطر ستر ہزار درخت اگائے۔ اور ان کے پھلوں کی خوشبو کو اہل جنت کے لئے بخور بنایا گیا۔ اس روز تمام آسمان والے اللہ تعالےٰ سے سلامتی کی دعائیں مانگتے تھے اور تمام بت اوندھے گر پڑے لیکن لات و عزیٰ وہ دونوں اپنے اپنے مقامات سے اٹھ کر نکل آئے۔ اور کہنے لگے۔ قریش کا بھلا ہو، ان کے یہاں امین آگئے۔ ان میں صدیق تشریف لے آئے۔ اور قریش نہیں جانتے تھے کہ انہیں کیا کچھ مل گیا تھا خانہ کعبہ کا یہ حال تھا کہ بہت دنوں تک اس سے یہ آواز سنائی دیتی رہی۔ کہ اب رب تعالیٰ میرے نور کو لوٹا دے گا۔ اور توحید پرست لوگ جوق در جوق میری زیارت کو آئیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ مجھ کو جہالت سے پاک کر دے گا۔ لے عزیٰ تو ہلاک ہو گیا۔ اور تین شب و روز بیت اللہ شریف کا زلزلہ نہ رکا۔ یہ پہلا نشان تھا جو کہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر قریش پر ظاہر ہوا۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۱۱)

(خصائص کبریٰ جلد اول ص ۱۱۱) (تفسیر مواہب الرحمٰن جلد دہم ص ۶۰۵)

تشریح: اس حدیث پاک کی روشنی میں ناظرین کرام اگر بغور مطالعہ کریں تو روشنی کا اہتمام کرنا، کچھ مال خرچ کرنا۔ درختوں کی ٹہنیوں یا کیلے وغیرہ سے محراب یا ستون وغیرہ ... محافل و جلوس میں نعت خوانی

کرنا، کوئی چیز تقسیم کرنا سب پہلوؤں کے جواز ہیں بہا موجود ہیں۔

اعتراض ۱۰: کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ پاک کی تاریخ دو یا آٹھ یا نو یا سترہ بتلاتے ہیں۔ آپ نے بارہ ربیع الاول کی تاریخ کونسی نیچگی پر اختیار کر رکھی ہے۔ سب تاریخوں پر اس کی فوقیت و تقویت کی بنیاد کیا ہے

جواب: فقال محمد بن اسحاق ولد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول

ترجمہ: حضرت محمد بن اسحاق نے کہا۔ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں ہوئی۔

(دلائل النبوہ بیہقی جلد اول ص۷۴) (مواہب اللدنیہ جلد اول ص۱۴۲) (طبقات ابن سعد جلد اول ص۱۰۰)

(سیرت ابن ہشام جلد اول ص۱۵۸) (سیرت حلبیہ جلد اول ص۹۳) (مدارج النبوت جلد دوم ص۲۳)

(انوار محمدیہ ص۱۱) (الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ص۶)

(کتاب الوفا جوزی جلد اول ص۹۰)

تشریح: تمام دنیا کے مسلمانوں میں بارہ ربیع الاول کو ہی بطور عید میلاد النبی منایا جاتا ہے اور خاص کر مکہ شریف میں بھی بارہ ربیع الاول کو ہی لوگ بیتِ ولادتِ باسعادت کی زیارت کرتے ہیں اور کافی محدثین کرام نے تمام عالمِ اسلام کا اس پر اجماع ثابت کیا ہے۔ اگر کسی دن آگے پیچھے بھی ہو جائے تو ہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ جب کسی کا دل چاہے اس محفلِ بابرکت کا انعقاد کر سکتا ہے۔ لیکن بارہ ربیع الاول کی فوقیت اپنی جگہ پر اظہر من الشمس ہے جس کی تصدیق تمام علماء دیوبند اور مولانا محمد صدیق حسن خاں بھوپالی نے اپنے رسالہ الشمامۃ العنبریہ میں کی ہے۔ یہ کوئی خاص اعتراض والی بات نہیں ہے۔

اعتراض ۱۱: جس دن کو شریعت نے مقرر نہ فرمایا ہو، کوئی اپنی طرف سے

جواب: فجمع السحرة لمیقات یوم معلوم
(پارہ ۱۹ ۔ سورۃ شعراء ۔ آیت ۳۸)

جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنے جادوگروں کے ساتھ مقابلہ کرنے کو کہا۔ تو آپ نے دونوں طرف سے اجتماع کی آسانی کے لئے دن مقرر فرمایا جس کا اظہار اس آیہ کریمہ سے ہوتا ہے

۲۔ قال ھذہ ناقۃ لھا شرب ولکم شرب یوم معلوم
(پارہ ۱۹۔ سورہ شعراء۔ آیت ۱۵۵)

حضرت صالح علیہ السلام کا اونٹنی کے پانی پینے پر قوم کے ساتھ کچھ تکرار ہوا۔ تو حضرت صالح علیہ السلام نے اس جھگڑے اور تکرار کو رفع کرنے کے لئے دن مقرر فرمایا۔

۳۔ اور بخاری شریف میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے لئے ایک دن مقرر فرمایا۔
(بخاری جلد اول باب العلم ص۱۲۶) بخاری جلد اول باب العلم ص۱۱۷ پر ہے کہ

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے اشتیاق کے باوجود وعظ فرمانے کے لئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا۔

اب ذرا غور کیا جائے تو مذکورہ آیات و احادیث سے یہ ثابت ہوا۔ کہ کسی کارِ خیر کے انجام دینے کے لیے دن کا تعین کرنے میں بہت آسانیاں اور حکمتیں موجود ہیں۔ مثلاً ایک تو جمع ہونے والوں کے لئے تاریخ کے تعین سے جمع ہونے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ دوسرا انعقاد کرنے والوں کے لئے انتظام و انصرام میں آسانی ہو جاتی ہے۔ تیسرے جبکہ کسی وقت کے تعین کر لینے کی ممانعت کتاب و سنت اور اجماع و اقوالِ صحابہ میں موجود نہیں تو پھر یہ ہوا کھڑا کر کے لوگوں کے دلوں سے عظمتِ اسلام نکال دینے کے سوا

اعتراض ۱۲: تم ایسے موقعوں پر اس طرح کی محافل میں جھنڈیاں لگاتے ہو، الیکٹرک مرچیں لگا کر رنگا رنگ روشنیاں اور سجاوٹ کرتے ہو اس کا جواز تمہارے پاس کیا ہے؟

جواب: ان امنة قالت رایت نصب علمٌ بالمشرق وعلمٌ بالمغرب وعلم علی ظهر الکعبة

ترجمہ: بے شک حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایک جھنڈا مشرق میں گاڑا گیا اور ایک جھنڈا مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔

تشریح: جبکہ رب کریم کی ذات بابرکات نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر مشرق میں، مغرب میں اور کعبۃ اللہ کی چھت پر جھنڈے نصب فرمائے۔ تو ہم اگر اللہ کے بندے اور حضور محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے امتی نبی کریم کی محفلِ ولادتِ پاک میں جھنڈیاں لگائیں تو کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

(مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۱۵۳) (دلائل النبوت بیہقی جلد اول ص ۴۷ : انوار محمدیہ ص ۱۸)
(مدارج النبوت جلد دوم ص ۲۳) (سیرت حلبیہ جلد اوّل ص ۹۳) (نزہتہ المجالس جلد اول ص ۱۹۱)
(معارج النبوت جلد اول ص ۹۳) (کتاب الوفا جوزی جلد اوّل ص ۹۵) (جواہر البحار جلد اول ص ۲۵۷)
(خصائص کبریٰ جلد اوّل ص ۱۱۸)

۲۔ عن ابن عباس ان امنہ قالت لما فصل منی خرج معہ نوراً اضاء لہ ما بین المشرق والمغرب

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو ایک نور خارج ہوا،

...س کی روشنی میں مشرق ومغرب روشن ہو گئے۔
(طبقات ابن سعد جلد اول ص۱۰۱) (دلائل النبوت بیہقی جلد اوّل ص۴۲) (انوار محمدیہ ص۱۸)
(الوفا جوزی جلد اول ص۱۰۲) (مستدرک جلد سوم ص۳۲۵)

تشریح: ان مقدس کتابوں کے علاوہ اور بھی بہت سی کتبِ حدیث میں یہ روایات موجود ہیں۔ جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر وہ روشنی ظاہر فرمائی جس سے دنیا کے مشرق ومغرب روشن ہو گئے۔ اسی لئے ہم حضور کے عاشق بھی اس سنتِ خداوندی کی ادائیگی میں روشنی کا اہتمام کرتے ہیں۔ لیکن مخالفین کو اس پر ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا

ایہہ محفل میلادوی ہووے جتھے مرچاں رنگ برنگیاں پھبدیاں نیں
سرخ نیلے پیلے کئی رنگ دِسن وچ محفل دے کیڈیاں سجدیاں نیں
وچ بجلی اُتے شیشہ اس دے وانگ پانی دے کئیں لہراں وگدیاں نیں
خبرے کیہو جیہیاں ایہہ ہین مرچاں، کِتے سجدیاں تے کِتے لگدیاں نیں

اعتراض ۱۳: تم بتاؤ کہ یہ لوگ جو جلوس کی شکل بنا کر بازاروں اور سڑکوں پر چکر لگاتے ہو اس کا کیا جواز ہے؟

جواب: ان آمنة قالت فسمعت منادیا ینادی طوفوا به مشارق الارض ومغاربها وادخلوه البحار یعرفوه باسمه ونعته وصفته وصورته

ترجمہ: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ایک ندا کرنے والے کی ندا میں نے سنی۔ کہا گیا، کہ اے جماعتِ ملائکہ! محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اطرافِ زمین، مشرق ومغرب اور سمندروں میں سیر کراؤ، تاکہ میری تمام مخلوق روحانی، جسمانی، جن وانس، درند وچرند طیور وحیوان، کی معرفت حاصل کر بیٹھیں اور ان کے اسم اور ان کے فضائل اور ان کی صفات

اور ان کی صفاتِ منورہ سے واقف ہو جائیں۔

(خصائص کبریٰ جلد اوّل صہ ۱۱۹) (انوارِ محمدیہ صہ ۳۳) (زرقانی جلد اوّل صہ ۱۱۲) (شواہد النبوت صہ...)

(مواہب اللدنیہ جلد اوّل صہ ۱۲۰) (نزہۃ المجالس جلد اوّل صہ ۱۹۱) (معارج النبوت رکن دوم صہ ۱۹۷)

اعتراض ۴ : عید الفطر اور عید الاضحیٰ یہ ہمارے دین میں دو دن عید کے نام سے منسوب ہیں لیکن آج کل تیسری عید عید میلاد النبی کا جواز تم نے قائم کر رکھا ہے۔ اس دن کے جشن کا نام عید کیسے رکھا گیا۔ کیونکہ ہمارے دین میں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو ہی عید کہا جاتا ہے۔ جشنِ میلاد النبی کو عید کہنے کا کیا جواز ہے؟

جواب : رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَاءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا

(سورہ المائدہ ۔ پارہ ۷ ۔ آیت ۱۱۴)

ترجمہ : اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوانِ نعمت نازل فرما تاکہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے وہ دن یوم عید ہو۔

تشریح : اس آیۂ کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ رب العزت میں دعا کی کہ اے رب ہم پر مائدہ نازل فرما کہ یہ ہمارے لیے خوشی کا باعث بنے اور اس خوشی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عید کا نام دیا۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزولِ مائدہ اور اس کے حصول کے دن کو عید کا نام دے رہے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ ہیں۔ اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول کے دن کو عید سعید کیوں کہا جائے گا؟

عن ابی موسیٰ قال کان اھل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونہ عیدًا و یلبسون نساءھم فیہ حلیتھم و شارتھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصوموہ انتم

ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے

۵۔ اور اس دن کو عید کی طرح مناتے تھے۔ نئے لباس پہنتے اور خوشی کرتے
۶۔ اور ان کی عورتیں اس دن اپنا زیور پہنتی اور ہار سنگھار کرتی تھیں۔ پس فرمایا
حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے صحابہ! تم بھی یہ روزہ رکھا کرو۔
(مسلم شریف جلد اول صـــ۳۵۹ـــ)

۱۔ قالت الیھود لعمر انکم تقرأون اٰیۃ الیوم اکملت لو نزلت فینا
لاتخذناھا عیدًا (بخاری جلد ۲ مترجم صـــ۷۷۵ـــ)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہودیوں نے کہا۔ جو تم یہ آیہ کریمہ پڑھتے ہو،
الیوم اکملت اگر یہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس آیت کے نزول کے دن کو یوم عید مناتے

۲۔ وعن ابن عباس انہ قرء الیوم وعندہ یھودی فقال لو نزلت ھذہ
الاٰیۃ علینا لاتخذناھا عیدًا فقال ابن عباس فانھا نزلت فی یوم عیدین
فی یوم جمعۃ ویوم عرفۃ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ پڑھا انہوں نے
آیت الیوم اکملت کو تو ان کے پاس ایک یہودی تھا۔ یہودی نے کہا۔ اگر یہ آیت
ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ کہ جس
دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ ایک یوم جمعہ کی عید
ایک یوم عرفہ کی عید۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اول صـــ۳۱۱ـــ)

تشریح: ان ہر دو مذکورہ روایات میں یہ بات ثابت ہوئی کہ قرآن پاک
میں تکمیلِ دین والی آیت کے نزول پر عید منانے کا تذکرہ ہے جس کو حضرت
سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عیدین کے لفظ سے ظاہر فرما دیا کہ یوم جمعہ اور یوم
عرفہ بھی عید کے دن ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن پاک کی ایک آیت جس میں
تکمیل دین کی بشارت ... ارشاد فرمایا گیا۔ اور اس کے نزول کو یوم عید سے منسوب

کیا گیا۔ تو وہ ذاتِ مقدس جس پہ سارا قرآن رب کائنات نے نازل فرمایا تو اس نعمتِ عظمیٰ کے ظہور یعنی ولادت کے دن اظہارِ تشکر اور مسرت حصولِ نعمت کے دن کو عید کا دن کہنا ہر طرح سے مناسب اور موزون ہے۔

قال رسول اللّٰه فی جمعة من الجمع یا معشر المسلمین ان ھذا یوم جعله اللّٰه عیدا

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن اجتماعِ جمعہ میں اے جماعتِ مسلمین بے شک یہ جمعہ کا دن بنایا اللہ تعالےٰ نے عید کا دن تمہارے لیے۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۲۷)

عن ابی لبابة ابن عبد المنذر قال قال النبی ان یوم الجمعة سید الایام واعظمھا عند اللّٰه وھو اعظم عند اللّٰه من یوم الاضحیٰ ویوم الفطر

ترجمہ: حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک عظمت والا ہے۔ اور اللہ کے نزدیک جمعہ کا دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن سے زیادہ عظمت والا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۳۱)

تشریح: مذکورہ آیۂ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر کے علاوہ اور دنوں کو بھی شریعت میں عید کے دن کے نام سے پکارا گیا ہے۔ جشنِ میلاد النبی کے دن کو عید کہنے پر تکرار کرنا جہالت اور گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ یعنی ایسا تکرار کرنے والا یا تو علم دین سے بالکل کورا ہوگا اور وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے ایسا اعتراض کرے گا۔ یا پھر اس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بغض ہوگا تو وہ ایسا اعتراض کرے گا۔ لہٰذا مبارک

...ال پر خوشی منانا، اظہارِ مسرت کرنا، صدقہ و خیرات کرنا زندہ قوم کی نشانی ہے۔ اور
...بوب ربِ کائنات فخرِ موجودات، سیدِ ارض و سماوات کی خاص محبت کی علامت ہے۔

قال ابن الجزری فاذا کان ھذا ابو لھب الکافر الذی نزل القرآن بذمه
...زی بفرحه لیلة مولد النبی صلی اللہ علیه وسلم فما حال المسلم الموحد
...ن امته صلی اللہ علیه وسلم یسر بمولدہ ویبذل ما تصل الیه قدرته
...ی محبته صلی اللہ علیه وسلم لعمری انما یکون جزاءہ من اللہ الکریم ان
...دخله بفضله العمیم جنات النعیم ولا زال اھل الاسلام یحتفلون
...شھر مولدہ علیه الصلاة والسلام ویعملون الولائم ویتصدقون
...ی لیالیه بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات
...ویعتنون بقراءة مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاته کل فضل
...عمیم ومما جرب من خواصه انه امان فی ذلک العام وبشری عاجلة
...بنیل البغیة والمرام فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شھر مولدہ
...المبارک اعیادا

ترجمہ: امام ابن الجزری نے فرمایا۔ کہ ابو لہب وہ کافر تھا کہ جس کی مذمت
... قرآن پاک میں نازل ہوئی۔ آپ کی ولادت پر اس نے جو خوشی منائی اسے اس کی جزا
... دی گئی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں جو شخص اسلام اور توحید پر قائم ہے
... اور آپ کی ولادت سے وہ مسرور ہوتا ہے۔ اور جس شے پر اس کی قدرت پہنچتی ہے،
... آپ کی محبت میں وہ اس کو خرچ کرتا ہے اس کا کیا حال ہوگا۔ مجھ کو میری جان کی قسم ہے
... کہ اللہ کی طرف سے اس کی جزا یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ عمیم کے ساتھ جنت نعیم
میں اس کو داخل کرے گا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں اہلِ اسلام ہمیشہ
محفلیں کرتے ہیں اور اہتمام کرتے ہیں۔ اور کھانا کھلاتے ہیں اور قسم قسم کے صدقات

ان راتوں میں صدقہ کرتے ہیں۔ اور اظہار خوشی کرتے ہیں۔ اور میلاد شریف کے واقعات سننے میں توجہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں پر اس میلاد شریف کی برکت سے فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے۔ ان محفلوں کی برکات آزمائی گئی ہیں اور کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے، آفات زمانی سے امان ہوتی ہے۔ اور دلی خواہشوں کے پانے میں عاجل بشارت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مبارک مہینے کی راتوں کو عیدیں اختیار کیا تاکہ ان لوگوں پر سخت بیماری ہو جن کے دلوں میں میلاد شریف کے بارے سخت مرض ہے تاکہ یہ دیکھ کر ان کے دل جلیں۔ (مواہب لدنیہ جلد اول ص ۵۹)

(انوار محمدیہ ص ۱۹) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۳) (زرقانی جلد اول ص ۱۴۷)

اعتراض ۱۵: تاریخ بارہ ربیع الاول جس کا تم جشن مناتے ہو۔ عید کی طرح خوشی کا اظہار کرتے ہو، یہی دن یعنی بارہ ربیع الاول حضور کی وفات کا دن یعنی پردہ فرمانے کا دن بھی ہے۔ جس دن تمام صحابہ کرام غم سے نڈھال تھے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حسنین کریمین سب ہی غم میں مبتلا تھے تو تم اس دن جشن منا کر خوشی کا اظہار کیوں کرتے ہو؟

جواب: اس دن صحابہ کرام کا غم یا اہل بیت کا غم اضطراری تھا، اختیاری نہیں تھا اس کی وضاحت بعد میں کروں گا۔ کیونکہ رب کریم نے مالی و جانی نقصان پر صبر کا حکم ارشاد فرمایا ہے جس پر بے شمار آیات شاہد ہیں۔ یعنی غم کا اظہار کرنے سے قرآن پاک نے روکا ہے۔ اور نعمت کے حصول پر شکریہ ادا کرنا نعمت کا تذکرہ کرنا اور اظہار خوشی کرنا قرآن پاک کی منشا کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واشکروا نعمت اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون (۱۴۔ نحل۔ ۱۱۴)

ترجمہ: شکریہ ادا کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اگر ہو تم خاص اسی کی عبادت کرتے۔

تشریح لفظ اُشکروا صیغہ امر ہے۔ یعنی حکم دیا گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ لازمی ادا کرو۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نعمت اللہ سے مراد یہاں وہ کونسی نعمت ہے جس کے شکریے کا یہ زور دار حکم دیا جا رہا ہے۔

الم تر الی الذین بدلوا نعمت کفرا (۱۳۔ ابراھیم ۔ ۲۸)

الذین بدلوا کفار مکۃ نعمت اللہ محمد والقرآن (تفسیر ابن عباس ص۱۶۳)

ترجمہ وہ لوگ جو بدلنے والے ہیں اللہ کی نعمت کو انکار سے، کفار مکہ ہیں اور نعمت اللہ سے مراد حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

بدلوا نعمت اللہ کفرا قال ھم کفار اھل مکۃ نعمت اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم (بخاری جلد دوم ص۵۶۶)

وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا (پارہ ۱۴ سورۂ نحل آیت ۱۸)

عن سھل قال نعمت اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم (شفا شریف جزء اول ص۱۶)

یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونھا (پارہ ۱۴ سورۂ نحل آیت ۸۳)

یعرفون نعمت اللہ عرفان محمد صلے اللہ علیہ وسلم ینکرونھا کفار ویھود ونصاریٰ (تفسیر ابن عباس ص۱۶۰)

اخرج ابن ابی شیبہ ابن جریر ابن المنذر ابن ابی حاتم عن سدی یعرفون نعمت اللہ قال محمد صلے اللہ علیہ وسلم (درمنثور جلد ۴ ص۱۲۷)

تشریح ان تمام قرآنی آیات کی تفسیرات سے ثابت ہوا کہ نعمت اللہ سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اس نعمت کے شکریے کا ایک اہم طریقہ قرآن نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمت اللہ علیکم (سورہ مائدہ آیت ۱۱)

ترجمہ اے ایمان والو! تذکرہ کرو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا جو اس نے تم پر نازل کی

اسی طرح آگے ارشاد فرمایا

واما بنعمة ربك فحدث

ترجمہ: اور تم اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو

تشریح ان مذکورہ آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے تذکرہ اور تحدیث کا پرزور تقاضا قرآن پاک کر رہا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس تذکرے اور تحدیث کو شکریہ کے طور پر کن حالات میں کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ کی وضاحت بھی فرما دی۔

قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا هو خير مما يجمعون

(پارہ ۱۱، سورہ یونس۔ آیت ۵۸)

ترجمہ: (اے محبوب) فرما دو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوب خوشی منائیں، وہ تمہاری جمع کردہ اشیاء سے بہتر ہے۔

تشریح اس آیت کے شروع میں لفظ قل فرما کر ایک اور حقیقت کو اجاگر فرما دیا۔ لفظ قل امر کا صیغہ ہے۔ جہاں بھی کلمہ قل سے کسی امر کی نشاندہی فرمائی ہے وہ دین کے بنیادی اور اہم ترین حقائق ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے جب اپنی ربوبیت اور وحدانیت کا اعلان کرنا چاہا تو فرمایا۔ قل هو الله احد (الاخلاص) اے محبوب فرما دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے مقصود زندگی اور محبت الٰہی کے حصول کا طریقہ بیان بھی حضور کی زبان سے کہلوایا۔ قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله **ترجمہ:** فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں محبوب بنا لیگا۔ (سورۃ آل عمران آیت ۳۱)

پھر اظہار عبودیت موت وحیات اور تمام تر عبادات اور ہر قسم کی قربانی کا فلسفہ بیان فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

ترجمہ: فرما دیجیے! بیشک میری نمازیں میری قربانیاں میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۶۲)

تشریح: ان آیات مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ دین کے بنیادی تقاضے اور اہم ترین حقائق کو لفظ قل سے مزین فرمایا۔ آگے بفضل اللہ وبرحمتہ دو چیزوں کا ذکر فرمایا ایک اللہ کا فضل دوسرا اللہ کی رحمت۔ لفظاً یہ دو چیزیں بیان ہوئیں آگے فبذلک ضمیر واحد ارشاد فرمائی جس نے ثابت کر دیا کہ لفظاً تو بفضل اللہ وبرحمتہ دو چیزیں ہیں لیکن ضمیر واحد ثابت کرتی ہے کہ اصلاً یہ ایک ہی چیز ہے۔ اگر یہ دو چیزیں ہوتیں تو تثنیہ کا صیغہ لایا جاتا۔ اور ذلک کے بجائے ذانک کہا جاتا۔ ارشاد باری ہے

فلولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لکنتم من الخسرین

ترجمہ: پس اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ضرور خسارہ میں ہو جاتے۔ (پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۶۴)

ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطن الا قلیلا

ترجمہ: اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم ضرور شیطان کی اتباع کرنے لگتے مگر تھوڑے۔ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۸۳)

تشریح: ان آیات کے بارے میں بہت سارے ائمہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے مراد ذات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب ہم قرآن پاک کی نص آیہ کریمہ سے ثابت کرتے ہیں کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے واقعی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مقصود ہے۔

یا ایہا النبی انا ارسلنک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ

باذنه وسراجاً منیراً ولبشر المومنین بان لھم من اللہ فضلاً کبیراً

(پارہ ۲۲ سورہ احزاب ۔ آیات ۴۵-۴۷)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں دینے والے! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر، خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ اور مومنوں کو خوش خبری دو، کہ ان کے لئے یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

تشریح: اللہ تعالے کے اس کلام سے ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم مومنین کے لئے اللہ کا فضل ہیں۔

دوسری آیہ کریمہ ملاحظہ فرمائیے۔

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین (پارہ ۱۷ ۔ سورۃ الانبیاء ۔ آیہ ۱۰۷)

ترجمہ: نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کی۔

تشریح: ان ہر دو آیات میں رب کریم کے ارشادات کے مطابق اللہ کے فضل اور رحمت سے مراد ذاتِ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب اس نعمت کے شکرانے کا انفرادی حکم فلیفرحوا قابلِ غور ہے۔ کسی اور نعمت کے شکرانے کے لئے اللہ تعالے نے اس طرح کا حکم نہیں فرمایا۔ حالانکہ فلیفرحوا کی جگہ فلیسجدوا، فلیرکعوا، فلیعبدوا یا فلینفقوا فرمایا جا سکتا تھا۔ لیکن خداوندِ قدوس نے صرف اور صرف فلیفرحوا فرمایا۔ تاکہ یہ تصور پختہ تر ہو جائے کہ شکریہ میں عبادت بھی کی جا سکتی ہے، سجدہ اور رکوع بھی کر سکتے ہو اور اپنا مال غریبوں اور محتاجوں پر خرچ بھی کر سکتے ہو۔ لیکن ان تمام طریقہ ہائے شکر سے بڑھ کر فلیفرحوا یعنی خوشی منانا، جشن منانا افضل ترین طریقہ شکر ہے۔ کئی لوگ مسلمانوں کو اس طرح سے ورغلایا کرتے ہیں کہ بھئی ایسی خوشی پر جشن منانا، چراغاں کرنا، کھانا پکا کر تقسیم کرنا، جھنڈیاں، روشنی، سائبان، محراب وغیرہ بنانے پر خرچ کرنے سے کیا فائدہ! اس سے بہتر تھا کہ یہ رقم کسی محتاج غریب بیوہ نادار یتیم بیمار کو دے دی جاتی۔ مسجد بنا دی

جاتی۔ کسی مدرسہ میں جمع کرادی جاتی۔ ایسے طرح طرح کے سوالات ذہن میں لاتے ہیں۔
اگرچہ یہ کام اپنی اپنی جگہ بالکل صحیح ہیں۔ درست اور بجا ہیں۔ لیکن باری تعالیٰ نے ان سب
خیالوں کو دور فرمادیا۔ اور فرمایا یہ بھی ٹھیک ہے لیکن اس موقعہ پر تمہارا خوشی منانا اور
جشن منانا زیادہ مناسب ہے۔ صدقہ اور خیرات بھی کرو۔ غرباء اور مساکین کو بھی دو۔ اور
نیکی کے کام میں خرچ بھی کرو۔ اور جب خوشی کا موقعہ آئے۔ تو تم یہ بہانہ بنا کر بیٹھ نہ جاؤ
کہ نہیں جی ہم تو یہ سب کسی اور نیک کام میں صرف کردیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے ہر
بہانے کو رد فرما کر فلیفرحوا ارشاد فرمادیا۔ کہ اے محبوب انہیں چاہیے کہ خوشی منائیں
هو خیر مما یجمعون پر غور کریں کہ وہ بہتر ہے تمہارے جمع شدہ اشیاء سے۔
غور کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ وہ ہی چیزیں جمع کی جاسکتی ہیں کیونکہ کلمۂ ما عام ہے
دنیا و آخرت دونوں کو حاوی ہے۔ دنیا کے حوالے سے جمع کرنا چاہیں تو مال اسباب
دولت جائیداد محلات جمع کئے جا سکتے ہیں۔ اور آخرت کے حوالے سے جمع کرنا چاہیں
تو اعمال صالحہ مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ صدقات وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ تو قرآن نے فرمایا
کہ خوشی منانا تمہاری ہر طرح کی جمع شدہ چیزوں سے بہتر ہے خواہ مال و اسباب ہو خواہ
اجر و ثواب ہو۔ اس سے بہتر ہے کہ اس نعمت کے شکرانے کے لئے خوشی منائی جائے
جشن منایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف ارشاد فرمادیا کہ خواہ کوئی دنیاوی مال
ہو یا اخروی اجر و ثواب ہو میرے محبوب کی آمد اور ولادت پر خوشی منانا تمہارے مال
و اسباب، اجر و ثواب حاصل کرنے سے خوشی منانا بہت بہتر ہے۔ آگے ہم سوال کی
شق نمبر ۲ یعنی صفات پر غم کیوں نہیں کیا جاتا۔ کو زیر بحث لاتے ہیں۔ سنیے غم کرنا امت
مسلمہ کا شیوہ نہیں۔ اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنا اور ذکر کرنا اللہ رب العزت کا حکم ہے جس
کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی شکر بجا لاتے ہوئے غم واندوہ اور افسوس
کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ایسا کرنا تو نعمت کی بے قدری ہے۔ اور بے قدری کرنا

کفرانِ نعمت ہے جس کے لئے ارشاد فرمایا گیا کہ

ولئن کفرتم ان عذابی لشدید

ترجمہ: اگر تم میری نعمت کی ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب سخت ہے لہٰذا سوگ منانا اور غم کرنا امت مسلمہ کا شیوہ نہیں غم ہمیشہ نعمت کے خاتمہ پر کیا جاتا ہے۔ بلکہ غم اس وقت کیا جاتا ہے۔ جب کوئی چیز چلی جائے، اس سے حاصل ہونے والے فوائد ختم ہو جائیں، اس کے اثرات و نتائج کا سلسلہ بھی ختم ہو جائے مثلاً کسی کے بیٹا تھا، وہ فوت ہو گیا، اس کے مرنے پر تو اسے غم ہو سکتا ہے۔ کہ بیٹے کی نعمت اس سے چھن گئی۔ لیکن پھر بھی تقاضائے قرآن مجید کے مطابق شکر گزار مومنین کا یہ شیوہ نہیں کہ مال و دولت اور اولاد کے جانے پر خدا سے شکوہ کریں۔ بلکہ یہ تو آزمائشیں ہوتی ہیں، چہ جائیکہ کوئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے پر غم کرے کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک بھی امت کے حق میں رحمت ہے جس طرح حضور کی ظاہری حیات طیبہ رحمت ہے کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تو رحمۃ للعلمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر عالمین کا قائم رہنا محال ہے جیسا کہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اب جو شخص یہ کہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہوں گے۔ وہ بلا اتفاق کافر ہو جاتا ہے۔ صیغہ حاضر سے کلمہ پڑھنے والا ہی مسلمان کہلائے گا۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جب ہر مسلمان لفظ "ہیں" کا استعمال کرتا ہے، تو غم کس چیز کا کریں گے، فراق وملال کی کیفیت کس لئے ہو گی! اس کے بارے علامہ ابن القیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں طبرانی، ابوداؤد، ابن ماجہ سے نقل کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ

لیس من عبد یصلی علیّ الا بلغنی صوته حیث کان قلنا و بعد وفاتک قال و بعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

ترجمہ: جو شخص بھی مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی ہو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیا بعد از وصال بھی آپ اسی طرح سنیں گے فرمایا ہاں۔ کیوں نہیں! وصال کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے جسموں کو کھائے۔ (جلاء الافہام صـ۶۳) یہ کوتاہیاں ہماری طرف سے ہیں کہ ہمیں حقیقتِ حال کا علم نہیں۔ اس لیے ہم زندہ رہتے ہوئے بھی مردہ ہیں اور وہ پردہ فرما کر بھی زندہ ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تو سلام سنتے بھی ہیں۔ اس کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ ہر کان سماعت کا سزاوار نہیں اور ہر آنکھ قابلِ دیدار نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم ترجمہ: میری ظاہری زندگی اور میرا وصال دونوں ہی تمہارے لیے باعثِ خیر ہیں۔ (شفا شریف جلد ۱ صـ۱۹)

اذا اراد اللہ رحمۃ امۃ من عبادہ قبض نبیھا قبلھا فجعلہ لھا فرطا و سلفا و اذا اراد ہلکۃ امۃ عذبھا و نبیھا حیّ فاھلکھا وھو ینظر فاقر عینہ بھلکتھا حین کذبوہ وعصوا امرہ

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اس امت کے نبی کے لئے وصال عطا کر کے اس امت کے لئے شفاعت کا سامان کر دیتا ہے۔ اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کو ان کے نبی کی ظاہری حیات میں ہی مبتلائے عذاب کر دیتا ہے۔ اور اس امت کی ہلاکت کے ذریعہ سے اپنے پیارے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے۔ (مسلم شریف جلد ۲ صـ۲۴۹)

وقد امر الشرع بالعقیقۃ عند الولادۃ وھی اظہار شکر وفرح بالمولود و

لم یامر عند الموت بذبح ولا بغیرہ بل نہی عن النیاحة واظہار الجزع فدلت قواعد الشریعة علی انه یحسن فی هذا الشهر اظہار الفرح بولادته صلی اللہ علیه وسلم دون اظہار الحزن فیه بوفاته

ترجمہ: شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کا حکم دیا ہے۔ اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ کے شکر اور خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے۔ لیکن موت کے وقت ایسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ نوحہ اور جزع وغیرہ سے منع کر دیا ہے۔ شریعت کے مذکورہ اصول کا تقاضا یہ ہے کہ ربیع الاول شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے، نہ کہ وصال پر غم

(الحاوی للفتاوی۔ جلد اول۔ امام سیوطی۔ ص۱۹۳)

لیس هناك موت ولا فوت بل انتقال من حال الی حال

ترجمہ: یہاں موت ہے نہ وفات بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ہے۔ (شرح شفا شریف جلد اول ص۱۰۲)

فکانت حیاته رحمة ومماته رحمة

ترجمہ: پس آپ کی حیات مبارکہ بھی رحمت ہے اور آپ کا وصال فرما جانا بھی رحمت ہے۔ (شرح شفا شریف جلد اول ص۱۰۲)

عن عائشة قالت سکن یهودی بمکة یبیع بها تجارات فلما کان لیلة ولد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال فی مجلس من مجالس قریش هل کان فیکم من مولود فی هذه اللیلة۔ قالوا لا نعلمه قال اخطأت واللہ حیث کنت اکره انظروا یا معشر قریش واحصوا ما اقول لکم ولد اللیلة نبی هذه الامة احمد الآخر فان اخطاکم فبفلسطین به شامة بین کتفیه سوداء صفراء فیها شعرات متواترات فتصدع القوم من مجالسهم وهم یعجبون من

حدیثه فلما صاروا فی منازلهم وذکروا لاهالیهم فقیل لبعضهم ولد لعبد الله بن عبد المطلب اللیلة غلام وسماه محمد فالتقوا بعد من یومهم فاتوا الیهودي فی منزله فقالوا علمنا انهٔ ولد فینا مولود قال ابعد خبری ام قبلهٔ؟ قالوا قبله واسمهٔ احمد قال فاذهبوا بنا الیه فخرجوا معهٔ حتی دخلوا علی اُمّه فاخرجته الیهم فرای الشامة فی ظهره فغشی علی الیهودی ثمّ افاق فقالوا ویلك مالك قال ذهبت النبوة من بنی اسرائیل وخرج الکتاب من ایدیهم وهذا مکتوب انهٔ یقتلهم ویبید اخبارهم فازت العرب النبوة افرحتم یا معشر قریش اما والله لیسطون مکم سطوة یخرج نبئوها من المشرق الی المغرب

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک یہودی رہتا تھا۔ جو تجارت کرتا تھا۔ جب وہ رات آئی جس میں سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ولادت فرمائی۔ تو وہ یہودی گروہِ قریش میں آیا۔ اور کہنے لگا کہ آج رات تم میں سے کسی کے ہاں فرزند پیدا ہوا ہے تو سب قریشیوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ یہودی نے کہا۔ میرا علم غلط تو نہیں ہو سکتا۔ تم جاکر اپنے گھروں میں ضرور پتہ کرنا کیونکہ اس رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے سیاہی مائل زرد رنگ کی۔ اس پر بال مجتمع ہیں قریشیوں نے اس بات کا تذکرہ اپنے اپنے گھروں میں کیا تو پتہ چلا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں فرزند پیدا ہوا ہے۔ جب یہ اطلاع اس یہودی کو دی گئی تو اس نے اصرار کیا کہ اس بچے کی زیارت میں ضرور کروں گا۔ تو گروہِ قریش اس یہودی کو سیدہ آمنہ کے پاس لایا۔ تو اس یہودی نے کہا کہ مجھے اپنے فرزند کی زیارت کراؤ۔ تو حضرت آمنہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یہودی کے سامنے کیا تو اس یہودی نے پشت مبارک

سے کپڑا اٹھا کر وہ علامت دیکھی تو وہ فوراً بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ جب اسے کچھ ہوش آیا تو کہنے لگا۔ خدا کی قسم بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔ اور قریش سے کہا۔ اے گروہِ قریش! تم خوب خوب خوشی مناؤ کہ تم میں نبی آخر الزمان تشریف لے آئے ہیں۔ خدا کی قسم یہ صاحبِ شمشیر پیغمبر ہے۔ تمہیں ہلاک کرے گا۔ اور تم پر اس کے غلبے کی خبر مشرق و مغرب میں پہنچے گی۔ اس وقت اس کی نبوت تم پر ظاہر اور روشن ہوگی۔

تشریح اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بنی اسرائیل کے عالم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے نشانات کو بخوبی جانتے تھے۔ اور اس یہودی نے تمام قریشِ مکہ کو خوشی منانے کا پیغام دیا۔ تو پیغام دینے والا بھی یہودی تھا۔ اور جن کو پیغام دیا جا رہا تھا وہ بھی اس وقت مسلمان نہیں تھے لیکن اس نعمت عظمیٰ کی خوشی منانے کا تذکرہ اس وقت بھی ہو رہا تھا

(دلائل النبوۃ بیہقی جلد اوّل ص۱۰۹) (طبقات جلد اول ص۱۶۳) (الوفا جوزی ص۵)

قال فاخذہ عبد المطلب فادخله الكعبة وقام عندها يدعوا الله ويشكر ما اعطاه

ترجمہ اور جب حضرت عبد المطلب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لیا۔ اور داخل ہوئے کعبہ شریف میں اور اس کے قریب کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عطا کے شکریے میں دعا مانگی۔

تشریح اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عبد المطلب نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس عطائے بے بہا کے شکریے میں دعا مانگی بلکہ چند اشعار بھی اس شکریہ میں بیان کیے جو کہ عام کتابوں میں درج ہیں۔ ؎

الحمد لله الذی اعطانی   هذا الغلام الطيب الاردان

قد ساد فی المهد علی الغلمان اعیذہ باللہ ذی الارکان
حتیٰ اراہ بالغ البنیان اعیذہ من شر ذی شنآن
من حاسد مضطرب العنان

ترجمہ: سب تعریف ہے واسطے اس اللہ پاک کے جس نے یہ پاکیزہ بچہ ہمیں عطا فرمایا۔ بے شک اس کے پنگھوڑے میں بھی سایہ رحمت کا ہے۔ اور پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ہر نقصان کے بارے میں۔ یہاں تک کہ دیکھا اس کو نہایت سنجیدہ اور عقل مند۔ اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ہر برے کے شر کے بارے میں۔ حسد کرنے والے اور جلنے والے کی نگاہوں سے۔

(طبقات ابن سعد جلد اوّل صہ ۱۰۳) (سیرت ابن ہشام جلد اول صہ ۱۸۲)
(دلائل النبوۃ بیہقی جلد اوّل صہ ۱۱۳) (معارج النبوۃ رکن دوم صہ ۱۱)

اعتراض ۱۶: بہت سے فقہائے کرام نے جشن میلاد شریف کو بدعت قرار دیا ہے۔ تو بدعت کے بارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک اس طرح موجود ہے۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کی حمد کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے بہتر بات خدا کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ چیز ہے جس کو دین میں نیا نکالا گیا ہو۔ اور ہر بدعت (نئی نکالی ہوئی چیز) گمراہی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اول مترجم صہ ۴۴)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ جس نے ہمارے اس دین میں ایسی کوئی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے، پس وہ مردود ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اول مترجم ص۴۲)

ان ارشادات کی روشنی میں یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے، کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کلّ بدعۃ ضلالۃ تو ان ارشادات نبویہ کے مطابق ہر بدعت گمراہی ہے۔ ہمیشہ اس سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ ہر گمراہی جہنم کا راستہ ہے۔ جہنم ایک رہنے کی بری جگہ ہے۔ گویا جہنم سے بچنے کے لئے گمراہی سے بچنا چاہیے۔ اور گمراہی سے بچنے کے لئے بدعت سے بچنا لازم ہے۔

جواب: حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات میں کوئی شک نہیں۔ مگر ان ارشادات کو سمجھنے میں تم نے غلطی کھائی ہے۔ اس جملہ کلّ بدعۃ ضلالۃ میں لفظ کل بعض کے معنے میں آیا ہے۔ کیونکہ لفظ کل کا بعض پر دلالت کرنا ثابت ہے۔ جس کی مثالیں قرآن پاک میں کئی جگہ موجود ہیں۔

۱۔ قوم عاد پر اللہ تعالےٰ نے عذاب بھیجا۔ اور ان کی ہر شئے کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیا جس کو قرآن پاک نے یوں بیان فرمایا۔

تدمّر کل شیئ بامر ربھا (پارہ ۲۶۔ سورہ احقاف۔ آیت ۲۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے حکم سے کل اشیاء کو تباہ کیا گیا۔

اس آیت میں تباہ شدہ اشیاء کو کل سے تعبیر کیا گیا۔ حالانکہ اس عذاب خداوندی میں صرف ان کی ملکیت کی چیزوں کو ہی تباہ کیا گیا تھا، تمام کائنات کی سب چیزیں تباہ نہیں ہوئی تھیں۔ ان کے قبضے یا استعمال کی چیزوں پر لفظ کل لایا گیا جو تمام اشیاء

ان بعض تھیں۔ معلوم ہوا کہ بعض کو لفظ کل سے تعبیر کرنا جائز ہے

۲۶۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور بادشاہت ہوا، چرند، پرند جن وانس سب پر حکومت بخشی تو انہوں نے یہ فرمایا۔ ان کا یہ قول قرآن پاک میں موجود ہے۔

واوتینا من کل شیئ (پارہ ۱۹۔ سورہ نمل۔ آیت ۱۶)

ترجمہ یعنی ہم کو ہر چیز میں سے حصہ دیا گیا"۔ حالانکہ کائنات کی بہت سی چیزیں ایسی تھیں جو ان کی حکمرانی سے باہر تھیں۔ جیساکہ سلطنتِ بلقیس وغیرہ۔

اسی طرح حضرت بلقیس کے لئے آیا۔

واوتیت من کل شیئ (پارہ ۱۹، سورہ نمل۔ آیت ۲۳)

ترجمہ اور کہ دیا گیا اس کو کل چیزوں میں سے حصہ"۔ حالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی موجود تھی۔ تو یہ لفظ کل بعض پر آیا۔

دونوں جگہ اگر غور کیا جائے تو حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ بلقیس دونوں کو بعض سے ہی تھیں لیکن لفظ کل سے اظہار کیا گیا۔ ان آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ بعض پر بھی لفظ کل کبھی کبھی استعمال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس جگہ بھی لفظ کل، بعض پر استعمال ہوا۔ اگر تمہاری سمجھ کے مطابق یہاں لفظ کل کو بعض نہ مانا جائے تو بات بہت دور چلی جائے گی۔ قرآن پاک میں یہ ارشاد خداوندی موجود ہے

بدیع السموات والارض۔ (پارہ ۱۔ سورۃ البقرۃ۔ آیت ۱۱۷)

ترجمہ زمین وآسمان کو نیا پیدا کرنے والا۔

اب اس بدعت پر کونسا فتویٰ لگاؤ گے؟ ذرا غور کر کے بتایئے گا۔

دوسری جگہ ارشادِ گرامی ہے۔

قل ماکنت بدعا من الرسل (پارہ ۲۶۔ سورہ احقاف۔ آیت ۹)

ترجمہ: تم فرماؤ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔

اس آیہ قرآنیہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بدعت وہ ہے کہ جو بے اصل ہو وہ نہیں جوکہ بے مثل ہے کیونکہ حضور سے پہلے بھی رسول آتے رہے ہے۔ میری طرح رسول آنے والوں کی اصل موجود ہے۔ انہی کی مثل میں آیا ہوں۔

تیسری جگہ ارشاد ربانی ہے۔

ثم قفینا علی اثارھم برسلنا وقفینا بعیسی ابن مریم واتینہ الانجیل وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رافۃً ورحمۃً ورھبانیۃن ابتدعوھا ماکتبنھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوھا حق رعایتھا فاتینا الذین امنوا منھم اجرھم وکثیر منھم فسقون (پارہ ۲۷ سورہ حدید آیہ ۲۷)

ترجمہ: پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے رسول بھیجے۔ اور ان کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا۔ اور اسے انجیل عطا فرمائی۔ اور عیسیٰ کی پیروی کرنے والوں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی۔ راہب بننا، تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نئی نکالی۔ ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی۔ ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کو پیدا کی۔ پھر اسے نہ نبھا سکے جیسا اس کے نبھانے کا حق تھا۔ لیکن جو ایمان کے ساتھ اس پر قائم رہے ہم نے ان کو اس کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہتیرے فاسق ہیں۔

اس مضمونِ کلامِ الٰہی سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے، کہ نیکی کی طرف رغبت دلانے والی بدعت پر اجر وثواب ملتا ہے۔ اور برائی کی طرف رغبت دلانے والی بدعت گمراہی ہے۔

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سن سنۃً حسنۃً فعمل بھا کان لہٗ اجرھا ومثل اجر من عمل بھا لا ینقص من اجورھم شیئًا ومن سن

سنۃً سیئۃً فعمل بھا کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا لا ینقص
من اوزارھم شیئًا

ترجمہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اچھا طریقہ جاری کرے اور اس پر لوگ عمل کریں۔ تو اس کے لئے اس کا بھی اجر ہوگا اور ان کے اجروں میں کوئی کمی نہ کی جائے گی اگر ایسے ہی کوئی برا طریقہ جاری کرے اور لوگ اس پر عمل کریں تو اس پر اس کا گناہ ہوگا۔ اور عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ہوگا۔ اور کسی کے گناہ میں کمی نہ کی جائے گی۔

(ابن ماجہ شریف مترجم جلد اول ص۱۰) (مسلم شریف جلد اول

قولِ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قال الشافعی المحدثات من الامور ضربان احدھما ما احدث مما یخالف کتابًا او سنۃً او اثرًا او اجماعًا فھذہ البدعۃ الضلالۃ والثانی ما احدث من الخیر لا خلاف فیہ لواحد من ھذا وھذہ محدثۃ غیر مذمومۃ وقد قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قیام شھر رمضان نعمت البدعۃ ھذہ یعنی انھا محدثۃ لم تکن واذا کانت فلیس فیھا ردٌ لما مضیٰ

ترجمہ بدعات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو کتاب و سنت اثر و اجماع کے خلاف ہو۔ یہ بدعتِ ضلالت ہے۔ اور دوسری قسم وہ جسے کسی نیک مقصد کے لئے ایجاد کیا گیا ہو۔ اور کتاب و سنت اور اثر و اجماع میں سے کسی کے خلاف نہ ہو۔ ایسی بدعت غیر مذمومہ ہے۔ یعنی شرعًا اس میں کوئی برائی نہیں۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قیام رمضان کے بارے میں فرمایا۔ نعمت البدعۃ ھذہ (یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔ یعنی یہ ایسی اختراع ہے جو پہلے نہیں تھی۔ اب شروع ہوئی

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا البدعۃ فی الشرع هی احداث مالم یکن فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وهی منقسمة الی حسنة و قبیحة (تہذیب الاسماء واللغات نووی رح)

ترجمہ بدعت شرعی اصطلاح میں اس نئی چیز کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھی۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدعت حسنہ دوسری بدعت قبیحہ۔

شیخ عزیز الدین بن عبد السلام فرماتے ہیں البدعة منقسمة الی واجبة ومحرمة ومندوبة ومکروهة ومباحة قال والطریق فی ذلك ان تعرض البدعة علی قواعد الشریعة فاذا دخلت فی قواعد الایجاب فهی واجبة او فی قواعد التحریم فهی محرمة او الندب فمندوبة او المکروهة فمکروهة او المباح فمباحة (القواعد)

ترجمہ بدعت کی کئی قسمیں ہیں۔ واجب، حرام، مندوب، مکروہ اور مباح۔ اور یہ جاننے کے لئے کہ یہ بدعت کس قسم کی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم اس بدعت کو شریعت کے قواعد پر پرکھیں۔ اگر یہ قواعدِ ایجاب میں داخل ہو تو یہ واجب ہے۔ اگر تحریم میں ہے تو حرام ہوگی۔ اگر ندب میں ہے تو مندوب ہے۔ اگر مکروہ میں ہے تو یہ مکروہ ہے۔ اگر اباحت میں ہے تو یہ مباح ہوگی۔

کل شیئ عمل علی غیر مثال سابق وهی خمسة اقسام واجبة، مندوبة ومحرمة ومکروهة ومباحة وحدیث کل بدعة ضلالة من العام المخصوص

ترجمہ ہر وہ چیز جس کی سابق مثال نہ ملتی ہو، وہ پانچ قسم پر ہے۔ واجب، مندوب

شیخ علامہ شمس الدین محمد ابن یوسف علی کرمانی کا ارشاد

(کرمانی شرح بخاری جلد نہم کتاب الصوم من فضل قیام رمضان صـ۱۵۴)

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری صـ۴۲۴ کتاب الصوم من قیام رمضان)

ابی العباس شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی سنہ ۹۲۳

ثم البدعة علی نوعین ان کانت مما یندرج تحت مستحسن فی الشرع فھی بدعة حسنة وان کانت بیندرج تحت مستقبح فھی بدعة مستقبحة

ترجمہ: پھر بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ اگر اس کا درجہ تقویتِ دین اور اچھائی کی طرف ہو تو بدعت حسنہ ہے۔ اگر بری ہو اور دین کو نقصان دہ ہو تو بدعت ضلالۃ ہے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جزء الحادی عشر صـ۱۲۶) (النہایہ ابن اثیر جلد اول صـ)

(فتح الباری شرح بخاری جزء چہارم صـ۲۵۲) (لسان العرب جلد ہشتم صـ۶)

(بلوغ الامانی فتح الربانی علی مسند احمد بن حنبل شیبانی۔ کتاب الاعتصام صـ۸۹)

(حاشیہ مسلم جلد اول صـ۲۸۵ از امام نووی) (حاشیہ بخاری جلد اول صـ۲۶۹)

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول صـ۲۱۶)

وکل بدعة ضلالة و ہر بدعت سبب گمراہی است (رواہ مسلم)

بدانکہ ہر چہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بدعت است، و از آنچہ موافق اصول و قواعد سنت است و قیاس کردہ شدہ است بر آں، آنرا بدعت حسنہ گویند و آنچہ مخالف آں باشد، بدعت ضلالت خوانند۔ و

کلیتِ کل بدعة ضلالة محمول بر اینست۔ وبعض بدعتہا ست کہ واجب است چنانچہ تعلم و تعلیم صرف و نحو کہ بداں معرفتِ آیات و احادیث حاصل گردد و حفظ غرائبِ کتاب و سنت و دیگر چیزہا نیکہ حفظِ دین و ملت بر آں موقوف بود۔ وبعض مستحسن و مستحب مثل بنا ے

بعض مباح مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ و لباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند باعث طغیان و تکبر و مفاخرت نشوند و مباحات دیگر کہ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبودند چنانچہ بیری و غربال و مانندِ آں و بعض حرام چنانکہ مذاہب اہلِ بدع و اہواء بر خلاف سنت و جماعت و آنچہ خلفائے راشدین کردہ باشند اگرچہ بآں معنی کہ در زمانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبودہ بدعت است ولیکن از قسمِ بدعت حسنہ خواہد بود۔ بلکہ در حقیقت سنت است زیرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است بر شما باد کہ لازم گیرید سنتِ مرا و سنتِ خلفائے راشدین را رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ترجمہ: اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ پس بدعت ہر وہ چیز ہے، جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد پیدا ہوئی ہو اور جو کہ بدعت اصول و قواعد اور سنت کے مطابق ہو یعنی اس سے قیاس کی گئی ہو، اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ اور جو کہ اس کے خلاف ہو اس کو بدعت ضلالت کہتے ہیں۔ اور "ہر بدعت گمراہی ہے" سے یہی مراد ہے۔ اور بعض بدعات واجب ہیں۔ جیساکہ پڑھنا پڑھانا صرف و نحو جس سے آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ کا عرفان حاصل ہو، تاکہ کتاب و سنت کے صحیح مطالب سمجھ کر دین و ملت کی حفاظت میں تقویت ثابت ہو جائے۔ اور کچھ بدعات مستحسن اور مستحب ہیں۔ جیساکہ قائم کرنا نصاب تعلیم دین کا اور قائم کرنا دینی مدارس کا۔ اور بعض مکروہ ہیں۔ جیساکہ مسجدوں پر نقش و نگار کرنا اور مصاحف کو زینت دینا بعض کے قول کے مطابق۔ اور بعض بدعات مباح ہیں۔ جیساکہ طرح طرح کے کھانوں کی لذتوں میں فراخی کرنا۔ قسم قسم کے لباسِ فاخرہ پہننا بشرطیکہ حلال ہوں جبکہ تکبر غرور اور سجاوٹ بے جا کا سبب نہ ہوں۔ اور ایسے مباحات جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے جیسے چھلنی وغیرہ اور بعض بدعات حرام ہیں۔ جیساکہ مذاہب قدریہ معتزلہ اور مرجیہ وغیرہ جو کہ سنت و جماعت کے خلاف ہیں۔ اور جو خلفائے راشدین کے عہدِ مبارک میں ہوا ہو۔ اگرچہ عہدِ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا ہونے کے لحاظ سے

بدعت ہے، لیکن بدعت حسنہ کی قبیل سے ہے۔ بلکہ درحقیقت سنت ہی ہے کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لازم پکڑو تم میری سنت اور سنت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اوّل ص۱۱۷)

یہ تھی بدعات کے بارے میں مکمل وضاحت جس سے واضح ہوا کہ ہر بدعت گمراہی نہیں ہے۔ اس کے آگے دوسری حدیث مبارکہ کے بارے جواب

۱۔ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد۔ **ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، کہ جس نے ہمارے اس دین میں ایسی کوئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے، پس وہ مردود ہے۔

جواب ۲۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احداث فی امرنا ھذا مالیس منہ گفت عائشہ گفت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم من احداث فی امرنا ھذا مالیس منہ چیزیرا کسیکہ نو پدید کرد در دین کہ ایں دین روشن وہویدا است مالیس منہ چیزیرا کہ نیست ازیں دین۔ احداث کرد چیزی کہ نیست در کتاب وسنت صریحاً و نہ مستنبط ازوی و نہ حکم کرد بصحتِ وی کتاب پس شامل شد اجماع وقیاس را، ومراد چیزیست کہ مخالف ومغیر آن باشد فھو رد پس آں چیزیا آں کس باطل ومردود است۔

(اشعۃ اللمعات جلد اوّل کتاب الایمان ص۱۱۷)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر وہ بات جو ہمارے دین میں نئی پیدا کی جائے جیسا کہ یہ دین روشن اور واضح ہے۔ جو کہ اس دین سے مطابقت نہ کھائے اور اس بات کا کتاب وسنت میں نہ صریحاً استنباط اور نہ حکم صحت اس کے بارے ملتا ہو اور نہ ہی وہ اجماع وقیاس میں شامل ہو۔ مراد اس چیز کی ان سب کے مخالف اور غیر ہو۔ پس اس کو رد کیا جائے۔ پس

ایسی چیز یا ایسا عمل یا ایسا آدمی باطل اور مردود ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ذکرِ میلاد شریف سے تو تمام کتب تفاسیر، کتبِ احادیث اور کتبِ تواریخ وسیر بھری پڑی ہیں۔ بلکہ اگر نظرِ ایمانی سے بغور مطالعہ کیا جائے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کا ذکر نہ ہوتا تو شجر وحجر، ارض وسماء، شمس وقمر، جنت ودوزخ، انس وجن، پیغمبر اور ان کی امتیں معرضِ وجود میں نہ آتیں۔ بلکہ حضور کی تشریف آوری سے ہی اس دین کا ظہور ہوا ہے۔ ذکرِ میلاد کا دین میں ہونا تو کیا بلکہ ذکرِ میلاد میں دین کا ہونا ہے۔

اعتراض ۱۷

ذکرِ جشنِ میلاد شریف میں کئی ایک احادیث پائی جاتی ہیں ضعیف حدیث پر عمل کرنا دین نہیں۔ دین میں تو احادیث صحیحہ پر ہی عمل کرنا روا ہے۔ ضعیف حدیثوں سے دین نہیں بنایا جا سکتا۔ ضعیف حدیث پر عمل دین میں سراسر زیادتی ہے۔

جواب

اعلم انه ينبغی لمن بلغه شيئاً فی فضائل الاعمال ان يعمل به ولو مرةً واحدةً ليكون من اهله ولا ينبغی ان يتركه مطلقاً بل ياتی بما تيسر منه

ترجمہ یہ جان لینا بھی ضروری ہے۔ کہ جیسے فضائلِ اعمال میں ہے کہ کوئی عمل معلوم ہو اسے اس پر عمل کرنا چاہیے، خواہ ایک مرتبہ ہی کیوں نہ ہو۔ تاکہ وہ عاملین میں داخل ہو جائے۔ بلکہ جتنے اعمال آسانی سے انجام دے سکے، ان پر عمل کرنا چاہیے۔

(کتاب الاذکار امام نووی صـ۳۵)

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل فی الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف مالم يكن موضوعاً واما الاحكام من الحلال والحرام والبيع والنكاح والطلاق وغير ذالك

لا يعمل فيها الا بالحديث الصحيح او الحسن الا ان يكون فى احتياطٍ
فى شيئ من ذلك كما اذا ورد حديث ضعيف بكراهة بعض البيوع
او الانكحة فان المستحب ان يتنزه عنه ولكن لا يجب

ترجمہ: محدثین وفقہائے کرام وغیرہ فرماتے ہیں، فضائلِ اعمال اور ترغیب وترہیب
میں حدیث ضعیف پر بھی عمل مستحب اور جائز ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ روایت
موضوع نہ ہو۔ لیکن احکام میں جیسے حلت وحرمت، بیع ونکاح اور طلاق وغیرہ ان
احکام پر اس وقت تک عمل کرنا جائز نہیں، جب تک حدیث صحیح وحسن موجود نہ ہو
لیکن اگر حدیث ضعیف پر عمل کرنے سے کسی شے کی احتیاط لازم آتی ہو تو حدیث
کو اختیار کیا جائے۔ مثلاً اگر کسی ضعیف روایت سے بعض خرید وفروخت اور
نکاحوں کی کراہت ثابت ہوتی ہو تو بہتر یہ ہے۔ کہ ان نکاحوں اور خرید وفروخت سے
پرہیز کیا جائے۔ لیکن ان چیزوں کو ترک کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔
(کتاب الاذکار امام نووی ص ۳۸)

قال الحافظ جلال الدين السيوطى اتفق علماء الحديث على انه
بالحديث الضعيف فانه يجوز العمل روايتهٗ فى غير الاحكام والعقائد
قال وممن جزم بذلك النووى وابن جماعة والطيبى والبلقينى والعراقى
ترجمہ: حافظ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ علمائے حدیث اس امر پر متفق ہیں۔ کہ
ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے جبکہ وہ عقائد اور احکام کے حکم میں نہ ہو۔ یہی بات یقینی
طور پر امام نووی امام ابن جماعۃ امام طیبی امام بلقینی اور امام عراقی نے تحریر کی ہے۔
(کتاب الموضوعات الکبیر ملا علی قاری ص ۱۰۸)

بالضعف ومعمول به فى فضائل الاعمال وعلى مثل هذا ينبغى ان يحمل

واقول ... الضعيف لا يفصل ...

ترجمہ: جس حدیث پر ضعف کا حکم لگا یا گیا ہو اس حدیث پر فضائلِ اعمال میں عملدرآمد بھی ہوتا ہے۔ ضعیف کا ضعیف کے ساتھ منافات نہیں رکھتا اسی تفسیر پر محمول کیا جائیگا۔ (مقدمہ مشکوٰۃ عبدالحق محدث دہلوی ص۶)

تشریح ان تمام اقوال محدثین و محققین سے ثابت و واضح ہوا کہ فضائل اعمال میں ترغیب و ترہیب کے لئے عمل کرنا جائز اور مستحب ہے جب تک کہ احکامِ حلال و حرام، طلاق و نکاح اور بیع وغیرہ کا حکم نہ ہو۔ میلاد شریف کا جشن منانا یہ عمل فضائل اعمال میں سے ہے۔ اور ترغیب و ترہیب کے لئے اس پر عمل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

اعتراض ۱۸ امام ابن الحاج نے اپنی مشہور کتاب المدخل میں میلاد شریف پر سخت تنقید کی ہے۔ انہوں نے میلاد شریف کو بدعت قرار دیا ہے،

جواب امام ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ نے المدخل جلد دوم ص۲ سے ص۳۲ تک میلاد شریف ہی پر بحث کی ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امام ابن الحاج نے میلاد شریف پر سخت تنقید کی ہے۔ مگر یہ تنقید نفسِ میلاد شریف پر نہیں۔ بلکہ اس میں غلط کاریاں اور خواہشاتِ نفس اور آلاتِ طرب اور دنیاوی ریاکاری وغیرہ پر واقعی سخت تنقید کی ہے اور کچھ تنقید کا حصہ فضول تنقید پر محمول ہے۔ جیسا کہ میلاد شریف کے اجتماع کو اس لئے منعقد کیا جائے کہ کسی سے قرض واپس لیا جا سکے۔ آج تک ایسا اجتماع میلاد شریف کا نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے۔ اور ایسی ہی کئی ایک اور وجوہات بیان کی گئی ہیں لیکن نفسِ میلاد شریف کے بارے میں یہ عبارت ان کی شروع کتاب المدخل ہی میں موجود ہے،

تعظیم ھذہ الشھر الکریم الذی منّ اللہ تعالیٰ علینا فیہ بسید الاولین والاٰخرین فکان یجب ان یزاد فیہ من العبادات والخیر شکر للمولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ علی ما اولانا من ھذہ النعم العظیمۃ وان کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لم يزد فيه على غيره من الشهور شيئاً من العبادات وما ذلك الا لرحمته صلى الله عليه وسلم بامته ورفقه بهم لانه صلى الله عليه وسلم كان يترك العمل خشية ان يفرض على امته رحمة منه بهم كما وصفه المولى سبحانه وتعالى فى كتابه حيث قال بالمومنين رءوف رحيم. لكن اشار عليه الصلوٰة والسلام الى فضيلة هذا الشهر العظيم بقوله عليه الصلوٰة والسلام للسائل الذى ساله عن صوم يوم الاثنين فقال له عليه الصلوٰة والسلام ذلك يوم ولدت فيه فتشريف هذا اليوم متضمن لتشريف هذا الشهر الذى ولد فيه فينبغى ان نحترمه حق الاحترام ونفضله بما فضل الله به الاشهر الفاضلة وهذا منها لقوله عليه الصلوٰة والسلام (انا سيد ولد ادم ولا فخر)

ترجمہ یہ مہینہ کرامت وعظمت والا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہمارے لئے۔ اس لئے کہ اس میں سیدِ اولین وآخرین تشریف لائے۔ پس واجب ہُوا اس مہینے میں زیادہ کرنا عبادت کا اور بھلائی کا بارگاہ رب العزت میں شکریہ کے طور پر اس نعمت عظیمہ کے لئے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں نہیں زیادتی فرماتے تھے دوسرے مہینوں کی نسبت عبادات میں۔ اس طرح یہ صرف حضور کی رحمت تھی امت کے لئے۔ کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ترک کیا ایسے عمل کو اس ڈر کی وجہ سے کہ میری امت پر یہ چیز فرض نہ ہو جائے۔ یہ آپ کی مہربانی کا وصف ہے جس کو مولائے تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اس طرح ارشاد فرمایا۔ بالمومنین رءوف رحیم لیکن اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ ہے اس عظمت والے مہینے کی فضیلت کی طرف۔ جیساکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت سائل نے پوچھا [illegible] حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن

روزہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ میری ولادت اس دن میں ہوئی۔ اس دن کا شرف حضور کی تشریف آوری سے ہے۔ اور اس مہینے کو شرف اس لئے ملا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت اس میں ہوئی۔ پس چاہیے کہ ہم احترام کریں اس کا جیساکہ حق ہے احترام کرنے کا۔ اور ہم اس کی فضیلت جانیں جیساکہ اللہ تعالےٰ نے فضیلت اس مہینے کو بخشی۔ جیساکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں۔ (المدخل امام ابن الحاج صہ۲ جلد دوم)

تشریح: بہت لوگ امام ابن الحاج کی کتاب "المدخل" کا حوالہ دے دے کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ اسی کتاب کی مندرجہ بالا عبارت ہی میلاد شریف کے جواز اور ان کے دعوے کے ابطال کے لئے کافی ہے۔

اعتراض ۱۹: بہت علماء فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد شریف سے منع فرمایا ہے۔ اور ان کی مشہور کتاب "مکتوباتِ مجددیہ" پیش کی جاتی ہے۔

جواب: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے مکمل عبارت پیش کی جاتی ہے۔

درمیلاد نفسِ قرآن خواندن بصوتِ حسن و در قصائد نعت ومنقبت خواندن چہ مضائقہ است۔ ممنوع تحریف وتغیرِ حروفِ قرآن است والتزام رعایت مقاماتِ نغمہ وتردید صوت باں طریق الحان باتصفیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مباح است اگر بر نہجے خوانند کہ تحریفِ کلماتِ قرآنی نشود .... چہ مانع است۔

ترجمہ: میلاد شریف میں اچھی آواز سے قرآن مجید پڑھنا اور نعت ومنقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا حرج ہے! منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل وتحریف

تالیاں بجائی جائیں۔ اور یہ شعر میں بھی ناجائز ہے۔ اگر ایسے طریقے سے ذکرِ میلاد کریں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو۔ اور قصائد وغیرہ پڑھنے میں شرائط مذکورہ ملحوظ رہیں۔ اور اس کو بھی صحیح غرض سے تجویز کریں تو پھر کوئی مانع نہیں ہے۔

(مکتوبات شریف جلد سوم مکتوب ۷۲)

تشریح: یہ عبارت مخالفین بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اصل مراد حضرت مجدد صاحب کی یہ ہے کہ نعت خوانی میں تالیاں بجانا اور قرآن پاک کے حروف کو بگاڑ کر پڑھنا اور ریاکاری اور ڈھول باجے کے ساتھ میلاد پڑھنے سے منع فرمایا۔ اور اگر صحیح طریقے سے قرآن پاک پڑھا جائے۔ اور نعت و منقبت وقصائد پڑھے جائیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ ایسے میلاد شریف کے بارے تاکید فرمائی ہے۔ یہ تھا مخالفین کے پاس بڑا ہتھیار جس کے ذریعے وہ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور ہمارے بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۰: بہت علمائے دیوبند سادہ لوح لوگوں میں یہ چرچا عام کرتے ہیں کہ اعلیحضرت علامہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ محفل میلاد سے منع کرنے کے بارے میں ہے۔ کیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

جواب: جو فتویٰ اعلیحضرت کا یہ لوگ پیش کرتے ہیں، وہ حرف بحرف پیش کیا جاتا ہے۔

سوال: مجلس میلاد حضور خیر العباد صلے اللہ علیہ وسلم میں جو شخص تارکِ نماز، شرابی ڈاڑھی منڈانے یا کترانے والا، بے وضو، موضوع روایات سے تنہا یا دو چار آدمیوں کے ساتھ مل کر مولود پڑھتا ہو ایسے شخص سے مولود پڑھوانا یا اس کو مسند و منبر پر بٹھانا جائز ہے؟ ایسے شخص سے رب العزت جل مجدہ اور روحِ حضور صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہوتی ہے یا نہیں۔ اللہ ایسی مجالس پر رحمت نازل کرتا ہے یا نہیں۔ حضور ایسی محافل میں

تشریف لاتے ہیں یا نہیں؟ (بینوا)

الجواب: افعالِ مذکورہ سخت کبائر ہیں۔ ان کا مرتکب سخت فاسق و فاجر، مستحق عذاب و عتابِ رحمٰن اور دنیا میں موجبِ ہزاراں ذلت اور بوجہ خوش آوازی ایسے آدمی سے مجلس پڑھوانا حرام ہے۔ روایاتِ موضوعہ پڑھنا بھی حرام ہے سننا بھی حرام ہے۔ ایسی مجلس سے اللہ اور رسول بکمال ناراض ہیں۔ ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا، اس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق عذاب الٰہی ہیں۔ جتنے حاضرین ہیں سب وبال میں جدا جدا گرفتار ہوں گے اور ان سب کے وبال کی برابر ان پڑھنے والوں پر وبال ہوگا۔ ہزار شخص حاضرین ہوں تو ان پر ہزار گناہ اور اس کذاب قاری پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی محفل پر دو ہزار دو گناہ۔ ایک ہزار حاضرین کے، ایک ہزار ایک گناہ اس کذاب قاری کے اور ایک خود اپنا گناہ۔ پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہوں گے۔ بلکہ جس قدر روایاتِ موضوعہ وہ جاہل قاری پڑھے گا۔ ہر روایت ہر کلمہ پر یہ حسابِ وبال و عذاب ہوگا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالیہ پاک و منزہ ہیں اس سے کہ ایسی ناپاک مجلس میں تشریف فرما ہوں۔ البتہ وہاں تو ابلیس و شیاطین کا اجتماع ہوگا۔

(کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ مجموعہ فتاویٰ اصلی باب الحظر ۲۹۱ تا ۲۹۳)

تشریح: یہ ہے اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کا وہ فتویٰ جس کو یہ لوگ آڑ بنا کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس فتویٰ اعلیحضرت کو بغور پڑھا جائے تو میلاد شریف کی عظمت و فضیلت و طہارت کو اجاگر کرتا ہے اعلیحضرت کا منشا اس فتویٰ میں یہ پایا جاتا ہے کہ ربِ عظیم کا عظیم محبوب اور اس عظیم محبوب کی عظیم محفل میں شرابی، غیر شرع لوگ، کذاب، تارکِ نماز، بے دھنو لوگ بالکل داخل نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ یہ محفل اتنی پاکیزہ و منزہ و معطر و مطہر ہے کہ ایسے لوگوں کا وہاں

شرکت تو کجا، گزر تک نہیں ہونا چاہیے۔ اگر میلاد شریف کے نام پر منعقد کی گئی محفل شرابیوں سے، تارک الصلوٰۃ سے۔ داڑھی منڈے اور کذاب وبے وضو لوگوں کو بانیٔ محفل جان بوجھ کر اکٹھے کرتا ہے تو واقعی ساری کی ساری محفل مستحق ثواب نہ ہوگی بلکہ مستحقِ عذاب ہے۔ کیونکہ یہ ظاہرًا باطنًا مسلمانوں کی نہیں۔ بلکہ دراصل شیطانوں کی محفل ہوگی۔ اس فتویٰ عالمگیر میں اعلیٰ حضرت نے جیسے میلے کپڑے کو دھوبی صابن ڈال کر اس پر ضربیں لگا، اس کپڑے میں سے تمام تر ذرہ ذرہ میل کچیل نکال کر نچوڑ باہر کرتا اور اس کے اصل شفاف وصاف رنگ نکھارتا ہے۔ اور اس کپڑے کی زیب وزینت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اسی طرح اعلحضرت نے یہ فتویٰ صادر فرما کر میلاد شریف کی محافل کی حقیقی آن بان کو اجاگر فرمایا ہے۔ اس فتویٰ میں میلاد شریف کی محفل کو پاکیزہ ومنزہ رکھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے تاکہ تمام کائنات میں اعلیٰ وارفع شان جیسے حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے اسی طرح آپ کے ذکرِ پاک کی محفل بھی حضور کے شایانِ شان ہو۔

اعتراض ۲۱ شیخ تاج الدین عمر بن علی لخمی اسکندری جو فاکہانی کی نسبت سے مشہور ہیں، ان کا ایک فتویٰ جس کا نام "المورد فی الکلام علی المولد" ہے، اس میں لکھا ہے۔

"اس محفلِ میلاد کے لئے کوئی دلیل مجھے کتاب وسنت سے نہیں ملی۔ اور نہ ہی سلف کے پیروکار ائمہ دین سے اس کا کوئی ثبوت منقول ہے بلکہ یہ ایسی بدعت ہے جو جھوٹے اور نفس پرست لوگوں نے کھانے پینے کی غرض سے نکال لی ہے۔ اور نہ ہی اس کو صحابہ وتابعین نے کیا۔ ایسی محفل کے حرام ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔ اور ستم ظریفی یہ کہ یہ عمل کرنے والے لوگ اس کو عبادت بھی سمجھتے ہیں اور اس کو حرام اور

ممنوع خیال نہیں کرتے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون ۔

جواب: فاکہانی صاحب کا یہ فتویٰ سراسر غلطی پر مبنی ہے ۔ اور کتاب وسنت، قیاسِ مجتہدین اور اجماعِ امت کے خلاف ہے ۔ جیسا کہ قرآنِ مجید زبانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم، عملِ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین سے یہ عمل مذکورہ روایات میں ثابت ہو چکا ہے ۔ اب میں علمائے محققین سلف وخلف کے اسمائے مبارکہ پیش کرتا ہوں، جن فقہائے کرام نے میلاد شریف کے عمل کو جائز قرار دیا اور اس پر کتابیں لکھیں ۔ اور اس پر عمل کیا ۔ ان علمائے کرام کے اسمائے مبارکہ مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ الشیخ عمر بن محمد الملا الموصلی ۲۔ علامہ ابوالخطاب ابن دحیہ اندلسی

۳۔ علامہ ابوالطیب السبتی نزیل قوص ۴۔ علامہ ابوالفرج ابن جوزی

۵۔ امام ابومحمد عبدالرحمٰن اسمٰعیل استاذ امام نووی ۶۔ امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی

۷۔ امام القراء والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری ۸۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر

۹۔ علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ البکری ۱۰۔ علامہ ابوالقاسم محمد بن عثمان اللؤلوی الدمشقی

۱۱۔ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی ۱۲۔ علامہ سلیمان برسوی

۱۳۔ ابن الشیخ آقا شمس الدین ذکرہ صاحب کشف الظنون ۱۴۔ المولیٰ حسن البحری

۱۵۔ الشیخ محمد بن حمزہ العربی الواعظ ۱۶۔ الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیواسی

۱۷۔ علامہ حافظ ابوالخیر سخاوی ۱۸۔ سید عفیف الدین الشیرازی

۱۹۔ ابوبکر الدنقلی ۲۰۔ برہان محمد ناصحی

۲۱۔ برہان ابوالصفا ۲۲۔ الشمس الدمیاطی

۲۳۔ برہان محمد یوسف الناقوس ۲۴۔ حافظ زین الدین عراقی

۲۵۔ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی شیرازی ۲۶۔ ابوعبداللہ محمد بن النعمان

۲۷۔ امام محقق ولی الدین ابوزرعۃ العراقی ۲۸۔ جمال الدین العجمی الہمدانی

۲۹۔ یوسف بن علی بن رزاق الشامی
۳۰۔ یوسف الحجاز
۳۱۔ ابوبکر الحجاز
۳۲۔ منصور لبشار
۳۳۔ ابوموسیٰ ترہونی وقیل زرہونی
۳۴۔ الشیخ عبدالرحمٰن بن عبدالملک المخلص
۳۵۔ ناصرالدین المبارک الشہیر بابن الطباخ
۳۶۔ امام علامہ ظہیرالدین بن جعفر الحسینی
۳۷۔ فاضل عبداللہ بن شمس الدین الانصاری
۳۸۔ الشیخ الامام صدرالدین موہوب الجزری الشافعی
۳۹۔ علامہ ابن حجر عسقلانی
۴۰۔ شیخ جلال الدین سیوطی
۴۱۔ محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی
۴۲۔ شیخ شہاب الدین قسطلانی
۴۳۔ نورالدین علی حلبی شافعی
۴۴۔ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی
۴۵۔ علی بن سلطان محمد ہروی المعروف ملا علی قاری
۴۶۔ نورالدین ابوسعید پورانی
۴۷۔ عبدالرحمان صفوری شافعی صاحب نزہۃ المجالس
۴۸۔ سید امام جعفر برزنجی
۴۹۔ سید زین العابدین برزنجی
۵۰۔ شیخ احمد بن علامہ ابوالقاسم بخاری
۵۱۔ شیخ اسمٰعیل حقی آفندی
۵۲۔ احمد بن قشاشی مدنی
۵۳۔ محمد بن عرب مدنی
۵۴۔ شیخ عبدالملک کردی
۵۵۔ فاضل ابراہیم باجوری
۵۶۔ امیر محمد استاد ابراہیم باجوری
۵۷۔ شیخ سقاط استاذ الاستاذ باجوری
۵۸۔ شیخ محمد رملی
۵۹۔ شیخ عبدالباقی پدر داستاذ علامہ زرقانی
۶۰۔ علامہ احمد بن حجر
۶۱۔ ابن زکریا یحییٰ ابن عائذ حافظ کبیر اندلسی
۶۲۔ حافظ ابن رجب حنبلی
۶۳۔ سعید بن مسعود گازرونی
۶۴۔ مولانا زین الدین محمود نقشبندی
۶۵۔ علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی
۶۶۔ حضرت مولانا جلال الدین میرک
۶۷۔ علامہ محمد رفاعی مدنی
۶۸۔ قاضی ابن خلکان شافعی

۷۱۔ شیخ محمد بن طاہر محدث ۷۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

۷۳۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ ہے اجماعِ امت جس کے بارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک یہ ہے کہ "میری امت کبھی بھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی"۔ دوسرا ارشاد مبارک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ہے۔ کہ "جس عمل کو سب مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ اور جس عمل کو سب مسلمان برا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے"۔ تیسرا ارشاد یہ ہے "اے مومنین زمین پر تم اللہ کے گواہ ہو۔"

ا۔ میلاد شریف کے بارے میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

انت الذی لولاک ما خُلق امرءٌ

کلّا ولا خُلق الوریٰ لولاکا

ترجمہ: آپ وہ ذات پاک ہیں کہ اگر آپ کی ذاتِ اقدس نہ ہوتی تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا۔ بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو جملہ کائنات ہی پیدا نہ ہوتی۔

انت الذی لما توسّل آدم

مِن زلّۃٍ بِکَ وَھوَ اَباکا

ترجمہ: آپ وہ ذاتِ گرامی ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کے بارے میں آپ کو وسیلہ ٹھیرایا، تو کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ وہ آپ

وبک الخلیل دعا فعادت نارہٗ

بردا وقد خمدت بنور سناکا

ترجمہ: آپ ہی کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تو ان کے لئے آگ سرد ہوگئی۔ اور آپ کے جمال کے نور سے بجھ گئی۔

ودعاکَ ایوّب لضرٍّ مسّہٗ

فازیل عنہ الضرّ حین دعاکا

ترجمہ: اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اس مصیبت اور سختی میں آپ کو پکارا پس جس وقت آپ کو یاد کیا، ان کی سب مصیبت جاتی رہی۔

وکذاک موسیٰ لم یزل متوسّلا

بک فی القیٰمۃ یحتمی بحماکا

ترجمہ: اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمیشہ زندگی میں آپ ہی کا وسیلہ پکڑا، اور قیامت کے دن بھی آپ ہی کے ظلِ حمایت میں پناہ لیں گے۔

وبک المسیح اتی بشیرا مخبرا

بصفات حسنائے مادحًا بعلاکا

ترجمہ: اور یہ آپ ہی کی ذات بابرکات ہے، جن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آکر خوش خبری دی، اور آپ کے حُسن وجمال کے اوصاف بیان کیے۔ اور آپ کے علوِّ شان اور مرتبہ کی مدح سرائی کی۔

والانبیاءُ وکلُّ خلقٍ فی الورٰی

والرّسل والاملاکُ تحت لواکا

ترجمہ: جملہ انبیاء ورسل اور ساری مخلوق اور فرشتے اور سب سلاطین قیامت کے دن آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے

یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ
جدلی بجو دلک وارضنی برضاکا

ترجمہ: اے تمام موجودات سے بزرگ ترین! اے خزانہ مخلوقات! مجھے اپنی بخشش سے بخشئے۔ اور اپنی رضامندی سے راضی فرمائیے۔

انا طامع بالجود منک ولم یکن
لابی حنیفۃ فی الانام سواکا

ترجمہ: میں آپ کی بخشش کا حریص ہوں اور بجز آپ کے مجھ ابی حنیفہ کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔ (قصیدۃ النعمان از امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

۲۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

"اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال میں فسادِ نیت موجود رہتی ہے۔ البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے ہے جو بہت شاندار ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد شریف کے موقعہ پر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں۔ اور نہایت ہی عاجزی و انکساری محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا رہا ہوں۔ اے اللہ! وہ کونسا مقام ہے۔ جہاں میلاد پاک سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اس لئے اے ارحم الراحمین! مجھے پکا یقین ہے، کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہو سکتی۔"

(اخبار الاخیار ص۶۲۴ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی)

۲۲۔ میلاد شریف کے بارے میں شاہ عبدالرحیم دہلوی کا عقیدہ

اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما
صلة بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی سنة من السنین
شیئ اصنع به طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمته
بین الناس فرأیته صلے اللہ علیہ وسلم وبین یدیه هذه
الحمص متبهجا بشاشا

ترجمہ: میرے والد بزرگوار نے خبر دی کہ میں میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا میلاد پاک کی خوشی میں۔ ایک سال میں اتنا تنگ دست
تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا۔ مگر کچھ چنے بھنے ہوئے تھے۔ میں نے وہی لوگوں کو
تقسیم کر دیئے تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو
وہی بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔

(الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص۴۰)

۲۳۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

وکنت قبل ذلك بمكة المعظمة فی مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم
فی یوم ولادته صلے اللہ علیہ وسلم والناس یصلون علی النبی صلے
اللہ علیہ وسلم ویذکرون ارھاصاته التی ظهرت فی ولادته و
مشاھدہ قبل بعثته فرایت انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول
ادرکتها ببصر الروح فقط واللہ اعلم کیف کان الامر بین ھذا وذلك
فتاملت لتلك الانوار فوجدتها من قبل الملئكة الموكلین بامثال

هذه المجالس ورأيت يخالطه انوار الملئكة انوار الرحمة

ترجمہ: مکہ معظمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن میں ایک ایسی محفلِ میلاد میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ درود وسلام عرض کر رہے تھے۔ اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ کی ولادت کے موقعہ پر ظاہر ہوئے۔ اور جن کا مشاہدہ آپ کی بعثت مبارکہ سے پہلے ہوا۔ تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر انوار و تجلیات کی برسات شروع ہو گئی۔ انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے اس بات کی ہوش نہیں کہ میں نے یہ سب کچھ ظاہری آنکھوں سے دیکھا تھا یا فقط باطنی آنکھوں سے۔ بہرحال جو بھی ہو، میں نے غور و خوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کی وجہ سے ہیں جو ایسی مجالس میں شرکت پر مامور کئے گئے ہوتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ کے ساتھ ساتھ رحمتِ باری تعالیٰ کا نزول بھی ہو رہا تھا۔

(فیوض الحرمین صـ۸۰ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

۵۔ میلاد شریف کے بارے میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا عقیدہ

سوال۔ میلاد شریف کی اور عشرہ محرم کی مجالس منعقد کرنا کیسا ہے؟

جواب۔ سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان پر منعقد ہوا کرتی ہیں۔ مجلسِ ذکرِ میلاد شریف اور مجلسِ شہادتِ امام حسین۔ اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے ایک دو دن قبل ہوتی ہے۔ چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں۔ اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد جب فقیر آتا ہے، لوگ بیٹھ جاتے ہیں، تو فضائلِ حسنین رضی اللہ عنہما کا ذکر جو حدیث شریف میں وارد ہے۔ بیان کیا جاتا ہے اور صحیح صحیح احادیث جو ان دونوں واقعات کے مطابق ہوں، بیان کی جاتی

ب۔ پھر ختم قرآن مجید کیا جاتا ہے۔ اور پانچ آیت پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود
ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے۔ اور اس اثناء میں اگر کوئی شخص خوش الحان
سلام پڑھتا ہے یا شرعی طور پر مرثیہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے، تو اکثر
حاضرین مجلس اور اس فقیر کو بھی حالتِ رقت وگریہ لاحق ہو جاتی ہے۔
اس قدر عمل میں آتا ہے۔ اگر یہ سب کچھ فقیر کے نزدیک اس طریقہ سے جس
کا ذکر اوپر کیا گیا ہے، جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا۔ اور
اس کے علاوہ اور امور دیگر جو خلافِ شرع ہیں ان کے بیان کرنے کی ضرورت
نہیں۔ والسلام۔ سنہ ۱۲۳۸ھ"۔ (فتاویٰ عزیزیہ اردو ترجمہ سعید کمپنی کراچی ص۱۷۱)

میلاد شریف کے بارے میں مولانا عبد الحی لکھنوی کا عقیدہ

سوال ہشتم۔ مولود شریف کرنا اور شیرینی پر فاتحہ کرنا کیسا ہے؟
الجواب۔ ذکر مولود شریف یعنی وقائع ولادت ومعجزات بیان کرنا، خواہ
ملک ہند ہو سندھ، ایران ہو یا توران، خراسان ہو یا ملتان، روم ہو یا شام،
جائز ہے۔ اس میں کسی اہل اسلام کو کلام نہیں۔ باقی شیرینی کبھی اثنائے میلاد خوانی
میں کبھی بعد میلاد خوانی کے تقسیم ہوتی ہے۔
(مجموعۃ الفتاویٰ از مولانا الحاج حافظ محمد عبد الحی لکھنوی جلد اول ص۲۳۹)
بہر زمانیکہ عملِ مولد بطریق مندوب کردہ شود، فاعلش مثاب است۔ واہلِ
حرمین وبصرہ ویمن وشام وسائر بلاد برؤیتِ ہلالِ ربیع الاول فرحت میسازند و
محافلِ مولد وانفاق خیر مے نمایند واہتمام بسماعت وقرأت مولد نبی کریم صلوٰۃ
اللہ علیہ وسلم میسازند وبدیگر شہور ہم دریں بلاد مجلسِ مولود میشود واعتقاد نباید کرد
درماہ ربیع الاول اگر مجلسِ مولا کردہ شود، ثواب میسر خواہد شد والا لا۔ یا آنکہ درماہ

ربیع الاول نسبت بشہور دیگر ثواب زاید خواہد شد و بدیگر شہور کم زیرا چہ از شرع ایں امر بہ ثبوت نرسیدہ وکسیکہ ایں را بدعتِ مذمومہ گوید خلافِ شرع گفتہ

ترجمہ: جس زمانے میں بھی بطرز مندوب محفلِ میلاد کی جائے باعثِ ثواب ہے۔ اور حرمین شریفین، بصرہ، شام، یمن اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشی اور محفل میلاد اور مال خرچ کرتے ہیں۔ اور قرأۃ اور سماعتِ میلاد میں اہتمام کرتے ہیں۔ اور ربیع الاول کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی ان ممالک میں میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں۔ اور یہ اعتقاد نہ کرنا چاہیے کہ ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کیا جائیگا تو ثواب ملے گا۔ یا دوسرے مہینوں میں ثواب کم ملے گا۔ اس کی شریعت میں کوئی پابندی نہیں۔ جو لوگ میلاد شریف کو بدعت مذمومہ کہتے ہیں، وہ خلافِ شرع کہتے ہیں۔

(مجموعۃ الفتاوی از مولانا عبدالحی جلد سوم ص ۱۲۹)

۷۔ میلاد شریف کے بارے میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا عقیدہ

"فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفلِ مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔"

(فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ص ۹)

۸۔ علامہ مفتی محمد مظہر اللہ کا میلاد شریف کے بارے میں عقیدہ

میلاد خوانی بشرطیکہ صحیح روایات کے ساتھ ہو اور بارہویں ربیع الاول شریف میں جلوس نکالنا بشرطیکہ اس میں کسی ممنوع فعل کا ارتکاب نہ ہو، یہ دونوں جائز ہیں۔ ان کو ناجائز کہنے کے لئے دلیل شرعی ہونی چاہیے۔ مانعین کے پاس اس کی

مخالفت کی کیا دلیل ہے! یہ کہنا کہ صحابہ کرام نے کبھی اس طور سے میلاد خوانی نہ کی اور نہ جلوس نکالا۔ مخالفت کی یہ دلیل نہیں بن سکتی کہ کسی جائز امر کو کسی زمانہ میں نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ مظہری صفحہ ۴۳۵)

میلاد شریف کے بارے میں مولانا ابو محمد عبدالحق دہلوی کا عقیدہ

محفلِ میلاد خصوصاً اس پر آشوب زمانہ میں نہایت نیک کام اور باعثِ ترویجِ اسلام بین العوام ہے۔ اب جو لوگ اس محفلِ متبرک میں بعض بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں یہ ان کا قصور ہے۔ اس الزام سے یہ کام برا نہیں ہو سکتا۔ بنائے مساجد و مدارس جو بالاتفاق امرِ مستحسن ہے، اگر اس میں کوئی بدعات کا ارتکاب کرے تو کیا اس سے کوئی اس نفسِ فعل کو برا کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ میرے نزدیک جس فریق نے بدعت سیئہ کے معنی یہ لیے کہ قرونِ ثلاثہ کے بعد یہ بات پیدا ہوئی ہے، بدعت سیئہ ہے، اس نے بڑی غلطی کی۔" (تقریظ برانوار ساطعہ صفحہ ۳۰۸)

مفتی عنایت اللہ کاکوروی کا میلاد شریف کے بارے میں عقیدہ

"حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلامیہ میں عادت ہے، کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف کرتے ہیں، اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے مولود شریف پڑھتے ہیں۔ اور بکثرت درود شریف کی کرتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔ سو یہ امر موجبِ برکاتِ عظیمہ ہے۔ اور سبب ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا۔ بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفلِ متبرک مسجد نبوی شریف میں ہوتی ہے۔ اور مکہ معظمہ میں بر مکان ولادت آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم یہ محفل منعقد ہوتی ہے"۔
(تاریخ حبیب الٰہ از مفتی عنایت اللہ ص۱۵)

۱۱۔ علامہ مفتی رحمت اللہ کیرانوی کا میلاد شریف کے بارے میں عقیدہ

"انعقاد محفلِ میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے کہ ڈھول باجا۔ بے جا خرچ وغیرہ۔ بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وسلم کیا جاوے اور بعد اس کے طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے، اس میں کچھ حرج نہیں۔ ایسی محافل کا انعقاد ان شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کیں، اس وقت میں فرض کفایہ ہیں۔ مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کہتا ہوں کہ ایسی مجالس کرنے سے نہ رکیں۔ اور تعین یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس دن کے سوا اور دن میں میلاد جائز نہیں تو کچھ حرج نہیں۔ اور جواز اس کا بخوبی ثابت ہے۔ اور قیام وقت ذکرِ میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علمائے صالحین اور متکلمین نے اور صوفیا صافیاء اور علمائے محدثین نے جائز رکھا ہے۔ تعجب ہے ان منکرین سے کہ ایسے بڑھے کہ فاکہانی مغربی کے مقلد ہو کر جمہور سلف صالحین کو متکلمین کو اور محدثین اور صوفیاء کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا۔ اور ان کو ضال و مضل بتلایا اور خدا سے نہ ڈرے۔ کہ اس میں ان لوگوں کے اساتذہ اور پیر بھی تھے۔ مثل حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی اور ان کے صاحبزادے شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین اور ان کے بھائی شاہ عبد العزیز دہلوی اور ان کے نواسے حضرت مولانا محمد اسحاق دہلوی سب کے سب ان ہی ضال مضل میں داخل ہوئے جاتے ہیں۔ افسوس ایسی تیزی پر کہ جس کے موافق جمہور متکلمین اور محققین محدثین اور صوفیائے حرمین محتر

...ر شام اور یمن اور دیارِ عجمیہ میں لاکھوں تو گمراہی میں ہوں، اور یہ چند لوگ ہدایت پر ہوں
...ے اللہ ! ہمیں اور ان سب کو ہدایت کر اور سیدھے راستے پر چلا۔"
(تقریظ بر انوار ساطعہ از مولانا عبد السمیع رامپوری صت ۳۱۴)

۱۲۶۔ میلاد شریف کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

سوال — مولود شریف ایک محفلِ آرائش میں پڑھنا اور کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں ؟

جواب — ذکرِ ولادتِ شریف نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مثل دیگر اذکارِ خیر کے ثواب اور افضل ہے۔ اگر بدعات اور قبائح سے خالی ہو۔ اس سے بہتر دنیا میں اور کوئی محفل نہیں۔ قال الشاعر ؎

وذکرک للمشتاق خیر شراب   وکل شراب دونہ کسراب

(کتاب امداد الفتاوٰی از مولانا اشرف علی تھانوی جلد پنجم صت ۲۵۴)

۱۲۷۔ میلاد شریف کے بارے میں مولانا مولوی عبد اللہ صاحب داماد مولانا مولوی محمد قاسم نانوتوی کا عقیدہ

بعد حمد و صلوٰۃ کے المفتقر الی الباری عبد اللہ انصاری تمام برادرانِ دین کی خدمت میں عرض کرتا ہے، کہ مدت سے اختلافِ باہمی در باب مسئلہ میلاد سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سنتا تھا۔ اور طرفین کا تعصب یوماً فیوماً ترقی پذیر دیکھ کر شبانہ روز دل سے دعا کیا کرتا تھا۔ کہ یا اللہ کوئی صاحب مقبولِ انام مرجع خاص و عام اس بارے میں ایسی تحریر فرمائیں کہ جس سے فریقین اپنے تعصب بے جا سے خبردار ہو کر باز آئیں۔ اور حق پرست و منصف مزاج

اور طالبانِ روایات طریقِ مستوی پر لگ جائیں۔ سو ان دنوں فقیر نے کتاب "درّ المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم" دیکھی جس کے مصنف مخدومنا مولانا شاہ عبد الحق محدث مہاجر ہیں۔ اس کتاب کے ہر مسئلے کو بدلائل کتاب و سنت و اجماعِ امت مدلل پایا۔ اگر اس کتاب کے مصنف کو منصف و فاروق اور کتاب کو قولِ فیصل و صراطِ مستقیم کہا جاوے تو بجا ہے۔ اور کیوں نہ ہو، مصنف دام ظلہ العالی مکہ معظمہ زادہا اللہ تعظیماً و تشریفاً میں علماً و فہماً و ورعاً مثلِ آفتاب مشہور ہیں۔ ادنیٰ دلیل ان کی دلائل مقبولیت سے یہ ہے کہ وہ حرمِ محترم میں شیخ الدلائل ہیں۔ فقیر کو ان کی توصیف کی کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ تمام مضامین اس کتاب کے ان کے فضل و کمال پر براہین قاطعہ ہیں اور صحتِ عبارات کی خود بخود انوار ساطعہ ہیں۔ ہاں اس قدر گذارش ضرور ہے کہ جو کچھ مصنف مدظلہ نے در باب جوازِ میلاد فخرِ عباد تحریر فرمایا ہے، وہی مسلک قولاً و فعلاً ہندوستان کے مشاہیر علماء کا خلفاً عن سلف سلف سے لے کر خلف تک رہا ہے۔ چنانچہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی، شاہ مولانا ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، مفتی عنایت احمد، مولانا عبد الحی، استاذنا مولوی محمد لطیف اللہ، و مولانا مولوی ارشاد حسین، و مولانا محمد ملا نواب سلمہم اللہ تعالیٰ کا اسی پر عمل رہا اور ہے۔ نیز زبدۃ الفضلاء استاذ العلماء مولوی محمد یعقوب صاحب مدرس عربیہ دیوبند خاص دیوبند میں بارہا محافل میلاد شریف میں شریک ہوئے۔ اور بحالت قیام قارئین و سامعین قیام بھی کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اگرچہ اس کی اصل جیسی کہ چاہیے، نہیں ہے پر جبکہ تمام مجلس ذکرِ ولادت کی تعظیم کو اٹھ کھڑی ہو، ایسی حالت میں قیام نہ کرنا سوئے ادبی سے خالی نہیں۔ چنانچہ مولانا کے اس قول و فعل پر بہت سے شاگرد و باشندگانِ شہر شاہد ہیں علاوہ اس کے خاندانِ مصطفوی جامع الشریعت و الطریقت حاجی سید محمد عابد مہتمم مدرسہ دیوبند

خاص مولانا ممدوح سے اپنے مکان پر ذکرِ ولادت شریف بطریق وعظ کرایا۔ اور
شیرینی بھی تقسیم فرمائی۔ نیز کہف الفضلاء مولانا مولوی محمد قاسم ناظم مدرسہ دیوبند کی
زبانی کرّۃً بعد کرّۃٍ سنا گیا ہے۔ کہ ذکرِ ولادت با سعادت موجبِ خیر و برکت ہے۔ اور خاص
مولانا بھی بعض جگہ مجلسِ میلاد میں شریک ہوتے تھے۔ چنانچہ پیر جی واجد علی صاحب دیوبندی
مولانا کے مرید اور مولود خواں ہیں، اس امر کے شاہد ہیں۔ پس یہ جو بعض اشخاص،
بے تحقیق اہالیانِ مدرسۂ دیوبند کو اپنی تحریرات میں مانعین ذکرِ ولادت با سعادت
ٹھہراتے ہیں، سراسر بے جا ہے۔ اور اتہامِ عظیم ہے۔ جس کو کچھ بھی عقل ہوگی وہ
سمجھے گا کہ اہلِ مدرسہ میں سے مدرسِ اعلیٰ و مہتمم و مدبر مدرسہ کے اقوال و افعال
کا اعتبار ہے یا ہر مفیر کے ہفوات کا۔ واللہ اعلم بالصواب

(تقریظ علی درالمنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم از مولانا شاہ عبدالحق محدث مہاجر)

۱۴۶۔ میلاد شریف کے بارے میں مولوی سیّد حمزہ شاگرد جناب مولانا رشید احمد محدث گنگوہی کا عقیدہ

عرض کرتا ہوں کہ یہ رسالہ "الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم" اس ناچیز کی نظر سے گزرا۔ اس کا
مضمون لاجواب ہے اور پسندیدہ اولوالالباب۔ اور کیونکر نہ ہو کہ اس کے مصنف تحقیق میں
مثل الشمس فی نصف النہار ہیں اور تدقیق میں منبع الاسرار۔ علماء عرب و ہند و روم و مصر کی مستند بلکہ
ان کا و فضلائے عالم کے معتمد اور جیسا کہ ان کا علم و ذکا معتبر ہے ویسا ہی ورع اور اتقا مشتہر ہے
امید ہے کہ یہ کتاب مقبولِ خاص و عام ہوگی اور راحتِ جانِ اہلِ اسلام۔ کیونکہ اس میں مجلس مولد
شریف کا ثبوت ہے۔ وہ مجلس شریف کہ جو گلدستہ خوبی دین ہے اور عطر مجموعہ فلاح و یقین۔ وہ
مجلس کہ امور مذکورہ ذیل پر مشتمل ہے۔ ذکرِ ولادتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ استعمالِ خوشبو۔

آراستگی مکان۔ تقسیم شیرینی۔ کثرت درود شریف۔ قیام۔ تداعی۔ تعیینِ وقت۔

ذکرِ مبارک کی خوبی جس میں فضائل و مدح و بیانِ ولادت داخل ہے۔ اس آیہ شریفہ سے بوجہ احسن مستفاد ہوتی ہے۔ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاۗءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَاۗءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ ذکرِ رسل تثبیتِ فؤاد اور موعظہ اور ذکریٰ کا مثمر ہو۔ فما ظنک بذکر سید المرسلین حبیب احسن الخالقین فتنبہ وکن من الشاکرین لانعام خیر المنعمین۔ اس آیہ شریفہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ یہ ذکر شریف افراد وعظ میں داخل ہے بلکہ اعلیٰ اور اہم بھی ہے۔ کیونکہ یہ ذریعہ عمدہ ازدیادِ محبت سرورِ کائنات کا ہے۔ اور محبت ذریعہ کمال اتباع کا ہے۔ کما لا یخفی علی المنصفین الماہرین نیز ظاہر ہے کہ جو مومن ہے وہ محبوب انس و جان سے محبت رکھے گا، آپ کا ذکر کثرت سے کریگا پس معلوم ہوا کہ جو مومن ہے، آپ کا ذکر کثرت سے کرے گا۔ دونوں مقدمے اس قیاس کے دو حدیثوں مسطورہ ذیل سے ثابت ہیں۔ اول سے اول، ثانی سے ثانی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ تو مومن نہ ہوگا جب تک ہر محبوب سے مجھے محبوب تر نہ بنائے گا۔ دوسری حدیث میں مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ

استعمالِ خوشبو خواہ مکان بسایا جاوے، یا حاضرین پر چھڑکا جاوے یا کپڑوں پر ملا جاوے، سب ایک کلی کے افراد ہیں جس کا نام ہے استعمالِ خوشبو اور وہ ایک فعل ہے محبوب دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے افعالِ محبوبہ میں سے۔ پس سنتِ سنیہ پر عمل کرنا اور اپنے اخوان کو ایسے عمل میں شریک کرنا مزید مرتبہ ایمانیہ کا باعث نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا۔

آراستگی مکان ذکر آراستگی سے مراد فروش اور چوکی۔ فروش سے مہمانوں کی خاطر اور چوکی سے ذکر کی تعظیم مقصود ہوتی ہے۔ دونوں کے نظائر بہت سے شریعت میں موجود ہیں۔ خطبہ اور وعظ اور قرأت حدیث اور حضرت حسان رضی

اللہ عنہ کے لئے منبر کا ہونا۔ نیز قرائتِ حدیث اور وعظ کے لئے چوکی کا تعامل دلیل
کافی ہے ثبوت تعظیم ذکر پر۔ رہی مہمانوں کی خاطر، حدیث شریف سے ایک نظیر واضح
کرتا ہوں۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا زیارتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر ہوا کرتی
تھیں۔ سرورِ مخلوقات علیہ الف الف تحیات اپنی ردائے مبارک ان کے واسطے بچھا
دیا کرتے تھے۔ اگر کوئی کہے کہ وہ رضاعی ماں تھیں ان کی تعظیم کیونکر نہ فرماتے ہم کہیں
گے جب ایسا بادشاہ حق کا ایسا خیال کرے پھر ہم کو اپنے بزرگوں اور بھائیوں کا خیال
بدرجہ اولیٰ چاہیئے۔ **شیرینی** حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب رسالت پناہ صلے اللہ
علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے، حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا عسل پیش
کیا کرتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدیۂ روح پرفتوح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے واسطے اور شکریہ قدومِ برادرِ مومن کے لئے شیرینی خوب چیز ہے۔ اور صحت کے
ساتھ ثابت ہے کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کو مٹھاس بہت مرغوب تھی۔ پس آپ
کے ہدیہ کے لئے اور آپ کی امت کی خاطرداری کے لئے مٹھائی بہت مناسب
ہے۔ ہم ایصالِ ثواب نیز تواضعِ احباب۔ مصرعہ: چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

پنجم کثرتِ درود فضائلها لا تحتاج الی البیان

۶ قیام مستحسنات مجموعہ علماء سے ہے۔ مستحسنات
علماء کا انکار کون کر سکتا ہے؟ کیونکہ اس انکار سے بہت سے مسائل فقہیہ اور احادیث
کا انکار لازم آتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ طلبہ جو کہ علت کے جویاں رہتے ہیں ان کی خدمت
میں عرض کرتا ہوں کہ وجہ استحسان علماء کی یہ ہے کہ یہ قضیہ مجربات سے ہے۔ کہ اس
وقتِ خاص میں خواص کو مشاہدۂ جمالِ مصطفائی حصول ہوتا ہے۔ اور اس مشاہدہ کے
واسطے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر مجلس میں تشریف لانا ضروری نہیں بلکہ ارتفاعِ حجاب
کافی ہے۔ اس کی ایک نظیر محسوسات میں آفتاب ہے۔ کہ اس کے لئے ایک جگہ معین

ہے۔ اور ہر اہلِ بصر ہر مکان میں اس کی روشنی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ نابینا تقلیداً روشنی کا معتقد ہے۔ پس علماء کہ حکمائے امت ہیں مستحسن سمجھے کہ اہلِ وجد و ذوق کی تقلید میں عوام بھی بہ نیتِ استحسان قیام کر لیا کریں۔

فائدہ:۔ جب یہ مجلس امورِ حسنہ سے مرتب ہوئی تو اس کی ہیئت کذائیہ مَالیس منہ کی قبیل سے نہ ہوئی بلکہ مثل تدوینِ کتبِ احادیث و بنائے مدارس و ایجادِ علومِ التیسیر کے ہوئی۔ اور یہ مجلس فعلِ خیر۔

لطیفہ:۔ جب بریانی کا طباق سامنے آتا ہے تو ہم لوگ اس کی ہیئت کذائیہ پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ جھٹ پٹ آستینیں چڑھا کر کلیہ کلوا من الطیبات میں داخل کر لیتے ہیں۔ پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مجموعہ حسنات کو بھی واعلوا صالحًا کے تحت میں داخل رکھیں۔ **تداعی:** یہ مجلس فعلِ حسن ہے تو اس کی تداعی کیوں حسن نہ ہوگی۔ بلکہ احکامِ آیت کی تعمیل ہوگی۔ اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ۔ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْویٰ۔ الدال علی الخیر کفاعلہ۔ وغیرھا۔

تعینِ وقت حدیث شریف میں آیا ہے، اگر وظیفۂ شب ناغہ ہو جائے تو ان کو ظہر سے اوّل پڑھ لیا کرو۔ لفظ وظیفۂ شب سے دلالت ہے تخصیصِ وقت کی۔ مقبولیت پذیروں کو پڑھنے کے واسطے فرمانا دلیل ہے پسندیدگی مداومت پر۔ اور بہت سی احادیث سے خوبئ مداومت ثابت ہے۔ پس مداومت فعلِ خیر کی بہت مناسب ہے۔ اس زمانے میں تو لابد منہ کی قبیل سے ہے۔ کیونکہ جو لوگ وعظ کے نام سے نفرت کرتے ہیں ان کو احکام سنانے کی صورت اس نالائق ننگِ خلائق کے نزدیک اس کے سوا نہیں۔ پس اس کی اشاعت پر کوشش علماء کو ضروری ہے۔ واضح ہو کہ امورِ مذکورہ بالا کی اور بہت سی براہین موجود ہیں۔ مگر تفصیل اس مقام کی مناسب نہیں۔ جس کو

عبارت مطلوب ہو اس رسالہ شریفہ اور انوار ساطعہ وغیرہما کتب محققین سے مل سکتی ہے

تنبیہ ۔ مجلس مقدس مولود مجموعہ امورِ خیر ہے ہے جیسا کہ کتب معتبرہ اس پر شاہد ہیں۔ اگر کوئی اپنی جہالت یا ہوائے نفسانی سے اس میں کچھ خرابی ملاوے تو اس کے فعل کی وجہ سے یہ مجلس مقدس الاطلاق خراب نہ کہلائے گی۔ جس طرح نماز جو شارع کی ماموربہ اور فعل حسن ہے، کسی نمازی کی خرابی مختلط کرنے سے بد نہ بن جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

(تقریظ علی رسالہ الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم از مولانا شاہ عبدالحق صاحب)

میلاد شریف کے بارے میں تمام اکابرین دیوبند کا عقیدہ

سوال ۔ کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ ولادت شرعاً قبیح بدعت سیئہ حرام ہے یا کچھ اور؟

جواب ۔ حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکرِ ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز، نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور ہے۔ ہمارے مشائخ کے فتوے میں مسطور ہے۔ چنانچہ شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر کے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب ہی کی تحریرات کا نمونہ بن جائے۔ ایک سوال کے جواب میں لکھا کہ سیدنا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایات سے اور ان اوقات میں جو عبادتِ واجبہ سے خالی ہوں ان کیفیات سے جو صحابہ کرام اور ان اہلِ قرونِ ثلاثہ کے طریقہ کے خلاف نہ ہو جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت نے دی ہے ان عقیدوں سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں۔ ان آداب کے ساتھ جو صحابہ کی سیرت کے مخالف نہ ہوں جو حضرت کے ارشاد ماانا علیہ واصحابی کے مصداق ہے۔ اور یہ مجالس منکراتِ شرعیہ سے خالی ہوں، یہ محافلِ میلاد شریف سببِ خیر وبرکت ہے۔ ایسی محافل کے بارے تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز ہونے کا یا بدعت ہونے کا حکم نہ دے گا۔ پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکرِ ولادت شریفہ ناجائز اور بدعت ہے۔ ایسے قولِ شنیع کا کسی بھی مسلمان کی طرف گمان بھی نہیں ہو سکتا۔

(المہند علی المفند یعنی عقائد علمائے اہلِ سنت دیوبند تالیف فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری متوفی ۱۳۴۶ھ)

اس کتاب کی صحت پر تقریظات لکھنے والے علمائے دیوبند کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن
۲۔ حضرت مولانا میر احمد حسن امروہوی
۳۔ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن مفتی اعظم دیوبند
۴۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
۵۔ مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری
۶۔ مولانا حکیم محمد حسن دیوبند
۷۔ مولانا قدرت اللہ مراد آبادی
۸۔ مولانا حبیب الرحمٰن دیوبند
۹۔ مولانا محمد احمد قاسمی مہتمم مدرسہ دیوبند
۱۰۔ مولانا غلام رسول مدرس دیوبند
۱۱۔ مولانا محمد سہول مدرس دیوبند
۱۲۔ مولانا عبدالصمد دیوبند
۱۳۔ حکیم محمد اسحاق نہوڑی دہلی
۱۴۔ مولانا ریاض الدین مدرسہ عالیہ میرٹھ

۱۵۔ مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی
۱۶۔ مولانا ضیاء الحق مدرسہ امینیہ دہلی
۱۷۔ مولانا محمد قاسم مدرسہ امینیہ دہلی
۱۸۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی
۱۹۔ مولانا سراج احمد مدرسہ سردھنہ میرٹھ
۲۰۔ مولانا قاری محمد اسحاق مدرسہ اسلامیہ میرٹھ
۲۱۔ مولانا محمد مصطفٰے بجنوری
۲۲۔ مولانا محمد مسعود احمد بن رشید احمد گنگوہی
۲۳۔ مولانا محمد یحییٰ سہارنپوری
۲۴۔ مولانا کفایت اللہ سہارنپوری
۲۵۔ مولانا قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند
۲۶۔ مفتی محمد شفیع کراچی
۲۷۔ مولانا ظفر احمد عثمانی ٹنڈو الہ یار خاں
۲۸۔ مولانا محمد یوسف بنوری کراچی
۲۹۔ مولانا خیر محمد جالندھری ملتان
۳۰۔ مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی لاہور
۳۱۔ مولانا مفتی محمود صاحب ملتان
۳۲۔ مولانا مفتی عبداللہ ملتان
۳۳۔ مولانا مفتی عبدالستار ملتان
۳۴۔ مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک
۳۵۔ مولانا محمد احمد تھانوی سکھر
۳۶۔ مولانا عبدالحق نافع محمدی شریف
۳۷۔ مولانا عبداللہ بہلوی شجاع آباد
۳۸۔ مولانا محمد انور فیصل آباد
۳۹۔ مولانا شمس الحق افغانی بہاولپور
۴۰۔ مولانا سید حامد میاں لاہور
۴۱۔ مولانا مفتی رشید احمد کراچی
۴۲۔ مفتی محمد فرید اکوڑہ خٹک
۴۳۔ مفتی احمد سعید سرگودھا
۴۴۔ مفتی محمد وجیہ ٹنڈو الہ یار خاں
۴۵۔ مولانا علی احمد کبیر والا
۴۶۔ مفتی عبدالقادر کبیر والا
۴۷۔ مولانا محمد شریف کشمیری ملتان
۴۸۔ مولانا محمد صادق حسین جھنگ
۴۹۔ مولانا عبدالحی شجاع آباد
۵۰۔ مولانا محمد عبداللہ رائے پوری ساہی وال
۵۱۔ مولانا محمد عبدالستار تونسوی ملتان
۵۲۔ مولانا محمد شریف جالندھری ملتان
۵۳۔ مولانا نذیر احمد فیصل آباد
۵۴۔ مولانا محمد ادریس میرٹھی ملتان
۵۵۔ مولانا محمد علی جالندھری ملتان
۵۶۔ مولانا محمد ایوب بنوری پشاور

۵۷۔ مولانا فضلِ غنی بنوں ۵۸۔ مولانا فیض احمد ملتان

۵۹۔ مولانا محمد سرفراز خاں صفدر گوجرانوالہ ۶۰۔ مولانا قاضی عبداللطیف جہلم

۶۱۔ مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی

مکہ مکرمہ کے علمائے کرام کی تقریظات

بر "مہنّد علی المفنّد"

۱۔ مولانا شیخ محمد سعید بابصیل شافعی خطیب مسجد حرام

۲۔ مولانا شیخ احمد رشید حنفی ۳۔ شیخ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

۴۔ جناب مولانا شیخ محمد صدیق افغانی ۵۔ مولانا شیخ محمد عابد مفتی مالکیہ

۶۔ مولانا شیخ محمد علی بن حسین مالکی

مدینہ منورہ کے علمائے کرام کی تقریظات

بر "مہنّد علی المفنّد"

۱۔ مولانا سید احمد برزنجی شافعی

۲۔ شیخ العمد بن محمد خیر شنقیطی مالکی مدنی

علمائے مصر و الجامع الازہر کی تقریظات بر مہنّد علی المفنّد

۱۔ شیخ سلیم البشری شیخ العلماء جامع ازہر

۲۔ محمد ابراہیم قایانی الجامع الازہر ۳۔ سلیمان عبد الجامع الازہر

وهي عقائد اهل السنة والجماعة فيه ان الانكار والوقوف عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم والتشنيع على فاعل ذلك بتشبيهه بالمجوس او بالروافض ليس على ما ينبغي لان كثيرا من الائمة استحسن الوقوف المذكور بقصد الاجلال والتعظيم للنبي صلى الله عليه وسلم وذلك امر لا محذور فيه والله اعلم

ترجمہ: یہی عقائد ہیں اہل سنت وجماعت کے۔ البتہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کرنے والے کو مجوس یا روافض سے مشابہت دے کر تشنیع مناسب معلوم نہیں ہوتی کیونکہ بہت ائمہ کرام نے قیام مذکور کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت وعظمت کی شان کے ارادے سے مستحسن سمجھا ہے۔ اور یہ ایسا فعل ہے جس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں۔

علمائے دمشق وشام کی تقریظات بر "مہند علی المفند"

۱۔ مولانا سید ابوالخیر ۲۔ شیخ مصطفےٰ بن احمد الحنبلی الشطی

۳۔ شیخ محمود رشید عطار ۴۔ شیخ محمد البوشی الحموی

۵۔ شیخ محمد سعید الحموی ۶۔ شیخ علی بن محمد الدلال الحموی

۷۔ شیخ محمد ادیب الحورانی ۸۔ شیخ عبدالقادر لازال

۹۔ شیخ محمد سعید ۱۰۔ شیخ محمد سعید لطفی حنفی

۱۱۔ شیخ فارس بن شقفہ احمد الحموی ۱۲۔ شیخ مصطفےٰ الحداد الحموی

۱۳۔ شیخ علامہ محمد رضا شیخ الجامعہ جامع الازہر نے اپنی کتاب "محمد رسول اللہ" میں لکھا ہے۔

امام ابو شامہ شیخ نووی فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے دور کا بہترین عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ ولادت منانے کا ہے۔ جس میں اس مبارک خوشی کی مناسبت سے صدقہ خیرات، محفلوں کی زیبائش و آرائش اور اظہارِ مسرت کیا جاتا ہے۔ یہ مبارک تقریبات فقراء سے حسن سلوک کے علاوہ امتیوں کی آنحضرت سے والہانہ عقیدت و محبت اور اہل محفل کے دل میں آپ کی فضیلت و عظمت کی پختگی اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجنے والے کے قلبی شکر اور امتنان کا احساس دلاتی ہیں۔ امام سخاوی فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کا اس طرح رواج تین صدی بعد ہوا ہے۔ اس کے بعد سے تمام ممالک و امصار میں مسلمانانِ عالم عید میلاد النبی مناتے چلے آرہے ہیں۔ وہ ان دنوں میں خیرات صدقات کرتے اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس منعقد کرتے ہیں۔ جن کی برکتوں سے ان پر حق تعالیٰ کا فضل و کرم ہوتا ہے۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں۔ کہ میلاد شریف کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس سے سال بھر امن و عافیت رہتی ہے۔ اور یہ مبارک عمل ہر نیک مقصد میں کامیابی کی بشارت کا سبب بنتا ہے۔

(محمد رسول اللہ از شیخ محمد رضا ازہری)

میلاد شریف کے بارے مفتی رشید احمد لدھیانوی محدث و مفتی دار العلوم کراچی کا عقیدہ

ایک سوال کے بارے میں لکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و حالات پر مسلمانوں کو مطلع کرنا اسلام کا اہم ترین فرض ہے۔ اور ساری تعلیمات اسلامیہ کا خلاصہ یہی ہے۔ اور اس میں مسلمانوں کی بہبودی اور فلاح منحصر ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت بڑے سرور اور فرحت کا باعث ہے۔ اور اور یہ سرور کسی وقت اور محل کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر مسلمان کے رگ و پے میں سمایا ہوا ہے۔ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر ابولہب کو پہنچائی تو اس نے خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ مرنے کے بعد لوگوں نے ابولہب کو خواب میں دیکھا اور اس سے حال دریافت کیا تو اس نے کہا۔ جب سے مرا ہوں، سخت عذاب میں گرفتار ہوں۔ مگر دوشنبہ کی شب کو چونکہ میں نے میلاد نبی کی خوشی کی تھی اس لئے عذاب میں تخفیف ہوجاتی ہے۔ جب ابولہب جیسے بدبخت کافر کے لئے بھی میلاد نبی کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو گئی تو جو کوئی امتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔ پس اگر ولادت یا معجزات یا غزوات وغیرہ کا ذکر بطرز وعظ و درس کرے تو ہزاروں برکتوں کا باعث ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ از مفتی رشید احمد ص ۱۲۳)

غیر مقلدین اہل حدیث کیلئے مقام عبرت

ا: میلاد شریف کے بارے علامہ ابن تیمیہ کا عقیدہ:

"وکذلک ما یحدثہ بعض الناس اما مضاھاۃ للنصاری فی میلاد عیسیٰ علیہ السلام و اما محبتہ للنبی صلے اللہ علیہ وسلم وتعظیما لہ واللہ قد یثیبھم علی ھذہ المحبۃ والاجتھاد" قال فی مقام اخر " فتعظیم المولد اتخاذہ موسما قد یفعلہ الناس ویکون لہ فیہ اجر عظیم لحسن قصدہ و تعظیمہ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کما قدمتہ لک انہ

یحسن من بعض الناس ما یستقبح من المومن المسدد ۔

ترجمہ: "اور بعض لوگ جو محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں ان کا یا تو مقصد عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے کہ جس طرح وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا دن مناتے ہیں ۔ یا مقصد فقط رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم ہے ۔ اگر یہ دوسری صورت ہے تو اللہ تعالیٰ اس عمل پر ثواب عطا فرمائے گا"۔ آپ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ۔ "اگر محفل میلاد کے انعقاد کا مقصد تعظیم رسول علیہ السلام ہے، تو اس کے کرنے والے کے لئے اجرِ عظیم ہے ۔ جس طرح میں نے پہلے بیان کیا ہے"۔ اور صاف ظاہر ہے کہ مسلمان ممالک میں محافل میلاد کے انعقاد میں سوائے تعظیم و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی بھی مقصد پیش نظر نہیں ہو سکتا ۔

(اقتضاء الصراط المستقیم ص۲۹۴ اور ص۲۹۷)

۲۔ میلاد شریف کے بارے شیخ الامام ابن قیم کا عقیدہ

وبلغ الانصار مخرج رسول الی الحرۃ ینتظرونہ اول النھار فاذا اشتد حر الشمس رجعوا علی عادتھم فلما حمی حر الشمس رجعوا وصعد رجل من الیھود علی اطم من اطام المدینۃ لبعض شانہ فرای رسول اللہ صلی اللہ واصحابہ مبیضین یزول بھم السراب فصرخ باعلی صوتہ یا بنی قیلۃ ھذا صاحبکم قد جاء ھذا جدکم الذی تنتظرونہ فبادر الانصار الی السلاح لیتلقوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسمعت الوجبۃ و التکبیر فی بنی عمرو بن عوف وکبر المسلمون فرحا بقدومہ

ترجمہ: انصارِ مدینہ کو جب پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ شریف سے مدینہ شریف کی طرف تشریف لا رہے ہیں، تو وہ روزانہ صبح کو مقام حرّہ کی طرف نکل کر انتظار کرتے

۔۔۔اور جب دھوپ کی وجہ سے گرمی سخت ہوتی تو اپنے گھروں کو واپس آجاتے ۔ ظہور نبوت کے تیرہ سال بعد بارہ ربیع الاول کو پیر کے دن وہ اپنی عادت کے مطابق مدینہ منورہ سے باہر آئے اور جب دھوپ کی گرمی ہوئی ، واپس لوٹ گئے اور ایک آدمی یہودی ایک چھوٹی پہاڑی پر چڑھا پس اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے یار غار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا تو بہت اونچی آواز سے پکار کر کہا ۔ اے مدینہ والو تمہارے صاحب آگئے ۔ بیشک وہ آگئے ۔ یہ وہی ہستی مقدس ہے ، جس کا تمہیں انتظار تھا ۔ یہ سنتے ہی سب انصار ہتھیاروں سے لیس ہو کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے استقبال کو بڑھے ۔ اور تکبیر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو جلوس کی شکل میں مدینے کی طرف لا رہے تھے اور تمام مسلمان خوشی منا رہے تھے ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ۔ اور بلند آواز سے تکبیریں پڑھی جا رہی تھیں ۔

(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد از ابن قیم الجوزیہ جلد دوم صـ۴۱)

تشریح: اس حدیث مبارکہ کو امام ابن قیم نے اپنی مشہور کتاب میں درج فرما کر یہ ثابت کر دیا ۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر مدینے والوں نے جلوس کی شکل میں بلند آواز سے نعرے لگاتے ہوئے بارہ ربیع الاول بروز پیر خوشی منائی ۔ ہر مسلمان کے لئے یہی سند میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یوم ولادت بارہ ربیع الاول کو جلوس نکالنا اور جشن منانے کے لئے یہی سند کافی ہے ۔

۲۔ میلاد شریف کے بارے شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ:

وقد رؤی ابو لہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما

حالك فقال فی النار الا انه خفف عنی کل اثنین و امص من بین اصبعی ھاتین ماءً واشار براس اصبعه وان ذلك باعتاقی ثویبة عند ما بشرتنی بولادة النبی صلی اللہ علیه وسلم اور آگے پھر امام تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن جوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

فاذا کان ھذا ابو لھب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحة لیلة مولد النبی صلی اللہ علیه وسلم به فما حال المسلم الموحد من امته صلی اللہ علیه وسلم بمولدہ

ترجمہ: ابو لہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اسے پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال ہے؟ وہ بولا۔ میں تو آگ میں ہوں۔ تاہم ہر پیر کو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلتا ہے جسے میں پیتا ہوں اور مجھے یہ تخفیف اس وجہ سے ملتی ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا جب اس نے مجھے ولادتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی تھی۔" پھر آگے امام جوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

جب ابو لہب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن پاک میں مذمت نازل ہوئی کہ اس کو حضورؐ کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر جزا دی جاتی ہے تو اس توحید کو ماننے والے مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپؐ کے میلاد کی خوشی منائے۔

(مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۳ مطبوعہ مکتبہ علمیہ لاہور سنہ ۱۹۷۹ء)

۴ میلاد شریف کے بارے نواب سید محمد صدیق حسن خان بھوپالی کا عقیدہ

مجھے سخت قلق ہے اس بات کا کہ جو لوگ رسائل میلاد با دعاوٴ محبتِ خیر مولود پڑھتے ہیں وہ اس عمل کو کس لیے صورت جائز شرعی کے مطابق کر کے بجا نہیں لاتے

اور خواہی نخواہی اختلافِ فقہاء میں پڑکر معرضِ حساب وعتاب میں آتے ہیں۔ اس میں کیا برائی ہے، اگر ہر روز ذکرِ حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت ودل وہدی وولادت و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاول کو خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات واخبار وآثار کو پڑھیں پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ رطب ویابس سے اپنا دل خوش کریں۔ احادیثِ صحیحہ اور آیاتِ واضحہ فضائل سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم کیا کم ہیں

(الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ از محمد صدیق حسن خاں بھوپالی ص۵)

اللہ تعالیٰ ہم کو اور جملہ اہلِ اسلام کو ایسی توفیق خیر رفیق حال کرے کہ ہم ہر روز کسی قدر ذکر میلاد شریف کتب معتبرہ سے خود پڑھیں یا کسی محب صادق متبع واثق سے سن لیا کریں۔

(الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ص۱۵ از محمد صدیق حسن خاں بھوپالی)

٭ میلاد شریف کے بارے مولانا وحید الزمان لکھنوی کا عقیدہ

واختلفوا فی مجلس المیلاد المنعقد لاظہار الفرح بولادۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم الخالی عن البدع والمحرمات اجازہ البعض کابی شامۃ وابن الجوزی والنووی وابن حجر والسخاوی والسیوطی والقسطلانی وخرجوا لہ اصلا حدیث صیام یوم الاثنین وحدیث صوم عاشوراء

ترجمہ: اختلاف ہے اس میں کہ مجلسِ میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم منعقد کی جائے اظہار خوشی بولادت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مگر خالی ہو بدعات اور محرمات سے وہ جائز ہے۔ جیسا کہ ابو شامہ، ابن جوزی، امام نووی، امام ابن حجر، امام سخاوی، امام جلال الدین

سیوطی، امام قسطلانی وغیرہم نے فرمایا ہے۔ اس بارے میں پیر کے دن اور یومِ عاشورا کا روزہ رکھنے کی حدیث کو اصل قرار دیا۔

(ہدیۃ المہدی از علامہ وحید الزمان لکھنوی جلد اول ص۴۶)

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر

غیر مذاہب کے دانشوروں کی تقاریر

یہ تقاریر پونا شہر میں اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں ۲۴ جون ۱۹۳۴ء (۱۲ ربیع الاول) کو جسٹس عبدالرشید کی صدارت میں منعقدہ مجلس میلاد النبی میں کی گئیں۔

۱۔ لالہ رام چند محندہ ایڈووکیٹ لاہور کی تقریر

میں عموماً انگریزی میں تقریر کرنے کا عادی ہوں۔ لیکن آپ حضرات چونکہ اردو کو پسند کرتے ہیں اس لئے مادری زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کروں گا میں آپ حضرات کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ مجھے عید میلاد النبی کے اس جلسہ میں شامل ہو کر دلی مسرت حاصل ہوئی۔ میری عقل حیران رہ جاتی ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس جاہل اور منتشر قوم میں خدا کا ایک فرستادہ پیدا ہوتا ہے جو صرف بارہ سال کے عرصہ میں کا ئنات ارضی کا نقشہ تبدیل کر دیتا ہے۔ اور آپ کی قوم بارہ سال کے محدود اور مختصر عرصہ میں چھتیس ہزار شہر اور قلعے فتح کر لیتی ہے۔ گویا ایک دن میں آٹھ کامیابیاں حاصل کرتی ہے، یہ سب کچھ آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا اور

کردار کا نمایاں ثبوت ہے، کہ آپ نے توحید کو تمام عالم میں عام کر دیا۔ ہندوؤں اور دنیا کی تمام قوموں کو ماننا پڑے گا کہ یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے توحید کے پیغام کو دنیا میں مکمل کر دیا۔

۲۔ مسٹر بی ایس کشالیہ بی اے ڈی ای (لندن) ڈپٹی انسپکٹر کی تقریر

بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایک سچے پیغمبر تھے۔ سچے محمد کے متعلق میرے دل میں جس قدر بدگمانیاں تھیں، میں روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی معافی مانگتا ہوں اور علی الاعلان کہتا ہوں کہ آج دنیا میں ایک شخص کی بھی مجال نہیں کہ وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کیریکٹر پر ایک بھی سیاہ داغ لگا سکے، میری درخواست ہے کہ جن بھائیوں نے اسلام کا لٹریچر نہیں پڑھا وہ ضرور پڑھیں کیونکہ وہ زمانہ قریب آگیا ہے جبکہ تم سب کو اسلام کا لٹریچر تلاش کرنا پڑے گا۔ میں سچے خدا کے سچے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو سلام پیش کرتا ہوں۔

۳۔ پنڈت گیاپال کرشن صاحب ایڈیٹر بھارت سماچار بمبئی کی تقریر

آتما کی شانتی ان کے لئے ہے، جو دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے خود تکلیف اٹھاتے ہیں، ایشور ان سے راضی ہے۔ اور وہ کبھی غمگین نہ ہوں گے۔ جو منش لالچی ہے، خود غرض ہے۔ اس کی آتما کبھی شانتی حاصل نہیں کر سکتی۔ وہ ایشور کی کرپا سے محروم ہے۔ اسلام کا اپدیش ہے کہ جو آدمی غریب ہے اور پردیس میں ہے اس کی سہایتا کرو، ایشور تمہاری سہایتا کرے گا۔ اور جو دکھی ہے بیمار ہے۔ اس کی سیوا کرو ایشور تم سے راضی ہوگا۔ اور جو اپاہج ہے، اس کی مدد کرو ایشور تمہاری مدد کرے گا۔ اسلام کی اس تعلیم سے دنیا میں پریم کی گھٹا چھا گئی۔ اور جو ظالم تھے، رحم دل

بن گئے۔ آج بھی جیسی ہمدردی مسلمانوں میں پائی جاتی ہے، وہ کسی قوم میں نظر نہیں آتی۔ سب کو ماننا پڑے گا کہ اسلام کی شکتی سے بڑھ کر کوئی شکتی نہیں۔

مسٹر شانتا رام ایم اے پروفیسر اندر کالج بمبئی کی تقریر

مہرشی حضرت محمد دنیا کے سب سے بڑے عظیم الشان شخص ہیں۔ آپ ایسے وقت میں پیدا ہوئے جب کہ دنیا میں تاریکی چھا رہی تھی۔ ہر طرف فتنہ وفساد کا طوفان برپا تھا۔ آپ نے ایشور کے حکم سے اپنی پاکیزہ زندگی کا ایسا عجیب اور بے نظیر مؤثر دنیا کے سامنے پیش کیا جس نے کایا پلٹ دی۔ آپ نے ظالموں اور ڈاکوؤں کو پرہیزگار بنا دیا۔ اور وحشیوں کو حکمرانی کے سنہری اصول سکھائے۔ آپ نہایت انصاف پسند اور رحم دل تھے۔ آپ کی رحم دلی کا یہ حال تھا کہ جب آپ نے مکہ فتح کیا اور وہ ظالم آپ کے سامنے لائے گئے جنہوں نے آپ پر ظلم ڈھائے تھے تو آپ نے فرمایا تم نے جو کچھ مجھ پر ظلم وستم کیا ہے، میں اس کو معاف کرتا ہوں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اب ذرا انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم عرب کے سندر موہن تھے

۶۔ راجہ رادھا پرشاد صاحب بی اے ایل ایل بی آف تلوتھوا سٹیٹ کی تقریر

ہادی عالم کا ہر قول اور ہر فعل استقامت اور سچائی کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ حضور کی زندگی کا ہر واقعہ انسانی قوت سے باہر معلوم ہوتا ہے۔ اگر حضور رحمۃ للعالمین نمونہ خلق نہ ہوتے تو آج دنیا توحید پرستوں سے خالی نظر آتی۔ وہ کامل و اکمل کتاب جو اپنی تعریف و توصیف میں لاریب فیہ کا زبردست استدلال رکھتی ہے اس عدیم النظیر اور فقید المثال ہستی کے اخلاق و محامد اور محاسن پر انک لعلیٰ خلق عظیم کی مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔

...بابو مکٹ بہاری پرشاد بی اے ایل ایل بی کی تقریر

...بے شک اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ لیکن اس کی تلوار لوہے کی ...نہ تھی۔ بلکہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعفو اور پاکیزہ عادات ...خصائل کی تلوار تھی۔ ان بے بہا اوصاف اور قیامت تک نہ مٹنے والی ...عبرت آموز تعلیمات کی تلوار نے گردنیں نہیں کاٹیں بلکہ دلوں کو ایک دوسرے ...سے جوڑ دیا۔ اور ایک ہی رشتے میں پرو دیا۔

...مسٹر ٹی آر سنہا ایم اے (میمو یرما) کی تقریر

...اسلام کا سب سے بڑا تحفہ ایک خدا کی پرستش ہے۔ کلمۂ توحید، حج، نماز ...زکوٰۃ، روزہ اسلام کی وہ پانچ خوبیاں ہیں جن سے اسلام تمام دنیا میں پھیل گیا۔ ...پروٹسٹنٹ تحریک کا اصلی بانی لیوتھر نہ تھا بلکہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ...تھے۔ لیوتھر نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز ہی کو دوبارہ بلند کیا تھا ...اسلام نے وید مقدس کی پرانی تعلیم وحدت کو جس پر صدیوں کے زنگ پڑے ...ہوئے تھے دوبارہ زندہ کیا۔

...انجمن فدائے اسلام حیدرآباد دکن کے زیر اہتمام بسلسلۂ یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک عظیم الشان اجتماع منعقدہ جون ۱۹۳۳ء

میں

گاندھی جی کی تقریر ۲

...قریش کے معزز اور شریف خاندان میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے

مکہ وہ جگہ تھی جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی بنیاد رکھی تھی اور خدائے واحد کی پرستش کا اعلان کیا تھا۔ مکے کی تمام قوم نے متفقہ طور پر آپ کو امین کا خطاب دے رکھا تھا۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے مساوات انسانی کی عملی تعلیم دی۔ نسب کے غرور اور رنگ کے امتیاز کو مٹایا۔ یہی وہ چیز ہے جس کی آج دنیا کو سخت ضرورت ہے۔ نسلِ انسانی پر آپ کا یہ بہت بڑا احسان ہے۔ کرہ ارضی پر ہر قوم وملت میں کچھ رہنما آئے۔ عیسائیوں کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر فخر ونازہے۔ اور ہندو اپنے اوتاروں اور رشیوں کی یاد کو اپنے لئے سرمایۂ ہدایت سمجھتے ہیں، لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور عظمت کی مثال نہیں ملتی جنہ سرورکائنات فقیر منش تھے۔ آپ نے ہر دنیاوی چیز کو تیاگ دیا تھا۔ اگر وہ دولت میں کھیلنا چاہتے تو بآسانی کھیل سکتے تھے۔ میرے جیسا ایک متلاشئ حق ایک ایسی شخصیت کا احترام کرنے سے کیسے باز رہ سکتا ہے جس کا دل ہر وقت خدا پر لگا ہوا تھا

پنڈت گینشی لال خستہ دہلوی کے اشعار در محفلِ میلاد

ہادئ برحق کہوں یا تجھ کو نورِ معرفت

یا راہِ وحدت کا سمجھوں تجھ کو سچا رہ نما

یا مجسم نور قدرت کی تھی اک تصویرِ نو

یا مکمل تھا تو اک اظہارِ شانِ کبریا

ناز ہے اہلِ عرب کو ہی نہ تیری ذات پر

حشر تک تجھ پر کرے گا ناز سارا ایشیا

لالہ دھرم پال گپتا وفا مدیر روزنامہ تیج دھلی کے اشعار

چھڑا کے بت کی پرستش سکھائی تھی وحدت
مرے خیال کی ترویج عام ہو جائے

شراب نوشی کی بدعت کو اس طرح روکا
کہ اس کا پینا حرام ہو جائے

سیاست سے مذہب ملا دیا تو نے
کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے

عرب کو تو نے جہالت سے پاک کر ڈالا
تو کیوں نہ دل میں تیرا احترام ہو جائے

ترے خیال میں یہ سخت نامناسب تھا
بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے

رفاہِ عام ہی تیرا تھا جبکہ نصب العین
لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ہو جائے

وفا جہاں میں وہ عالی مقام ہوتا ہے
عطا جسے مئے عرفاں کا جام ہو جائے

مسٹر مٹھن لال جی وفا سکسینہ کے اشعار در محفل میلاد

صد شکر کہ رنگیں ہے زمانے کی فضا آج
ہے زیب دہ رنگِ طرب بوئے وفا آج

کل دہر منور ہے وہ پھیلی ہے ضیا آج
چلتا ہے اسی نور سے منزل کا پتہ آج

کسریٰ کا محل شق ہوا اور برج گرا آج
وہ کفر شکن جبکہ ہوا جلوہ نما آج

پھیلی تھی جو ہر سمت یہاں تیرگیٔ کفر
اللہ کی رحمت سے اندھیرا وہ مٹا آج

نورِ شہِ لولاک گر خلق نہ ہوتا
ہوتے نہ یہاں مہر و ماہ ارض و سما آج

مداح قدیمی ہے وفا آج بھی ان کا
آیا ہے لئے دل میں وہ پیمانِ وفا آج

تشریح: کچھ نام کے مسلمانوں کو عبرت چاہیئے کہ پیش کردہ غیر مذاہب کے افراد کی تقاریر اور نعتیہ اشعار کسی بہترین عقیدت کا اظہار ہیں حالانکہ ان لوگوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا دین قبول نہیں کیا۔ پھر بھی حضور نبی کریم کی ہستیٔ پاک کے بارے کیسے عالمانہ اور عقیدت مندانہ اعلیٰ قابلِ قدر خیالات کا اظہار کیا ہے۔ بعض لوگ مسلمان ہوتے ہوئے بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیسی کیسی زبان درازیاں کر جاتے ہیں۔ بارِ مولا ان کو صراطِ مستقیم کی ہدایت

اور جو الفاظ احترام کے ملیں وہ عرض کئے جائیں ۔ کیونکہ یہاں تعظیم وتوقیر میں کوئی قید نہیں ۔ جیساکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کی زمین میں کبھی کسی سواری پر سوار نہ ہوئے ۔ یہ تعظیم وتوقیر کی ایک مثال ہے ۔

اس کے بعد بات یہ ہے کہ کسی بھی قابلِ احترام شخصیت کے لئے کھڑے ہونا جائز ہے ۔ جیساکہ حدیث میں ہے ۔

وَفی روایۃٍ حدیثًا وکلامًا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ کانت اذا دخلت علیہ قام الیھا فاخذ بیدھا فقبّلھا واجلسھا فی مجلسہ وکان اذا دخل الیھا قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبّلتہ واجلستہ فی مجلسھا (مشکوٰۃ باب المصافحہ والمعانقہ ص۴۰۲)

ترجمہ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ گفتگو اور کلام میں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہونے میں فاطمہ سے زیادہ کسی کو نہ پایا ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ کھڑے ہوجاتے ۔ فاطمہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھا دیتے اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے ہاں تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہ بھی کھڑی ہوجاتیں اور آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتیں اور آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں ۔

عن عائشہ قالت قدم زید بن حارثۃ المدینۃ ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی بیتی فاتاہ فقرع الباب فقام الیہ رسول اللہ علیہ وسلم عریانا یجرّ ثوبہ واللہ ما رایتہ عریانًا قبلہ ولا بعدہ فاعتنقہ وقبّلہ

(مشکوٰۃ شریف باب المصافحہ والمعانقہ ص۴۰۲)

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زید بن حارثہ مدینہ میں آئے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ...

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صرف تہ بند باندھے برہنہ جسم چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لے گئے۔ خدا کی قسم میں نے نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد کبھی برہنہ نہیں دیکھا۔ آپ نے جوشِ محبت سے زید کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔

قال ابو بکر قد سالته عن ذلك فقمت اليه وقلت له بابي انت و امّي انت احق بها (مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان صـ۱۶)

ترجمہ ابوبکر نے کہا۔ میں نے نجات کے راستے کے متعلق دریافت کر لیا ہے۔ یہ سن کر میں کھڑا ہو گیا۔ اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ اس امر کے پوچھنے کے ہر طرح مستحق تھے۔

فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس في المسجد حوله الناس فقام طلحة بن عبيد الله يهرول حتى صافحني وهنّاني (مسلم شریف جلد دوم صـ۳۶۲)

ترجمہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آکر بیٹھ گئے اور سب آدمی آپ کے اردگرد بیٹھے تھے۔ جب میری توبہ کی قبولیت کی بات سنی تو طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہو گئے اور دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ یہ کعب ابن مالک کا قصہ واقعہ توبہ کے بارے میں ہے۔

اس کے بعد امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث مبارکہ کی شرح میں فرمایا

فيه استحباب مصافحة القادم والقيام له اكراما والهرولة الى لقائه بشاشة به وفرحا

ترجمہ اس سے ثابت ہوا کہ آنے والے سے مصافحہ کرنا، اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا اور اس کے ملنے کے لئے دوڑنا مستحب ہے۔ اور خندہ پیشانی سے ملنا اور خوش ہونا مستحب ہے۔

سمعت ابا مجلز يقول ان معاوية خرج وعبد الله بن عامر وعبد الله

فرمائے۔ غیر مذاہب کی تقاریر سے پہلے ہم نے تمام امت اور علماء و فقہاء کا اجماع ثابت کیا ہے۔ اجماع کے خلاف چلنا بے راہ روی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان عالی موجود ہے۔ جو کہ ہر مومن کے لئے حضور کی حدیث پاک کے مطابق عمل کرنا ہی راہِ نجات ہے۔ جماعت سے نکل جانا جہنم کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ خداوند قدوس اس سے بچائے۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یجمع اللہ ھذہ الامۃ علی الضلالۃ ابداً وقال ید اللہ علی الجماعۃ فاتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذّ شُذّ فی النار

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جمع فرمائے گا اللہ اس اس امت کو اوپر گمراہی کے کبھی بھی اور فرمایا جماعت کے اوپر اللہ کی رحمت کا دستِ قدرت ہے۔ پس اتباع کرو تم بڑے گروہ کی پس جو کوئی جدا ہوا جماعت سے پس گر گیا آگ میں۔

(مستدرک جلد اول ص ۱۱۵)

ایک دوسری جگہ ارشاد رسولِ اکرم ہے۔

قال تلزم جماعۃ المسلمین واما مھم (مستدرک جلد اول ص ۱۱۳)

ترجمہ: فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے لازم ہے تمہارے لئے جماعت المسلمین اور ان کے ائمہ کے ساتھ رہنا۔

اور فرمایا یدل علی ان الاجماع حجۃ (مستدرک امام حاکم جلد اول ص ۱۱۳)

ترجمہ: یہ احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں کہ اجماعِ امت حجت ہے۔ ہر خاص و عام مسلمان کے لئے یہی راہِ ہدایت اور کامرانی کا زینہ ہے۔

اعتراض ۲۲ چلو ہم سان لیتے ہیں کہ ذکرِ ولادتِ پاک پڑھنا سننا جائز اور بابرکت مجلس ہے۔ لیکن آخر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنا کہاں ثابت ہے۔ اس کو بھی واضح کر دیا جائے تاکہ یہ عمل جائز یا ناجائز ثابت ہو سکے

الجواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کلامِ مقدس میں ارشاد فرمایا ہے۔

لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضاً حسناً.... (پارہ ۶۔ سورہ مائدہ۔ آیت ۱۲)

ترجمہ: ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسن دو۔ تو......

تشریح: اس ارشادِ ربانی سے معلوم ہوا کہ اس میں چار شرائط بیان فرمائیں رسول پر ایمان لانا ایک۔ اور ان کی تعظیم کرنا دو۔ اور نماز قائم رکھنا تین۔ اور زکوٰۃ ادا کرنا چار۔

اس میں معلوم ہوا کہ نبی کی تعظیم ایسی اہم عبادت ہے اور اس تعظیم میں کوئی قید نہیں۔ لہٰذا ہر وہ تعظیم جو شرعاً حرام نہ ہو، کی جائے۔ جیسا کہ سجدہ کرنا یا انہیں خدا کا بیٹا کہنا یہ سراسر شرک ہے۔ باقی جس قدر تعظیم ممکن ہو کرو۔ ہر تعظیم ثواب ہے۔ اس میں کسی نقل اور روایت کی ضرورت نہیں۔ پھر ارشاد فرمایا

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ

(پارہ ۲۶۔ سورۃ الفتح۔ آیت ۸۔ ۹)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ بنا کر اور خوشی اور ڈر سنانے والا بنا کر۔ تاکہ اے لوگو! تم اللہ کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

تشریح: اس آیہ کریمہ میں تمام جہان کو تاقیامت یوم القیامہ خطاب ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ تعظیم جو خلافِ شرع نہ ہو۔ حضور کے لئے کی جائے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری)

...عرض فی المساجد

...جمہ: امام غزالی نے فرمایا۔ کہ جب تم مسجدوں میں جاؤ تو حضور کو سلام عرض کرو ...چونکہ آپ مسجدوں میں موجود ہیں

ان اعتقد الناس ان روحہ ومثالہ فی وقت قراۃ امولد وختم رمضان ...ۃ قراۃ القصائد یحضر جاز

(شرح الصدور امام جلال الدین سیوطی)

...رجمہ: اگر لوگ یہ عقیدہ رکھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح اور مثال مولود ...ریف پڑھنے اور ختم رمضان اور نعت خوانی کے وقت حاضر ہوتی ہے تو جائز ہے۔

...تشریح: ان حوالہ جات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ...ں ذاتِ پاک اپنا ذکر کرنے والوں کے ہم نشیں ہوتے ہیں اور تمام بزرگانِ دین نے اس ...و جائز قرار دیا اور اس پر عمل بھی کرتے آئے ہیں جس کے حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

"اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے آپ کے دربار میں پیش ...کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال میں فسادِ نیت موجود رہتی ہے ...البتہ فقیر حقیر کا صرف ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت ...شاندار ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مجلسِ میلاد کے موقعہ پر میں کھڑے ہو کر سلام ...پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے ...حبیب پاک پر درود و سلام بھیجتا رہا ہوں۔ اے اللہ وہ کونسا مقام ہے جہاں ...میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اس لئے ...اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائے گا۔ ...بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعہ سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہ ہوگی۔

(اخبار الاخیار اردو صفحہ ۶۲۴ شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

"اور جواز اس کا بخوبی ثابت ہے۔ اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علماء صالحین نے متکلمین اور صوفیاء صافیہ اور علماء محدثین نے جائز رکھا ہے"
(تقریظ بر انوار ساطعہ صہ ۲۱۴ از مجدد زمان پایہ حرمین شریفین شیخ العلماء حضرت مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی مدظلہ العالی)

"بے شک اجماع ہے امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام اہل سنت والجماعت کا اوپر مستحب ہونے قیام تعظیم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے"
(تقریظ بر انوار ساطعہ صہ ۲۷۲ از عثمان حسن الدمیاطی شافعی مقیم مسجد حرام)

"ہاں ہاں بہت علماء نے اس کو مستحب لکھا ہے"
(عبد اللہ بن محمد المیرغنی الحنفی مفتی مکہ مکرمہ)

"قیام نزدیک ذکر ولادت سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم بہت ہی اچھا لکھا ہے کثیر علماء نے"
(حسین بن ابراہیم مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ)

"ہاں قیام نزدیک ذکرِ ولادتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نزدیک تمام علماء کے مستحسن عمل ہے"
(من الفقیر ربہ محمد سعید بن ابی بکر الرئیس مفتی الشافعیہ بمکۃ المکرمۃ)

"بہت ہی اچھا ہے قیام نزدیک ذکرِ ولادتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ جیساکہ تمام علمائے اعلام نے اس کو مستحسن فرمایا ہے"
(محمد بن یحییٰ مفتی الحنابلہ فی مکہ المشرفہ)

"قیام جب کہ آئے ذکر ولادت بیچ پڑھنے مولود شریف کے علماء کے نزدیک یہ عمل بہت اچھا ہے"
(مفتی عبد اللہ بن مرحوم عبد الرحمٰن سراج المفسر والمحدث بمسجد الحرام)

وقد احسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف
(عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر سید امام برزنجی)

ترجمہ: بے شک بہت ہی اچھا عمل ہے قیام کرنا نزدیک ذکر مولود شریف کے۔

یہ سب حوالہ جات تقریظات انوار ساطعہ صہ ۲۷۳ - ۲۷۲ پر موجود ہیں۔

بن الزبیر فقعود فقام ابن عامر (الادب المفرد امام بخاری ص۲۵۴)

ترجمہ: سنا میں نے ابو مجلز سے وہ کہتے تھے کہ حضرت معاویہ ایک دن نکلے آگے عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن زبیر بیٹھے تھے۔ پس عبداللہ بن عامر تعظیماً کھڑے ہوگئے

تشریح: ان تمام تر احادیث سے ثابت ہوا کہ کسی صاحبِ توقیر شخصیت کے لئے احتراماً کھڑے ہوجانا مستحب ہے۔ اسی لئے ہم بھی قیام وسلام موجب برکت سمجھ کر تعظیماً و احتراماً قیام کو مستحب سمجھ کر کرتے ہیں۔ ان اقوال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ادب و احترامِ سلام اور تعظیم صلوٰۃ بر محمد کرتے ہوئے قیام کرتے ہیں۔

وقال عمرو بن دینار فی قوله تعالیٰ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ قال ان لم يكن فی البَيْتِ احد فقل اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ (شفا شریف جزء ۲ ص۵۲ القول البدیع ص۲۱۸)

ترجمہ: کہا عمرو بن دینار نے اس ارشاد ربانی کے بارے کہ جب تم داخل ہو اپنے گھروں میں تو تم اپنی جانوں پر سلام کہا کرو۔ فرمایا اگر گھر میں کوئی ایک بھی نہ ہو۔ پس تم کہو السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عن علقمة: اذا دخلت المسجد اقول السلام عليك ايها النبیّ ورحمة الله وبركاته

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں مسجد میں داخل ہوں تو کہوں السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته

(جلاء الافہام ص۸۹۔ شفا شریف جزء ۲ ص۵۳۔ القول البدیع ص۱۸۳)

آگے ان احادیث کی شرح میں حضرت ملا علی قاری نے فرمایا۔

ای لان روحه عليه السلام حاضرة فی بیوت اهل الاسلام

(نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جزء ثالث حاشیہ ص۴۶۴)

ترجمہ: ان اقوال کا مقصد یہ ہے کہ ہر اہلِ اسلام کے گھر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارکہ حاضر ہے۔

"بعض عرفاء کے کلام میں واقع ہوا کہ نمازی کا التحیات میں صیغۂ خطاب سے حضور پر سلام عرض کرنا حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحِ مقدس کے شہود ملاحظہ کرنے اور تمام موجودات میں روحِ مقدس کے ذراری سرایت کرنا خصوصاً نمازیوں کی روحوں میں جلوہ فگن ہونے کی بنا پر ہے۔ غرضیکہ نماز کی حالت میں حضور اکرم کے شہود و حضور اور وجود گرامی سے جلوہ فگن ہونے سے غافل و بے خبر نہ رہنا چاہیے۔"

(مدارج النبوت جلد اول ص ۲۵۱ مترجم)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کرو۔ اور درود بھیجو اور حالتِ ذکر میں ایسے رہو گویا کہ حضور حالتِ حیات میں تمہارے سامنے ہیں۔ اور تم ان کو دیکھتے ہو۔ ادب اور جلال اور تعظیم و ہیبت اور حیا سے رہو۔ اور یہ جانو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں تمہارے کلام کو۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اوصافِ الٰہی سے موصوف ہیں۔ اور اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔"

(مدارج النبوت جلد اول ص ـــ)

واحضر فی قلبک النبی صلے اللہ علیہ وسلم و شخصہ الکریم وقل السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(احیاء العلوم جلد اول باب چہارم فصل سوم نماز کی باطنی شرطوں میں امام غزالی فرماتے ہیں)

(مرقات باب التشہد ملا علی قاری) (مسک الختام ص ۲۴۳ نواب صدیق حسن بھوپالی)

ترجمہ: اپنے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی ذات پاک کو حاضر جان کر کہو۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وقال الغزالی سلم علیہ اذا دخلت فی المساجد فانہ علیہ السلام

"میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں ۔ اور قیام کرتا ہوں ۔ اور ایک روز میرا یہ حال
حالہ بعد قیام سب بیٹھ گئے میں بے خبر کھڑا رہ گیا۔ بعد دیر کے مجھ کو ہوش آیا ۔
تب میں بیٹھا " (امداد المشتاق حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۴ھ بر انوار ساطعہ ۳۱۹)
"مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں ۔ بلکہ ذریعہ برکات
سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں "۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ صـ۹ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

"اگر بالفرض قیام بوقت مولود مشروع بھی ہو تو غایۃ الامر یہ ہے کہ مستحب ہوگا
واجب و فرض نہیں ہے" (مجموعہ فتاوی عبدالحی لکھنوی جلد دوم صـ۱۰۴)
"اگر ترجیح مثبت کی بھی مسلم ہو تو تب بھی استحسان غایۃ ما فی الباب ثابت ہوگا
سنت اور وجوب یا فرضیت نہیں "

(امداد الفتاوی جلد پنجم مولانا اشرف علی تھانوی صـ۲۶۱ قیام کے بارے میں یہ لفظ فرمائے)

اِنَّ کعبا دخل علی عائشۃ فذکروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال کعب ما من یوم یطلع الا نزل سبعون الفا من الملئکۃ حتی یحفوا
بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضربون باجنحتہم ویصلون علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا امسوا عرجوا وھبط مثلھم تصنعوا
مثل ذلک حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملئکۃ
یوقرونہ (دارمی شریف صـ۱۳ جزء اول) (مدارج النبوت جلد اول صـ۴۸ مترجم)
ترجمہ بے شک حضرت کعب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک چھڑ گیا ۔ تو حضرت کعب نے فرمایا ۔ کہ روزانہ
قبل طلوع آفتاب سے قبل ستر ہزار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کا طواف کرتے ہیں اور اپنے بازوؤں کو جنبش دے کر نبی علیہ الصلوۃ

والسلام پر درود وسلام پڑھتے ہیں۔ اور شام کے وقت چڑھتے ہیں آسمان کی طرف اور پھر ستر ہزار اسی طرح اتر آتے ہیں۔ روزانہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ جس دن زمین کھولی جائے گی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر آئیں گے"

والملئکۃ من حولہ صفوف صفوف و سمعت یقولون الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یانور من نور اللہ

(میلاد النبوی۔ ابن جوزی ص ۲۷)

ترجمہ: اور فرشتے حضرت آمنہ کے گرداگرد صف بصف کھڑے تھے اور پڑھ رہے تھے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یانور من نور اللہ

تشریح: ان تمام ترحوالہ جات کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح خوب ثابت ہو گئی کہ ذکرِ ولادت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مسرت وخوشی میں تعظیماً کھڑے ہو کر سلام عرض کرنا عین ثواب ہے۔

اس کے بعد حبیب رب کریم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ

(پارہ ۷۔ سورۃ انعام۔ آیت ۵۲)

ترجمہ: اور دور نہ کیجیے گا ان کو جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے ہیں۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ

(پارہ ۱۵۔ سورہ کہف۔ آیت ۲۸)

ترجمہ: اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو لوگ صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں۔ اور تمہاری آنکھیں انہیں ہر وقت ہی دیکھتی رہیں۔

تشریح: ان ہر دو آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اور صبح و شام اس کی بندگی اور ذکر کرنے والے ان لوگوں کے ساتھ خداوندِ قدوس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مانوس رہنے اور ملے رہنے اور ان میں حاضر رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور آپ کی نگاہِ کرم کا ان لوگوں پر ہر وقت پڑتے رہنا ہی ان آیات کا اصل مقصود ثابت ہوتا ہے۔ ہر وقت مانوس رہنا ملے رہنا ہی حاضر ہونا ہے اور ہر وقت آنکھوں سے دیکھتے رہنا ہی ناظر ہونا ہے اسی بنیاد پر تمام اہل سنت والجماعت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو حاضر اور ناظر مانتے ہیں۔ اسی لئے ہم سلام عرض کرتے وقت کھڑے ہونا تعظیم نبی میں شمار کرتے ہیں جب فرشتوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارد گرد گھیرا ڈال کر درود و سلام پڑھا۔ اور قیامت تک حضور کی قبر انور کے ارد گرد گھیرا ڈال کر ملائکہ درود و سلام پڑھ رہے ہیں۔ اور دن رات پڑھتے رہیں گے تو ایسے طریقے سے پڑھنا سنتِ ملائکہ بھی ہے۔ سلام و قیام کے بارے میں سوال کا جواب دینے کے لئے سیدھی سی بات یہ بھی ہے۔ کہ خدائے قدوس نے ارشاد فرمایا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پارہ ۲۲۔ سورہ احزاب۔ آیت)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود اور سلام بھیجو جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے

تشریح: ناظرینِ کرام! دیکھیے اس آیت میں خداوندِ قدوس نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور یہ حکم مطلق ہے۔ اس آیت میں کوئی قید نہیں کہ تم بیٹھ کر .. درود و سلام پڑھو یا کھڑے ہو کر۔ بس صرف درود و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا [illegible] بلکہ کھڑے ہو کر

بیٹھ کر ہر دو طرح درود وسلام پڑھنا جائز و درست ہے۔ اسی لئے ہمارا یہ عمل ہے کہ پہلے ذکرِ میلاد کے وقت بیٹھ کر بار بار درود وسلام پڑھتے ہیں۔ اور پھر میلاد کے آخر میں کھڑے ہو کر بھی چند بار پڑھ لیتے ہیں۔ تاکہ بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر دونوں شکلوں میں پڑھنے کی سعادت حاصل ہو جائے۔ جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر ہر طرح درود وسلام پڑھنا جائز ہے، اس سے پھر یہ دلیل طلب کرنا، کہ بتاؤ کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھنے کا ثبوت کہاں ہے؟ یہ انتہائی درجہ کی جہالت اور حماقت ہے۔ سلام اور قیام کے بعض منکرین یوں بھی دھوکا دیتے ہیں کہ دیکھ لو نماز میں درود وسلام بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔ تو بیٹھ کر ہی پڑھنا چاہیے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نماز کی دعائیں اور ہیئتیں شریعت کی طرف سے معین ہیں۔ اس میں عقل وقیاس کا کوئی دخل نہیں۔ اور اس کے اصرار پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ نماز میں قرآن پاک کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے۔ اور دوسری حالتوں میں نہیں پڑھا جاتا۔ تو نماز کے باہر بھی قرآن پاک کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے۔ تو اس اعتراض کا بھی بخوبی رد ہوا۔ بعض لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ میلاد شریف کے خاتمے پر ہی کیوں صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے؟ اس کے جواب میں اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا میلاد پورا بیان فرمایا اور ذکر ولادت ختم فرما کر حضرت یحییٰ علیہ السلام پر سلام بھیجا۔ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا (پارہ ۱۶ سورہ مریم آیہ ۱۵) اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد شریف جب اللہ تعالے نے سورہ مریم میں بیان فرمایا جیسا حضرت بی بی مریم کا حاملہ ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اور گہوارہ میں گفتگو کرنا۔ اس سارے ذکر کے بعد اللہ تعالے نے فرمایا جس کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے یوں کہا۔ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا (پارہ ۱۶۔ سورہ مریم۔ آیت ۳۳)

برادرانِ اسلام! دیکھ لیجیے ذکرِ ولادت اور سلام میں یہ تعلق ہے کہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام دونوں پیغمبروں کے ذکرِ میلاد کے خاتمے پر سلام پڑھا گیا۔ اسی سنتِ باری تعالیٰ پر عمل کرنے کے لئے اہلِ سنت والجماعت نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے ذکر کے خاتمے پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔ اس پر اعتراض کرنا سوا جہالت اور حماقت یا عداوت کے اور کچھ نہیں۔

اعتراض ۲۳ کیا میلاد شریف کی خوشی کے لئے جلوس کی شکل بنانا اور نعرے لگانا بھی ضروری ہے؟

جواب جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے موقعہ پر جلوس کی شکل اختیار کرنا اور نعرے لگانا اور کچھ خرچ کرنا یہ سنتِ صحابہ کرام ہے

فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ

ترجمہ چڑھے ہوئے تھے مکانوں کی چھتوں پر مرد اور عورتیں۔ اور بچے اور غلام بازاروں میں یہ نعرے لگاتے پھر رہے تھے۔ یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ

(صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۴۱۹)

فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانب الحرۃ ثم بعث الی الانصار فجاءوا الی نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فسلموا علیھما وقالوا ارکبا آمنین مطاعین فرکب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر وحفوا دونھما بالسلاح فقیل فی المدینۃ جاء نبی اللہ جاء نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تسلیمًا فاشرفوا ینتظرون ویقولون جاء نبی اللہ جاء نبی اللہ (صحیح بخاری شریف مترجم جلد دوم کتاب الانبیاء ص۴۷۹)

ترجمہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (مقام) حرّہ میں اترے اور آپ نے

انصار کو بلا بھیجا۔ تو وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان دونو حضرات کو انہوں نے سلام کیا۔ اور ان سے عرض کیا۔ نہایت اطمینان کے ساتھ سوار ہوکر چلئے۔ ہم آپ کے مطیع ہیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر سوار ہو گئے۔ اور تمام انصار نے انہیں ہتھیاروں سے گھیر لیا۔ اس وقت مدینہ میں ایک دھوم مچ گئی۔ کہ اللہ کے رسول آگئے اللہ کے رسول آگئے۔ لوگ بلندیوں پر چڑھ چڑھ کر دیکھتے تھے اور کہتے تھے۔ اللہ کے رسول آگئے اللہ کے رسول آگئے۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینۃ نحر جزورا او بقرۃ فاکلوا منھا

(بخاری شریف جلد دوم مترجم صـ۱۵۹) (ابوداؤد شریف مترجم صـ۱۲۱)

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف تشریف لائے تو آپ نے ایک اونٹ یا گائے ذبح کرائی۔ اور سب لوگوں نے اس کا گوشت کھایا

فبعث اللہ نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم وانزل کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو

ترجمہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر قرآن پاک نازل کیا۔ حلال کو حلال اور حرام کو حرام (بیان) کیا لہذا جو کچھ اس نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام کیا وہ حرام ہے۔ اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔ (مستدرک جلد ۲ صـ۳۱۷)

(ابوداؤد شریف جلد سوم مترجم صـ۱۶۵) (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ مترجم صـ۳۲)

ان تمام ترحوالہ جات کے بعد بھی تعجب آتا ہے ان لوگوں پر کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بارے میں یا جشن میلاد النبی کے بارے میں یا میلاد شریف پر خوشی منانے کے بارے میں دلائل تلاش کرتے ہیں لیکن یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سب کچھ صرف محبتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں کیا جاتا ہے۔ محبتِ نبی علیہ السلام کی تمام دین و ایمان کی جڑ ہے جیسا کہ رومی صاحب نے فرمایا۔ ؎

مغزِ قرآں، روحِ ایماں، جانِ دیں ہست حُبِّ رحمۃ للعالمیں

"تمام تر دین اور ایمان کی بنیاد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے" اور محبت کبھی دلائل کی محتاج نہیں ہوتی۔ جو آدمی بھی افعالِ محبت پر دلائل طلب کرتا ہے تو سمجھ لو کہ اس کا دل حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت سے خالی ہے۔

اب میں چند دلائل محبت کے افعال میں پیش کرتا ہوں۔ ناظرین کرام پڑھ کر اگر صحیح غور فرمائیں گے تو تمام مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔

عن انس کان رجل من الانصار یؤمھم فی مسجد قباء وکان کلما افتتح سورۃ یقرأ بھا لھم فی الصلوٰۃ مما یقرأ بہ افتتح بقل ھو اللہ احد حتی یفرغ منھا ثم یقرأ بسورۃ اخریٰ معھا وکان یصنع ذلک فی کل رکعۃ وکلمہ اصحابہ وقالوا انک تفتتح بھذہ السورۃ ثم لا تریٰ انھا تجزئک حتی تقرأ باخریٰ فاما ان تقرأ بھا واما ان تدعھا وتقرأ باخریٰ فقال ما انا بتارکھا ان احببتم ان اؤمکم بذلک فعلت وان کرھتم ترکتکم وکانوا یرون انہ من افضلھم وکرھوا ان یؤمھم غیرہ فلما اتاھم النبی صلے اللہ علیہ وسلم اخبروہ الخبر

فقال یا فلان ما یمنعك ان تفعل ما یامرك به اصحابك وما یحملك علی لزوم هذه السورة فی کل رکعة فقال انی احبها قال حبك ایاها ادخلك الجنة

ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص مسجد قباء میں انصار کی امامت کرتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ جن نمازوں میں جہرًا قرأت کی جاتی ہے ان میں جب وہ کوئی سورت شروع کرنا چاہتا تو قل ھو اللہ احد سے شروع کرتا۔ اس کو پڑھ کر پھر کوئی دوسری سورت اس کے ساتھ پڑھتا تو اس امام کے پیچھے پڑھنے والوں نے اس سے گفتگو کی اور کہا کہ تم ہر رکعت میں سورۃ قل ھو اللہ احد سے ابتداء کرتے ہو پھر تم یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تمہیں کافی ہے، یہاں تک کہ دوسری سورت پڑھتے ہو یا تو تم اسی سورت کو پڑھو دوسری نہ ملاؤ۔ یا اس کو چھوڑ دو اور دوسری کوئی پڑھا کرو۔ وہ شخص بولا کہ میں تو اسی طرح پڑھوں گا خواہ تم مجھے اپنا امام بناؤ یا نہ بناؤ۔ وہ لوگ جانتے تھے کہ وہ ان سب سے افضل ہے۔ وہ اس بات کو اچھا نہ سمجھے کہ کوئی اور ان کا امام بنے۔ پس جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے یہ کیفیت آپ سے عرض کی۔ آپ نے اس امام سے فرمایا کہ اے فلاں تمہیں اس سے کونسی چیز مانع ہے کہ تم وہی کرو جو تمہارے ساتھی کہتے ہیں۔ اور تمہیں ہر رکعت میں سورہ قل ھو اللہ احد لازم کرنے پر کس بات نے آمادہ کیا ہے! وہ شخص بولا کہ میں اس سورت سے محبت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ یہ محبت تمہیں جنت میں داخل کر دے گی۔

(بخاری شریف جلد اول صـ۳۳۸)

تشریح: اس حدیث مبارکہ کو بغور بار بار پڑھیے۔ کہ اس امام کے پاس ہر رکعت میں سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھنے کے لئے سوا

محبت کے اور کوئی دلیل نہ تھی۔ نہ یہ حکم قرآن ہی میں کہیں ارشاد ہے کہ تم سورہ قل ھو اللہ احد کو ہر رکعت میں پڑھو۔ نہ کسی حدیث ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ملتا ہے کہ تم ہر رکعت میں سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھے جاؤ۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر اگر اس نے ثبوت پیش کیا تو وہ ثبوت صرف محبت تھا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی محبت کے عمل پر جنت میں داخلے کی بشارت دی۔

عن عبد الرحمن بن ابی قراد ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم توضأ یومًا فجعل اصحابہ یتمسحون بوضوئہ فقال لھم النبی صلے اللہ علیہ وسلم ما یحملکم علی ھذا قالوا حب اللہ و رسولہ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم مترجم صفحہ ۵۱۲)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن ابی قراد سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے اور صحابہ کرام نے آپ کے وضو کے پانی کو اپنے جسم پر ملنا شروع کر دیا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا ان سے فرمایا کہ کس چیز نے تم کو اس عمل پر آمادہ کیا؟ تو صحابہ نے عرض کیا۔ کہ خدا اور اس کے رسول کی محبت اس کا باعث بنی ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک پر بھی مکمل غور کیا جائے، تو ثابت ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے سوا اس عمل پر اور کوئی ثبوت دال نہیں ہے۔ اب تو ناظرین کی سمجھ میں آگیا ہوگا۔ کہ محبت میں کیا جانے والا عمل کسی دلیل کا محتاج نہیں ہوتا۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال لقد رایت رسول اللہ والحلاق یحلقہ واطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید الرجل

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک دیکھا میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو جبکہ آپ حجام سے اپنی حجامت بنوانے لگے، تو صحابہ کرام آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور ان سب کی یہ خواہش تھی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک جسم اقدس سے علیحدہ ہوں تو ہر موئے مبارک کے زمین تک پہنچنے سے پہلے کسی نہ کسی عاشق کا ہاتھ نیچے پھیلا ہوا ہو انہیں حاصل کرنے کے لئے۔ (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

ایک دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے ام سلیم کے گھر تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دوپہر کے وقت آرام فرمایا۔ تو گرمی کی وجہ سے چہرہ انور پر پسینہ آ گیا۔ حضرت ام سلیم اس پسینہ کے قطرات ایک شیشی میں جمع کرنے لگیں آپ نے ارشاد فرمایا۔ ماتصنعین یا ام سلیم فقالت یا رسول اللہ نرجو برکاتہ لصبیاننا قال اصبت۔ (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

ترجمہ: اے ام سلیم کیا کر رہی ہو؟ عرض کیا ام سلیم نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم چاہتے ہیں برکت اس کی واسطے اپنے بچوں کے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بہت ہی اچھا ہے۔

تشریح: ان سب مذکورہ روایات کے پڑھ لینے کے بعد محبت کے سوا ان اعمال کی کوئی اور دلیل کتاب وسنت سے پیش کرنا محال ہے اسی طرح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اپنی ٹوپی میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک رکھنا یہ سب کچھ بطور تبرک تھا اور اس کی کوئی دلیل نہیں، باقی اس کے سوا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے فراق میں دل برداشتہ ہو کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب دمشق چلے گئے تو رؤف ورحیم صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں انہیں مدینہ منورہ طلب فرمایا۔ کہ بلال ہم سے ملنے کے لئے آئے۔ جب

حضرت بلال حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مدینہ منورہ پہنچے تو سیدھے آپ کے روضہ اقدس پر گئے، تو سیدنا صدیق اکبر و عمر فاروق و عثمان غنی اور علی المرتضیٰ اور دیگر برگزیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے تھے کہ آج بلال آئے ہیں لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کسی کو نہ دیکھا۔ سب دلائل دھرے کے دھرے رہ گئے اور بے ساختہ آقا کی قبر انور پر گر پڑے۔ اور قبر اطہر سے چمٹ گئے۔ اور مرغِ بسمل کی طرح روتے اور تڑپتے اور اپنے گال حضور کے روضہ اقدس پر ملتے رہے۔ ایک ہجر و فراق میں کشتہ غلام کا اپنے محبوب سے وصال کا یہ منظر کیسا ہوگا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ یا عاشقِ رسول ہی کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ان حالات کو تمام صحابہ جو وہاں حاضر تھے، دیکھ رہے تھے۔ بجائے اس کے کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو روکتے کہ ایسا نہ کرو۔ یہ ادب کے سراسر خلاف ہے۔ بلکہ تمام حاضرین ان کے ساتھ زار و قطار رونے لگ گئے۔ مدینہ کی گلی کوچہ میں کہرام مچ گیا۔ ہر مرد عورت، پیر و جوان یہاں تک کہ بچے بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کے اس عمل پر اپنے محبوب کے فراق میں رونے لگ گئے۔ مقصد یہ ہے کہ جب محبت غالب آجاتی ہے تو دلیل طلب نہیں کی جاتی۔ اور نہ محبت دلیل کی محتاج ہوتی ہے۔ اسی طرح جب حضور کی ولادت باسعادت کا مہینہ آئے اور خوشیاں منانے کے لئے دل بے قرار اور طبیعت بے چین ہو اور مسلمان خوشی سے پھولے نہ سمائیں اور یوں جانیں کہ ان کے لئے کائنات کی خوشیاں ایک طرف اور میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی سب خوشیوں سے بڑھ کر ایک طرف گویا مردِ مومن یوں سمجھے کہ اس دن کائنات کی ساری خوشیاں سمٹ کر اس کے دامن میں آگری ہیں کیونکہ آج ہی تو کائنات کا دولہا اور بے کسوں کا سرتاج تشریف لایا ہے۔ اس سے بڑھ کر مسلمان کے لئے خوشی کا اور کون سا موقعہ ہوگا۔ صحیح مومن تو اس خوشی سے

بڑھ کر کسی اور خوشی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ حقیقت قرآن پاک خود بیان فرما رہا ہے جیسا کہ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون ٥ سے ثابت ہے۔ بندہ ناچیز نے جو کچھ بھی اس کتاب میں درج کیا ہے پوری تصدیق کے ساتھ کیا ہے۔ لیکن کم علمی کی وجہ سے یا کم عقلی کی وجہ سے اگر کوئی لفظ کم و بیش لکھا گیا ہو تو بندہ عاجز اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے معافی کا طلبگار ہوں اور ناظرین کرام سے معذرت خواہ ہوں۔ بارگاہ رب العزت سے امید واثق ہے کہ ہر مسلمان پڑھنے والے کو راہ ہدایت نصیب فرمائے گا۔ تمام مسلمان ناظرین کی خدمت میں عرض ہے کہ بندہ عاجز کے لئے صراط مستقیم پر چلنے کی دعا فرمائیں۔ اور وقتِ دمِ آخر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ عنایت نصیب ہو۔ اور بروز قیامت شفاعت شافع روز جزا محبوب خدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نصیب ہو۔

آمین ثم آمین

تمت بالخیر۔

الحمد للہ رب العالمین الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین رحمۃ للعلمین خاتم النبیین خیر خلقہ محمدٍ و نور عرشہ محمدٍ و زینۃ فرشہ محمدٍ و قاسم نعمتہ محمدٍ و اظہار کرمہ محمدٍ و مظہر لطفہ محمدٍ و آلہ و اصحابہ و اھل بیتہ و ازواجہ و ذریتہ و اطہارہ و اصہارہ و اشیاعہ و احبائہ و علماءِ ملتہ و اولیاءِ امتہ و خلفائہ الراشدین و التابعین و تبع التابعین و علی اھل طاعتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

تقریظ جناب عزت مآب محترم و مکرم قبلہ فاضل اجل عالم بے بدل شیخ الحدیث والقرآن صدر مدرس دار العلوم جامعہ محی الاسلام صدیقیہ سردار پورہ لالہ موسیٰ مولٰنا ابو الامجد غلام ربانی چشتی صاحب ؒ خطیب جامع مسجد (مرکزی) لالہ موسیٰ

فاضلِ جلیل خطیبِ شہیر حضرت علّامہ محمد نذیر احمد قادری صاحب مدظلہ العالی کی کتاب البرھان القوی فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کی۔ کتاب کو اثباتِ ذکرِ میلاد میں خوب سے خوب تر پایا۔ حضرت علامہ نے اس موضوع پر ہمہ پہلو بحث کی ہے۔ اور قوی دلائل سے ذکرِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز کو ثابت کیا ہے۔ حضرت مصنف سب سے اوّل قرآن پاک سے دلائل لائے ہیں۔ پھر احادیث اور اقوالِ صحابہ سے پھر اکابرینِ امت سے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد سوائے متعصب کے میلاد شریف کا کوئی انکار نہ کر سکے گا۔

دعا ہے مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو قبولِ عامہ عطا فرمائے۔ اور حضرت علامہ محمد نذیر احمد قادری مدظلہ العالی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر ابو الامجد غلام ربانی چشتی

تقریظ پیرِ طریقت صاحبزادہ والا شان، عالمِ نکتہ دان علامہ صاحبزادہ محمد ظہیر الدین صدیقی

دربار عالیہ نیریاں شریف (آزاد کشمیر)

۷۸۶
۹۲

میں نے علامہ نذیر احمد صاحب قادری کی کتاب البرہان القوی فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر مقامات سے نظرِ عمیق سے مطالعہ کیا۔ علامہ نے نہایت قوی دلائل اور براہین قاطعہ سے مسلکِ حقہ اہلِ سنت کیلئے گران قدر خدمت سرانجام دی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس سعی کو قبولیت کا شرف بخشے۔ اور گم کردہ راہِ ہدایت لوگوں کے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ خالقِ لایزال علامہ کو عمرِ خضر عطا فرمائے۔

مدعاگو
احقر العباد ظہیر الدین
دربار عالیہ نیریاں شریف

تقریظ جناب قبلہ شیخ الحدیث والتفسیر الحاج حضرت علامہ مفتی غلام رسول صاحب ایم اے (عربی اسلامیات) ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ محمدیہ (رجسٹرڈ) سیدہ گول لالہ موسیٰ

مخدوم و محترم حضرت قبلہ مولٰنا نذیر احمد قادری مدظلہ العالی کی تصنیف مبارک "البرہان القوی فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" کے چند اوراق دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ماشاء اللہ کتاب ہر لحاظ سے مسلک کے لئے بے حد مفید ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ حضرت نے بڑی محنت سے مخالفین کی کتب سے دلائل فراہم کر کے اہل سنت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی کو بارگاہِ حبیب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں شرفِ قبولیت بخشے۔ اور کتاب کو قبول عامہ عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

احقر العباد

مفتی غلام رسول ایم اے

جامعہ عربیہ محمدیہ سیدا گول (لالہ موسیٰ)

۹۱ - ۲ - ۳۰

تقریظ صاحبزادۂ ذی شان واعظِ شیریں بیان خطیبِ خوش الحان فاضلِ نکتہ دان حضرت علامہ حافظ قاری سید محمد شعیب شاہ صاحب مدظلہ زید مجدہٗ کیرانوالہ سیداں خطیب جامع مسجد غوثیہ برنلے لنکا شائر برطانیہ

عالم اجل فاضلِ بے بدل حضرت علامہ مولانا نذیر احمد صاحب قادری کی کتاب البرہان القوی فی میلاد النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بعض مقامات سے دیکھا ہے اور پڑھا ہے۔ الحمد للہ حوالہ جات کے لحاظ سے دلائل کے لحاظ سے میں نے اس کو خوب پایا ہے۔ مولا کریم مصنف موصوف کو اس کتاب کی محنت پر اجرِ عظیم عطا فرمائے آمین

صاحبزادہ سید محمد شعیب خطیب برطانیہ
جامعہ غوثیہ مسجد برنلے لنکا شائر

تقریظ حضرت قبلہ پیرِ طریقت رہبرِ شریعت واقفِ رموزِ حقیقت رہنماء معرفت علامہ صاحبزادہ فاضلِ اجل عالمِ باعمل محمد رضوان جامی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

دربار عالیہ میاں صاحب میکی ڈھوک شریف ضلع اٹک

میں نے قبلہ علامہ نذیر احمد کنجاہی کی کتاب البرہان القوی فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ علامہ موصوف نے اس کتاب کو مدلل نہایت قوی حوالہ جات سے مزین فرمایا ہے قارئین کے لئے نہایت لاجواب استنباط فرماکر ملت اسلامیہ پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ ہر اعتراض کا منہ توڑ حوالہ پیش کرکے ہر طرح سے آسانی پیدا کردی ہے۔ بارگاہِ ربِ کریم میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالٰی ہر قارئین کو اس کتاب کے مطالعہ سے صحیح ہدایت نصیب فرمائے۔ اور علامہ موصوف کی عمر دراز فرمائے اور علامہ صاحب کے لئے اس کتاب کی تصنیف ذریعہ نجات ثابت ہو۔ آمین ثم آمین۔

(صاحبزادہ) محمد رضوان جامی
سجادہ نشین دربار حضرت میاں صاحب میکی ڈھوک (اٹک)

تقریظ حضرت علامہ فاضل نوجوان پیرزادہ مولانا محمد سلیمان صاحب آف ٹھیکریاں شریف (گجرات) خطیب اعظم گوجرانوالہ

میں نے علامہ نذیر احمد صاحب قادری مدظلہ العالی کی کتاب الموسوم البرہان القوی فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ اس میں اکثر و کافی عجائبات موجود ہیں جو اکثر کتب میں نہیں ملتے اور بعض تو علامہ موصوف کے ساتھ جو حوالہ جات ہیں معتبر ہیں بلکہ تمام حوالہ جات ہمارے کتب فقہ سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علامہ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

صاحبزادہ محمد سلیمان فاروقی
ٹھیکریاں شریف ضلع گجرات